

٧٨٦

# اشکِ غم

معروف

## ذریعہ ماتم

اُن اٹھارہ بینیہ سوزخوانی کے مرثیوں کا نادرالمثال
مجموعہ جو ذاکرین کے علاوہ مخدّرات
عصمت مآب کی متقدس
جماعت میں مقبول
ہو چکا
ہی

در سنہ ١٩٢٠ ؁ ١٣٣٨ھ باھتمام
ابوالقلم منیر زیدی الواسطی
بمطبع یوسفی دھلی طبع شد

# فہرستِ مطلعہائے مراثی مشتملہ

# مرثیہ

## نمبر ۱

### مطلع

# محرم آیا ہی اے عزیزو رسول روتی ہیں کربلا میں

## ۳۷ بند

از تصنیف جناب مرزا فصیح صاحب اعلی اللہ مقامہ

در حال جناب امام حسین علیہ السلام

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

١

محرم آیا ہے اے محب رسولؐ روتے ہیں کربلا میں
ہزاروں زوّار اس مہینے میں جمع ہوتے ہیں کربلا میں
یہ ذکر کرتے ہیں استراحت نہ شب کو سوتے ہیں کربلا میں
ضریح اقدس کے گرد پھر پھر کے جان کھوتے ہیں کربلا میں

اگر محبت حسینؑ کی ہے تو آج گریاں ضرور ہو تم
زیادہ لازم ہے تم کو رونا کہ شہ کی روضہ سے دور ہو تم

٢

جو نہ چھٹتے ہوتے علی اکبرؑ تو کیا نہ تھی تم ان کو پیارا
بہنی جو روتی تمہارے آگے تو کوئی تم میں سے کیا نہ روتا
فغاں نہ کرتی جو سنتے یارو حرم سے اسی فغان زہرا
علیؑ کی حالت جو دیکھتے تم نہ حال کرتے تباہ اپنا

یہ دن ہیں ماتم کی اور مجلس عزائے سبط رسولؐ کی ہے
بتولؑ حاضر ہے رو و یارو جو تم کو خاطر بتولؑ کی ہے

٣

عزیز روتا ہے جوش رقت علیؑ و زہراؑ کو ان دنوں میں
پدر کی فرقت کا غم زیادہ ہوا تھا صغراؑ کو ان دنوں میں
محبت گھیری تھی فوج حق کی تمہارے آقا کو ان دنوں میں
عجب تردد عیال کا تھا حسینؑ مولا کو ان دنوں میں

دیار غربت سفر کی زحمت صغیر بچے ذرا ذرا سے
کوئی تو کہتا تھا ہم ہیں بھوکے کوئی سناتا تھا ہم ہیں پیاسے

٤

سکینہؑ ہر دم پکارتی تھی کہ بابا صاحب منگا دو پانی
امام باقرؑ پکارتے تھے کہ دادا صاحب منگا دو پانی
شہید مسلمؑ کی بیٹی کہتی تھی اے چچا جان لا دو پانی
یہ شہر بانوؑ کی گفتگو تھی کہ بہر اصغرؑ دلا دو پانی

امام کرتے تھے بین غم کی ہر اک کو پانی پلا پلا کے
ہزار افسوس کیسے پیاسے رہو گے صحرا میں گھر لٹا کے

پھوپھی جی تم کو قسم خدا کی بلا کے گھر میں پدر کو میرے
کہو یہ اچھی جگہ نہیں ہے یہاں ستمگاری دغا و دم سے
اگر نہ مانیں تو پھر یہ کہنا کہ کوچ کیجے بہت سویرے
کہ روز روشن ہو تو نہ پاوے روانہ لشکر ہو منہ اندھیرے
جو کوچ کر نہیں سویرے ہو گی و یا کئی دن مقام ہوگا
وہ دل کو مر جائیگی سکینہ تمہاری بچی کا کام ہوگا

یہ وہم آتا ہے میرے جی میں کوئی طمانچہ نہ مجھکو مارے
کوئی نہ گھر میں گھس آئے ظالم کہ میرے کانوں سے در اتارے
کہیں نہ لگ جائے آگ یکبارگی بلند آتش کی ہوں شرارے
خدایا اتنا بتا دن اور اک شب کسطرح یہ گزارے
سحر کو ہوتی ہے کوچ ہووے روانہ بابا امام ہووے
جہاں یہاں نا سازشت ہووے الہی کل وہاں مقام ہووے

سکینہ کہتی تھی یہ کرتی رو رو کے پھوپھی کے بیٹی لگی ہے ہمدم
کہا پھوپھی جی یہ کیا جگہ ہے گھبراتی جان ہے یاں ہر دم
اور اس جنگل یہ کونسا ہے کہ دل بہت گھبراتا ہے میرا ہر دم
یہاں تو ہر روز ہی مرنا بیٹی یاں نہیں تم ہو دم بدم غم
مرا کلیجہ ہے تھر تھراتا دھڑکتی چھاتی ہے ڈر کے مارے
چھپا دو گود میں عمہ زینب کہ جان جاتی ہے ڈر کے مارے

پہنچا جو کربلا میں حسین سبط نبی کا لشکر
سرا پردہ برپا ہوئے حرم کی قناتیں کھینچی گئیں سراسر
ہوئے رفیقوں کے خیمے برپا حرم کے خیموں سے تھوڑا ہٹ کر
حرم اتر کر گئے جو اندر تو خود بخود دل ہوئے مکدر
ہوا کا جھونکا جو ایک آیا تو خاک منہ پر پڑی حزیں
پکاری زینب یہ کیا جگہ ہے کہ جان جاتی ہے

۹

سکینہ بی بی کی آہ جو دم چھپی تھی ... یہ بیقرار
کہا یہ فضہ کو بیٹھ کے ... سنتے جلا کے یاد ... مراد
پکارو رو کے یہ ساربان کو کہ گھر میں ... تمہاری دا...
خبر ہو شمر کی اپنی اگر تڑپ رہی ہے سکینہ پیاری

ادہر کو سہما ہوا ہو اصغر ادہر سکینہ دہل رہی ہے
ادہر وہ آنکھیں ملا رہا ہو ادہر یہ آنکھیں مل رہی ہے

۱۰

گئی جو خیمہ کو در پہ فضہ تو دیکھا سبھی کچھ ادہر عیاں
پھری جو واں سے تو روتی آئی حرم بھی ہیں سب پریشاں
ہر ایک کہتا تھا کچھ بیاں کر وہ اور کرتی تھی آہ و فغاں
کبھی تو کہتی تھی آفت آئی کبھی یہ کہتی تھی آیا طوفاں

اوڑا اداس بن کی خاک سر پہ آئی مصیبت زینب
اسیری کی محنت نصیب زینب یتیم زینب غریب زینب

۱۱

پکاری زینب کہ صدقے بہنا کہاں ہے میرا حسین بھائی
کلیجہ پھٹتا ہی ہائے فضہ کہ تو نے سنا دی جو دیکھ آئی
سر اپنا فضہ نے خوب پیٹا کہا پھر اے فاطمہ کی جائی
ہے اپنی زمین کی جو قوم مالک وہ قوم حضرت سے ہی بلائی

زمین بیچی ہے ... حضرت کلام قیمت میں ہو رہا ہے
حسین بیکس بھی وہیں ہیں امام زادے بھی رو رہے ہیں

۱۲

امام اس قریہ میں کہتے ہیں کہ یہ زمیں میرے ہاتھ بیچو
وہ پوچھتے ہیں کہ کیا غرض ہے خرید فرمائیے زمیں کی تمکو
اگرچہ ... پسند ہو وہ تو نذر کرتے ہیں یونہیں لے لو
امام کہتے ہیں یوں تو ناکام ہے تمہارے معاملہ ہو

خرید کرتا ہوں اس لیے میں یہاں بنیگا مزار میرا
یہاں پہ آوینگے میرے زائر بسیگا اجاڑ دیار میرا

## ١٣

زمین پٹتی ہے ہر طرف سے صدف کی خطابت کھچتے ہیں سر
قبا لکھتے ہیں اسکے ایک درم ہیں کرتے شمار اکبر
حسین بڑ سے کہہ رہے ہیں کہ تم وصی ہو ہمارے
ہمارے پیاروں کی اور ہماری بنانا قبریں ایسی جگہ

بہت نہ رو ہمارے غم میں کہ تمکو لازم ہے صبر
ہماری تربت کی متصل تم بنانا اکبر کی قبر

## ١٤

ہمیں بتاتا ہوں یاد رکھنا یہاں شہیدوں کو دفن کرنا
یہ سب شہیدوں کی خوابگاہ ہے کہ گرنے پاویں یہا پہ بیٹا
جلد جلد مت بنانا قبریں زمیں میں کہنا سبھوں کو بیجا
گر ہو سو قدم کے آگے میری یہاں پہ مدفون حبیب میرا

میں جانتا ہوں کہ معرکہ میں رہیگا آگے حبیب میرے
میں چاہتا ہوں کہ اسکا مرقد بھی ہو بڑو ہو قریب میرے

## ١٥

ہمارا ہی جا بجا یہ ہوگا مزار کچھ اس کا دور ہو گا
کرے گا یہ نہر علقمہ پر تن اسکا زخموں سے چور ہو گا
بنانا تم مزار غم کا اسی جگہ پر ضرور ہو گا
بنے گا غازی کا جبکہ روضہ تو نور حق کا ظہور ہو گا

ایک آستانہ ہمارا ہوگا ایک آستانہ اخی کا ہوگا
بلند گردوں شکوہ قبہ ہمارے بھائی اجری کا ہوگا

## ١٦

اور ایک میرا محب صادق وہ کون حر ہے مطیع داور
ہے راہ جنت کا وہ مسافر ہے جرأت کا وہ شناور
مری مصیبت کے وقت آکر وہ ہوگا میرا معین یاور
بعید ظاہر میں مجھ سے ہوگا کریگا سر صدقہ وہ دلاور

مزار اسکا درست کرنا کہ ہے وہ غازی رفیق میرا
شہید میرا عزیز میرا انیس میرا شفیق میرا

۲۰

غرض کہ حضرت نے خط کو کھولا پڑھا جو لکھا تھا اسمیں مضمون
لکھا تھا حکم یزیدیوں ہے کہ تم سے بیعت یزید کی لوں
اگر نہ بیعت کرو تو تم سے لڑونگا یا تنگ ہو رہا ہو خوں
یہ سخت کلمہ پڑھا تو صدمہ ہوا رخ شہ غضب سے گلگوں

کہا رفیقوں سے شاہ دیں نے کہ نامہ میرے جو نام آیا
یقین جانو تم اے محبو اجل کا مجھکو پیام آیا

۱۹

امام باتیں یہ کر رہے تھے کہ گھر میں عباس غازی آیا
کہا کہ آیا ہے ایک قاصد ہے خط ابن زیاد لایا
یہ سنکے خیمے سے نکلا باہر نبی کا دلبر علی کا جایا
دعائیں کرتی تھیں بی بی زینب کہ صلح ہو یا خدایا

لڑائی ہووے نہ کربلا میں حسینؑ کا انجا دے یارب
امام اپنا سمجھ کے ابن زیاد شہ کو بلادے یارب

۱۸

امام دیں نے کہا حرم سے ابھی نہ ماتم کرو غریبو
مرام راضی ہے جو خدا پر تباہ مت ہو بلا کشو
خموش بیٹھو ابھی حرم کی ہے غریبو دم تلک تو
ہم ہے دن رات خوب رونا کریگا کوئی نہ منع تم کو

حیات اپنی ہے چند روزہ ہو سفر بھی تمام اپنا
نہ کوچ ہو گا تو تا فنا اسی جگہ ہے مقام اپنا

۱۷

حرم نے جسدم سنی یہ باتیں تو پیٹی اور خاک سر پہ
کوئی تو کہتی تھی ہائے وارث کوئی پکاری کہا ہے دا
ادھر کو رویا صغیر اصغر ادھر کو روی سکینہ بی
سنی جو شہ نے صدائے شیون تو آئے گھر میں امام

پکاری زینب تمہارے صدقے خریدی تھی ہو میں بھا
بنی کہ گھر تباہی آئی ہو بہن کے تقلین بھا

**۲۱**

ہے تیغ قبضہ میں میری جبتک کرونگا بیعت نہ شقی کی
یہ کہہ کے نامہ کو پھاڑ ڈالا کہا کہ بجوادو طبل جنگی
دہم محرم کی تھی جو آغاز کربلا میں ہوئی لڑائی
لڑا جو اول وہ تھا حر اول امام بیکس کا تھا غلام

لگے پھر اصحاب شہ کے ہونے فدا امام زمان کے
گلے پہ چلتا تھا انکے خنجر تو نام شہ تھا زبان کے

**۲۲**

بہت سے اصحاب شاہ دیں کے ہوئے تھے جو بس فدائے مولا
رہے تھے باقی جو کچھ دلاور کھڑے تھے نزدیک شاہ والا
کہ سمت کوفہ سے کربلا میں ہوا یکایک غبار پیدا
جب آکے میدان کے پاس پہنچا غبار میں سے سوار نکلا

جلال سلح زرہ گلے میں کماں کاندھے پہ نیزہ تولے
سمند تازی پہ بن ٹھن کے قفا پہ شملہ زری کا کھولے

**۲۳**

امام دیں نے یہ اس سے پوچھا کہ کون ہے تو کہاں سے آیا
کہا یہ اُس نے کہ ہوں میں ہاشم عمر کا بھائی چچا کا بیٹا
ہے دادا وقاص سعد ہے عم ہیں ہوں قریشی محب مولا
امام بولے کہ ابن عم ہے تیرا تو میرے لہو کا پیاسا

عجب ہے بھائی تو ہوکے قاتل تو بیکسوں پر شفیق ہووے
معین ہووے نصیر ہووے انیس ہووے رفیق ہووے

**۲۴**

پکارا ہاشم کہ سبط احمد میں محب آل حسینی وہ ہے یزیدی
جو میں نے دنیا میں رنج اٹھائے تو آخرت کی خوشی مزیدی
اور اُس نے لی جو حکومت رے کی تو ہوگا واصل سقر میں گیدی
میں ہوں حلالی وہ ہے حرامی جو دل میں ہے اسکے ہے پلیدی

عجب نہیں ہے کہ جو کہ ناحق عدو پیمبر کی آل کا ہے
حرامزادہ کا یہ نشاں ہے نہیں وہ نطفہ حلال کا ہے

۲۵

امام دیں نے دعا دی سکینہ کو کہا کہ جنت لے [illegible]
تیری نصیبوں نے یاوری کی کہ میرا اکبر ہوا تو یا [illegible]
نعیم جنت تجھے مبارک ہو اے برادر بفضل داور
یہ شہادت ہے اکبرین لیتا جو ہے ارادہ تو ہو [illegible]
وہ خلد کا در کھلا ہوا ہے وہ حوض کوثر [illegible]
وہ حور کھڑا ہے جس کی آگے قدم پہ آنکھوں کو [illegible]

۲۶

وہ بابا جنکا قسیم کوثر کا دست شفقت ہے سر کے اوپر
وہ جسکو حوریں ہیں گھیری ہوئی ہیں حوروں کی ہاتھوں میں جام کوثر
وہ رو رہی ہیں بلائیں لیکے حر دلاور کی میری در
جو دیکھا ہاشم نے آنکھ اٹھا کر تو سب دکھائی دیا سراسر
پکارا معجز نما ہو تہا کیا پھر دہر کو تازیانہ
تبارک اللہ احسن الخالقین کو پڑھتا ہوا روانہ

۲۷

جب آیا میداں میں وہ دلاور پکارا کہ فوج ہو میں ہاشم
عمر ہے میری چچا کا بیٹا وہ نکلے میداں میں ہے یہ لازم
یہ لشکر کا ہے امیر لشکر کہ نوجواں مرد تھا وہ ظالم
سمجھتا نہیں تھا میں بہادر بلائے نزدیک وہ ملازم
کہا کہ تم میں جو ہے بہادر وہ ہمیں ہاشم سے لڑنے جاوے
نہال کر دونگا ایک دم میں اسکا جو کاٹ کوئی لاوے

۲۸

لکھا ہے راوی نے اسطرح سے کہ ایک نامرد گیدی ناری
ہزار اسوار کا تھا مالک وہ نکلا میداں میں یکجاری
جب آیا ہاشم کے وہ مقابل تو یوں پکارا کہ دوست داری
کہ ہے بزرگو نہیں عرب کے گئی ہے کیوں عقل تیری ماری
یہ کیا جہالت ہے ہول و دولت کو اگر آیا ہے جان دینے
یہ کیا ضلالت ہے ہاتھ سب کے اٹھا کر آیا ہے جان دینے

**۲۹**

کہا تب اسنے کہ اے ستمگر تجھے ہے خدا و نبی کا قائل
نعیم بالی کا ہے وہ طالب مال دنیا پہ ہوگا مائل
یزید فاسق کا ہے تو بندہ ہوئی ہے کیوں عقل تیری زائل
نبی کے فرزند کا ہے دشمن یہ کیا دلیرہ ہے کیا شما

یزید فاسق امام تیرا حسین عادل امام م
سقر کو اندر مقام تیرا ارم کے اندر مقام م

**۳۰**

لعین نے چاہا جواب دیوے کہ اس بہادر نے نیزہ مارا
ڈپٹ کے گھوڑا جو آیا غازی عدو کو لڑنا تھا نہ یارا
لگایا نیزہ پڑا وہ خالی اجل سے کچھ ہو نہ سکا چارا
پڑی جو ہاشم کی تیغ سر پر تو پشت زیں پہ ہو دو پارا

ادہر کو آدہا ادہر کو آدہا گرا زمیں پر وہ پشت زیں سے
خروش اللہ اکبر اٹھا قشون کمیں سے سپاہ دیں سے

**۳۱**

جب ابن سعد شقی دون نے یہ دیکھا عالم تو یوں پکارا
کہ ماری سب فوج جا کے اسکو کہ اس نے کیا ہی دلیر مارا
جھکا جو لیکر تمام لشکر تو پھر لڑائی کا تھا نہ یارا
پکارا سید سلام تجھے چلا ارم کو محب تمہارا

وہ حوریں مجھکو بلا رہی ہیں خدا کو سونپا امام تم کو
کہو اب آقا جو کچھ ہو کہنا نبی علی سے پیام تم کو

**۳۲**

کہا امام امم نے ہاشم تجھے مبارک ہو یہ شہادت
نصیب تجھکو ہوئی جو جنت یہی کرامت یہی سعادت
تجھے تو سید پکارتا ہے تجھے ہے ثابت مری سیادت
پیام کیا دوں کہ میں بھی آتا ہوں کرکے حق کی ادا عبادت

یہ کہنا جد سے کہ نانا صاحب تمہاری امت نے کیا دغا کی
انہوں نے مجھکو بہت ستایا یہ میں نے انکو نہ بد دعا کی

۳۳

رفیق مرتے ہیں میرے پیاسے عزیز ہوتے ہیں میرے [illegible]
تڑپتا ہے صغیر اصغر بلک رہی ہے سکینہ بابی
اسیر ہوئیگی میری بہنیں یتیم ہوئیگی میری بیٹی
پھرینگی اوڑھے نہ سر پہ مقنع ہر ایک والا تبار بی بی
قتیل ہوویگا میرا اکبر اسیر ہوویگا میرا عابد
امیر ہوگا یزید فاسق فقیر ہوویگا میرا عابد

۳۴

تمہاری امت نے نانا صاحب مجھے مدینہ سے تھا بلایا
یہاں بلایا تو کی یہ دعوت کہ مجھکو خون جگر کھلایا
ہے تیسرا دن کہ تشنہ لب ہوں ذرا سا پانی نہیں پلایا
یہ آپ سے کہیگا بعد میرے کہ میرے خیمونکو بھی جلایا
عجب عداوت حسین سے تھی تمہاری امت کو نانا صاحب
کہیں ٹھکانا نہیں ہے باقی تمہاری عترت کو نانا صاحب

۳۵

کہا جو وعدہ تھا تم سے یہ تو سنو یہ وعدہ پہ ہوں میں حاضر
بلا پہ نازل بلا ہی ہو تو رضا پہ راضی ہوں حق پہ شاکر
وطن سے آئے ہیں بعد ہو کے غریب و بیکس ہوں اور مسافر
گلے پہ خنجر اگر چلیگا نہ اف کرونگا ہونگا صابر
لگیگا ماتھے پہ تیر جس دم لہو کو منہ پر ملا کرونگا
تمہاری امت کا نانا صاحب نہ میں خدا سے گلا کرونگا

۳۶

یہ کہہ کر رو دیا امام بیکس کہا رفیقوں سے یار دوڑو
پڑی ہیں لاشیں جو قتلگہ میں انہیں یہاں تک اٹھا کے لاؤ
اٹھا دی بھائی کا رن سے لاشہ مرے علمدار کو بلاؤ
کمک جو ہاشم کی ہو سکے تو ادھر کو گھوڑا ذرا اٹھاؤ
ادھر تو حضرت ہوئے روانہ ادھر دلاور کا کٹ گیا سر
بجائے اعدا نے شادیانے کہ شہ کے یاور کا کٹ گیا سر

اب تو فرات سے ہے محروم اہلبیت
اس غم سے بحر شور ہی بحر سیاہ پوش
نکلے شہ سیاہ پوش کفن پہنے مثل برق
بادل سا آیا شام کا لشکر سیاہ پوش

٩
خود و زرہ پہنکے چلے سوئے قتلگاہ
قاسم کے سوگ میں ہوئے اکبر سیاہ پوش

سینہ میں ہے مرے دل پر داغ کا پلنگ
جیسے امام باڑہ کا منبر سیاہ پوش
کرتی ہے روز صبح گریبان اپنا چاک
ہر شب کو شام آتی ہے ہو کر سیاہ پوش

٦
سرِ عقیق بحر کی دیکھو اگر سیاہ
سمجھو کہ غم میں شہ کے ہیں پتھر سیاہ پوش

## سلام

مجرائی کیوں خدا کا ہوا گھر سیاہ پوش
اور قبۂ مزار پیمبر سیاہ پوش
اک ماتم حسین نے یاں تک اثر کیا
صاحب عزا ہے رکن میں پتھر سیاہ پوش

٣
یہ دود آہ فاطمہ ہے مست کہو کسوف
ہو شہ کے غم میں خسرو خاور سیاہ پوش

جب کہ دن مسودہ گیارہ لاشے ہوا ختم میں عجیب
بن گئی یار اہنہین یہاں کا فصیح وقت تما ہوا
الہی کرتا ہوں شکر نعمت بڑا یہ احسان کریب
کہ پڑا سکن ہے کہ وہ مرد نصیب ہر دم ہو آپ

الہی لکھو ہر مفاد ہے یہ رو نہ کبھی سفید
یہ شام ماتم کی دور ہو ہو طلوع صبح [illegible]

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۹<br>وقت وداع معتمد الدولہ ہے فصیح<br>داغوں سے ہے تن دل مضطر سیاہ پوش<br>**مجموعہ رباعیات**<br>غرضیکہ ایک ہزار مرصع رباعیاں<br>قیمت ۲ر | ۱۶<br>گشت کیجو شکار غزال سیاہ کا<br>آہو ہیں ہر سبیل غضنفر سیاہ پوش<br>۱۷ شبّر سیاہ دیکھو تو سمجھو کہ دشت میں<br>ضیغم ہے ہر عترت اطہر سیاہ پوش | ۱۳<br>عابد کے خاک راہ سے چہرہ پہ ہے غبار<br>گویا گہن سے ہے مہ انور سیاہ پوش<br>۱۴ ہیں بال منہ پہ ڈالے ہوئے آل مصطفیٰ<br>یا ہیں سحاب تیرہ میں اختر سیاہ پوش | ... کھلے گلے پہ شہ کے چلا غم یہ ہے ...<br>جوہر سے اپنے رہتا ہے خنجر سیاہ پوش<br>گلگوں ہوئے تھا علم سبز مصطفیٰ<br>اور تھے نشان فوج ستمگر سیاہ پوش |
| **مجموعہ مخمسات**<br>یہ سو مشہور سلاموں پر لاثانی مخمس<br>قیمت ۲ر | ۱۸ یوں مردمک ہیں چشم کے اشکوں سے تر بتر<br>چھینٹوں سے ہوں گلاب کی جوں پر سیاہ پوش | ۱۵ زلفوں میں یہ چھپا ہوا چہرہ صغیر کا<br>گردن کے غم میں ہے رخ انور سیاہ پوش | ۱۲ دھوپ میں کی کھائیں اسیروں نے اس قد...<br>جلکر ہوئی تھی عترت اطہر سیاہ پوش |

# مرثیہ

## نمبر ۲

مطلع

# جب داغ پسر شہ کو ملا بیوطنی میں

## ۲۶ بند

من تصنیف جناب میر مونس صاحب اعلی اللہ مقامہ

ا جناب علی اکبرؑ

دو دونوں کو فاقہ میں ... س

ارنیری نانی کی بھی ایک بوند نہ

اٹھارہ برس والی جان ا

باندھا گیا بیمار ... ھ

چھپکر شائع ہوا

۱

جب داغ پسر شہؑ کو ملا بے وطنی میں
برچھی سی لگی قلب پہ تشنہ دہنی میں
مصروف رہے دیر تلک سینہ زنی میں
طاقت نہ رہی جسم امام مدنی میں

جز آس ہوئی ساتھ چھٹا لخت جگر کا
دل ٹوٹ گیا فاطمہ زہراؑ کے پسر کا

۲

فرماتے تھے لاش علی اکبرؑ سے کہ پیارے
سب سوتے ہیں کس کس کو یہ مظلوم پکارے
بیٹا تمہیں اُٹھو کہ ہیں اب گور کنارے
سر دینے کو جاتی ہیں چلو ساتھ ہمارے

ہو ویگی نہ کچھ دیر ابھی جا کے پھر آنا
تم اول منزل ہمیں پہنچا کے پھر آنا

۳

اک شیر اکیلا ہمیں جنگل میں نہ چھوڑو
پیاسا ہو تمہیں تلواروں کے بادل میں نہ چھوڑو
مظلوم کو اس موت کی ہلچل میں نہ چھوڑو
بسمل سا تڑپتا ہوا مقتل میں نہ چھوڑو

وہ ساتھ ہمارا کہ یہ مشکل کی گھڑی ہے
رستہ بھی خطرناک ہے منزل بھی کڑی ہے

۴

فرماتے تھے یہ لاش پسر سے شہؑ دلگیر
[illegible] اٹھ کر پکارے کہ بے پیر
[illegible] شمشیر
[illegible] تدبیر

مجموعہ رباعیات
عزیزیا ایک [illegible]
قیمت

مجموعہ مخمس
نئی سو مشہور مخمس
[illegible] نے نور نظر اپنا
[illegible] کٹا دیجے سر اپنا

۲

دو روز کی فاقہ میں سناں سینہ پہ کھائی
مرتے ہوئے پانی کی بھی ایک بوند نہ پائی
اٹھارہ برس والے نے جان اپنی گنوائی
باندھا گیا سہرا نہ دلھن بیاہ کے آئی

ناشاد جواں خاک پہ بے دم نظر آیا
شادی بھی نہ دیکھی تھی کہ ماتم نظر آیا

۳

فرما کے یہ خیمہ میں گئے سید والا
دیکھا غم فرزند میں سب گھر تہ و بالا
کہتی تھی کوئی ہائے وہ مرا گیسوؤں والا
چلاتی تھی کوئی کہ گیا گھر کا اجالا

ثابت نہ ہو کس کی نظر کھا گئی لوگو
کیا جلد مرے شیر کو موت آگئی لوگو

۴

تھم تھم کے سن کے یہ باتیں ہیں پریشاں
فرزند کے لاشہ کو صدا دی کہ مرے جاں
اب ہم نہیں کر سکتے ہیں کفنی کا ساماں
جنگل میں تری لاش کا اللہ ہے نگہباں

اب حشر کو طوبیٰ کے تلے تجھ سے ملیں گے
سر نذر خدا کرکے گلے تجھ سے ملیں گے

۵

کہنے لگا عباس ہو چکی سب گھر کی صفائی
زندہ نہ بھتیجے ہیں نہ فرزند نہ بھائی
اب جنگ میں ہو آپ نے کیوں دیر لگائی
جلدی ہو کہیں ختم یہ قصہ یہ لڑائی

ایذا میں بسر ہوتی ہے شام و سحر اپنی
زینب کے بندھیں ہاتھ تو کھولیں کمر اپنی

۱۲

آگے ری غیرت سے نکلنے کا نہ لو نام
کہدو تمہیں فرزند کو دینا ہے جو پیغام
اک دم میں ہی اب کوچ کا پنے بھی سرانجام
جنت میں ہو مقتل میں ہیں اکبرؑ گلفام
اسلام ہی قلق روح پہ واللہ ہماری
تم رو کے کھوٹی نہ کرو راہ ہماری

۱۱

حضرت نے کہا رضیٔ حق سے نہیں چارا
تقدیر جدا کرتی ہے کیا زور ہمارا
چھاتی پہ بچے گا اسد اللہ کا پیارا
لازم ہے مسافر کی محبت سے کنارا
رکھو نظر اس پر کہ جو مختار ہے سب کا
اللہ مصیبت میں مددگار ہے سب کا

۱۰

ماں نے کہا خاک بس اب سر پہ نہ ڈالو
ہے صبر کا ہنگام کلیجہ کو سنبھالو
مر جائیگی چھاتی سے سکینہؑ کو لگا لو
وہ کہتی ہے دن سے علی اکبرؑ کو بلا لو
نزدیک ہے اب منہ سے نکل آئے کلیجہ
چھاتی سے وہ لپٹے تو بہل جائے کلیجہ

۹

شبیرؑ نے دیکھا تو ہیں سب بیبیوں کا
بس بیٹھ گئے آنکھوں پہ رکھے ہوئے رو
چلائی جگر تھام کے بانوئے خوش اقب
مر جاؤنگی صاحب کہو کس جا ہے مرا لا
میدان میں یا خیمہ کی ڈیوڑھی پہ کھڑا
شہ نے کہا جلتی ہوئی ریتی پہ پڑے

۱۳

ہاتھوں نے جگر تھام کے بانو یہ پکاری
کچھ دیکھو اماں کو دغا دے گئے وارث
میں چاندسی صورت کو ترستی ہوں تمہاری
صدقے گئی ڈیوڑھی پہ کرے گی سواری

تم جب سے گئے اشکوں کا دریا ہے بہتا
بیتاب ہوں اب مجھ سے کلیجہ نہیں تھمتا

۱۴

اکبر مجھے وہ ابروئے خمدار دکھا دو
وہ سرو قد پھول سے رخسار دکھا دو
مرتی ہے یہ ماں لعل گہر بار دکھا دو
گوندھی ہوئی زلفوں کو بس ایکبار دکھا دو

درد غم فرقت بہت اب شاق ہے بیٹا
مادر تیری تصویر کی مشتاق ہے بیٹا

۱۵

یہ کہہ کے گری خاک پہ بانوئے جگر افگار
تھرانے لگے جوش دہکا سے شہ ابرار
زینب کے بھی رونے کی صدا آئی کئی بار
ماتم جو ہوا چونک پڑے عابد بیمار

گھبرا کے کہا شور یہ کیسا ہے فغاں کا
کیوں قبلۂ کونین ارادہ ہے کہاں کا

۱۶

عابد کے قریب آ کے یہ بولے شہ ذیجاہ
سر دینے کو ہم جاتے ہیں بیٹا سوئے قتلگاہ
بیمار نے پوچھا کوئی یاور بھی ہے ہمراہ
فرمایا کہ سب قتل ہوئے کوئی نہیں آہ

برچھی سے جگر چھید گیا اکبر کا ہمارے
اس وقت ہوا خاتمہ لشکر کا ہمارے

**۱۷**

عابدؑ نے خبر مرگ برادر کی جو پائی
سر پیٹ کے چلّائے کہ ہے ہے مرے بھائی
بھائی کے عوض تم نے سناں قلب پہ کھائی
جو مرنے کے قابل تھا اُسے موت نہ آئی
داغ دل سوزاں کسے دکھلائے برادر
بازو کو مرے توڑ گئے ہائے برادر

**۱۸**

چھاتی سے لگا کر شہؑ بیکس یہ پکارے
صدقے تری جرأت کے پدر اے مرے پیارے
رانڈوں کا ہے اب کون اگر تم بھی سدھارے
یہ قافلہ غربت میں حوالے ہے تمہارے
وارث حرم احمدؐ و حیدرؑ کے تمہیں ہو
اب مالک و مختار مرے گھر کے تمہیں ہو

**۱۹**

کرتا ہوں وصیّت تمہیں اے عابدؑ بیمار
زنجیر پہ برہم کہیں ہونا نہ خبردار
لے آئیں لعیں سامنے جب طوق گرانبار
گردن کو جھکانا ہمیں کرتے ہو اگر پیار
گھبرائیو ہرگز نہ کسی رنج و الم میں
یوسف کی طرح جائیو زندان ستم میں

**۲۰**

بیٹے کو وصی کر کے چلے سیّد ابرار
غش ہو گئے بستر پہ اُدھر عابدؑ بیمار
جب صحن میں روتے ہوئے پہنچے شہ ابرار
بیٹی قدم شہؑ سے سکینہؑ جگر افگار
کہتی تھی کہ میدان سے کب آؤ گے بابا
کیوں روتے ہو کیا گھر میں نہ اب آؤ گے بابا

۲۱

وان جاتی ہو عباس کو جن لوگوں نے
میں جان گئی مرنے کا ساماں ہے
آغوش میں بھی لینے سے کرتے ہو
صدقے گئی کیا ہو گیا پیارے آج

تشویش میں کچھ فکر نہیں اور نہیں
کچھ آپکی الفت کا وہ ب طور نہیں

۲۲

بابا تمہیں زہرا کی قسم رن کو نہ جاؤ
لٹ جائیں گے غربت میں حرم رن کو نہ جاؤ
وان سینکڑوں خنجر ہیں علم رن کو نہ جاؤ
بن باپ کے ہو جائینگے ہم رن کو نہ جاؤ

غش آتا ہے للہ ٹھہر جاؤ میں صدقے
دو روز کی پیاسی کو نہ رلاؤ میں صدقے

۲۳

رو کر کہا حضرت نے کہ اے بیکس و ناکام
بس چار برس کر چکیں کرنا تھا جو آرام
در پیش ہے اے جان یتیمی کی تمہیں شام
صدقے گئی اب چھاتی پہ سونے کا نہ لو نام

غربت میں گوارا غم فرقت کرو بی بی
اب خاک میں سونیکی بھی عادت کرو بی بی

۲۴

فریاد ہے بیکار ہے بیجا ہے یہ رونا
ہو ویگا وہی ہے جو تری قسمت میں ہے ہونا
بابا جو بچھڑ جائے تو جان اپنی نہ کھونا
دو چار شبیں ماں کی ہیں اب چھاتی پہ سونا

صابر جو ہیں غم سہتے ہیں دکھ بھرتی ہیں بیبی
مظلوموں کی بچے نہیں ضد کرتی ہیں بیبی

رباعی

گر دوستیِ علیؑ میں مر جائیں گے
بگڑے ہوئے سب کام سنور جائیں گے
جس وقت کہینگے ہنس کے یا شیرِ خدا
جوں برق صراط سے گذر جائیں گے

رباعی

جو بند کہا وہ نذرِ حیدرؑ کے لئے
جو بیت لکھی وہ خلد کے گھر کے لئے
اس گرمی میں مصروف عرق ریزی ہوں
اک جام شراب حوض کوثر کے لئے

تمام شد

۲۶

مونس ہیں اب تک توسما نہیں بالکل عبث
بزم غم شہ میں تری تصنیف کا ہے غل
وہ مالک کل ہیں تجھے جن سے ہے توسّل
ہاتھ آئے گا جلدی شجر باغ توکّل
جاری ہیں یہی کام ہر اک شاہ و گدا کا
رہ آٹھ پہر دست نگر دست خدا کا

۲۵

یہ کہتے تھے حضرت جو اجل لینے کو آ...
وارث جو چلا پڑ گئی رانڈوں میں دہا...
بانو کی صدا آئی ہوئی گھر کی صفا...
چلاتی تھی زینبؑ مری بھائی مرو بھا...
سب بیبیاں تحتی تھیں بحسرت ہے دین...
ڈیوڑھی پہ یہ ماتم تھا کہ جنبش تھی زمیں...

مرثیہ

نمبر ۳

مطلع

# آمد ہے اہلبیت پیمبر کی شام میں

بند ۲۸

من تصنیف جناب مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ

درحال داخلۂ اہلبیت در دربار یزید

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

۴

مطرب طرانہ سنج تھے رقاص شادماں
پڑھتے تھے تہنیت کے قصیدے قصیدہ خواں
حاضر دکیل روم و ختن باشکوہ و شاں
ہاتھوں پہ نذر تحفے لئے خورد اور کلاں
نوحہ کرتا یہ ملائکہ مشرقین کا
قدرت خدا کی جشن ہو قتل حسین کا

۳

زینب تڑپ کے اونٹ سے گرتی تھی پر فغاں
دربار میں طلب ہوئے سادات ناتواں
چشم یزید سے چلے ظالم کشاں کشاں
اُس وقت اہل شہر تھے سب مجتمع وہاں
سامان جشن عام تھا دربار عام تھا
اور ننگے سر امام کا کنبہ تمام تھا

۲

نانا تری نواسی کے سر پر ردا نہیں
اور اہل شام دیکھتے ہیں کچھ حیا نہیں
عابد غریب مرتا ہے ملتی دوا نہیں
اور ننھے بچے مرتے ہیں آب و غذا نہیں
دل سب کے کانپتے ہیں بدن تھرتھراتے ہیں
اب سامنے یزید کے سادات جاتے ہیں

آمد ہے اہلبیت پیمبر کی س
گیسو کھلے ہوئے ہیں عزائے ا
سر پیٹتی ہے فاطمہ دارالسلا
زینب یہ نوحہ کرتی ہے دارال
لوگو خبر کرو مرے نانا رسول
بلوہ میں شمر لایا ہے بنت بتو

۳

ہائے ہائے بنی کے چاند ید اللہ کے ہلال
تو جبکہ بدر ہونے لگا آ گیا زوال
جد و پدر سے کم ہوا سن تیرا پانچ سال
ای آفتاب دین شفق خون میں ہی تو لال

گر چاند ہو غروب نکلنے کی آس ہے
لیکن تیرے طلوع سے زینب کو یاس ہے

۴

جس دن کہ گھر سے نکلے سب حرم شاہ مشرقین
ہر سو سکوت لب پہ نہ شکوہ نہ شور و شین
زینب نے دیکھا تخت پہ ناگہ سر حسین
بیساختہ تڑپ کے وہ کرنے لگی بین

ہی ہی نہ موت آگئی مجھے راہ شام میں
بھائی مرا اسلام لو دربار عام میں

۶

دربار عیدگاہ تھا وہ دن تھا روز عید
کس خورمی سے کہتے تھے وہ شامی پلید
قتل حسین تم کو مبارک ہوا یزید
بیمار نیم جاں ہلاک ہوں عابد بھی ہو شہید

چھپ کر اٹھا تھا شب کو جنازہ بتول کا
ہے آج سب کے سامنے کنبہ رسول کا

۵

پھیلا کے ہاتھ کہتے تھے جبریل بار بار
تختہ الٹ دو دل شام کا اے کردگار
تھے صور پھونکنے کے لئے اسرافیل امیدوار
مشتاق موت تھے ملک الموت نامدار

چلاتی تھی بتول کہ ظلم شدید ہے
یارب مرے حسین کے مرنے کی عید ہے

۹

اے بھائی مہربان رہا ہم پہ تو ...
اب کیا ہوا جو سخت ہوا ہم سے دل ...
اے بھائی دیکھ حالت بیمار کی
قدرت نہیں جو طاعت واجب کی

چالیسواں قریب ہے اور بے کفن ہو تم ...
افسوس آج تک بھی تو عریاں بدن ہو ...

۱۰

کہتا ہے دست بنت یداللہ تھا بندھا
اور پاس ہی رسن کے سکینہؑ کا تھا گلا
زینبؑ نے یہ بیاں جو سر شاہ سے کیا
دیکھا سکینہؑ پیاسی نے بھی سر اٹھا اٹھا

چشم ادب سے باپ کے سر پر نگاہ کی
ہاتھوں سے تو ہلا نہیں لیں ورنہ سر آہ کی

۱۱

چلائی ہائے بابا کٹا کر تمہارا سر
سب مجھ سے کہتے ہیں کہ خفا ہے سفر میں زائر
ہائے مجھی لعینوں نے لوٹا ہمارا گھر
ہائے مجھی طمانچے مجھے مارے بے خطر

سچ ہے کہ باپ والی کو سب پیار کرتے ہیں
یوں ہم سے بے پدر کو گرفتار کرتے ہیں

۱۲

بابا ہمارے موتی ولا دو لعینوں سے
بابا ردا پھپھی کی منگا دو لعینوں سے
بابا ہماری ماں کو چھڑا دو لعینوں سے
بابا اخی کی جان بچا دو لعینوں سے

روتی ہوں جب تو پیار سے تم دیکھ لیتے ہو
بابا ہمارے ہاتھ نہیں کھول دیتے ہو

۱۳

یہ سنکے بد دماغ ہوا حاکم لعین
بولا کہ قیدی روتی ہیں کیا شمر ہی نہیں
کہتا ہوا یہ شمر گیا تخت کے قریں
کیا حکم ہے غلام تو موجود ہے یہیں
جو کہہ انہیں سزا دوں مجھے کیا دریغ ہے
حاضر یہ تازیانہ یہ خنجر یہ تیغ ہے

۱۴

درباریوں کا شمر کی جرأت سے دل ہلا
انگشت حیف لب کے تلے دھر کے یہ کہا
ہم جانتے تھے ہے انہیں مظلوموں کی خطا
پر اب کھلا کہ بے سبب ہے ان پہ یہ جفا
رونیکا صبر صاحبا تم سے ہوئیگا
جبکا کوئی مریگا وہ کیونکر نہ روئیگا

۱۵

حاضر جو شہر شہر کے تھے قاصد و عقیل
تھا اک فرنگی ان میں شہ روم کا وکیل
انجیل خواں محب خدا خاصۂ جلیل
حاکم سے وہ عقیل ہوا صرف قال و قیل
بتلا کہ گم حواس ترے کیوں اسیر ہیں
یہ سر ہے کسکا اور کہاں کے اسیر ہیں

۱۶

جاتا ہوں شاہ روم کی مجلس میں میں جب
وہ مجھ سے پوچھتا ہے وقائع یہاں کے سب
پر آج ماجرا نظر آیا ہے یہ غضب
امیدوار ہوں کہ مفصل سنا تو اب
مسکن تھا اس قتیل کا کس سرزمین پر
تھا اور دین پر کہ محمد کے دین پر

**۱۷**

زنجیر پہنے کا پنتا ہے یہ جونا تو ان
کیا نام اس مریض کا ہو جلد کر بیان
یہ ننھی لڑکی جس کے گلے میں ہے ہیکل
اسکا تو ہے وہ سن کہ ہو کافر بھی مہربان

رانڈ و نسی انتقام تو لینا ہی حیف ہے
آزار ننھے بچوں کو دیتا ہی حیف ہے

**۱۸**

بڑے معاملے سے مرا ہوش جاتا ہے
کیا حرف بد تجھے یہ کٹا سر سناتا ہے
جو چوب بید اسکے بھو نیزہ لگاتا ہے
کوئی بھی ہاتھ مُردے کے اوپر اٹھاتا ہے

اسکا گناہ تو مجھے حیران کر گیا
باقی قصاص رہ گیا اور آپ مر گیا

**۱۹**

مذہب پہ اس سے جنگ ہوئی یا کہ ملک پر
کیا منحرف تھا قبلہ سے ٹوٹا جو اس کا گھر
کیا تارک الصلوٰۃ تھا کاٹا جو اس کا سر
زینبؑ سے ضبط ہو نہ سکا بولی پیٹ کر

حق پر مُوا ہے فرقہ باطل سے پوچھ لے
سجدہ میں سر کو کاٹا ہے قاتل سے پوچھ لے

**۲۰**

جھنکے اور کانپے زنانی کے دست و پا
کہنے لگا یزید سے تو نے غضب کیا
پوچھے جو شاہ روم کروں میں سے عرض کیا
یہ کس کا سر ہے نام بتا اور نسب بتا

بولا شقی بلند کر شور و شین کو
کہدیجو یزید نے مارا حسینؑ کو

۲۱
اس نے کہا جو کل کا ہے سلطان وہ حسین
نانا پہ جس کے آیا ہے قرآن وہ حسین
جس کے پدر کے سب پہ ہیں احسان وہ حسین
ہاں جس کی فاطمہ ہے ماں قربان وہ حسین
جسپر نبی نے اپنے پسر کو فدا کیا
خالق نے جسکو بچہ آہو عطا کیا

۲۲
ظالم نے سر ہلا کے کہا ہاں وہی حسین
منہ پیٹ کر پکارا فرنگی بشور و شین
غارت کرے ستار تجھے رب مشرقین
ہے خاک تیرے جینے پہ کھویا نبی کا چین
اے اہل کوفہ خوب یہ مذہب تمہارا ہے
نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسے کو مارا ہے

۲۳
ظالم پکارا جلد سر اس کا کرو جدا
رسوا کریگا روم میں ہمکو یہ جا بجا
شیرانہ جب بگڑ کے فرنگی نے دی ندا
رسوا خدا کریگا میں رسوا کرونگا کیا
سید کا خون کرکے کہاں تک چھپائیگا
محشر میں فاطمہ سے کہاں بچ کے جائیگا

۲۴
اب دیر کیا ہے شوق سے جلاد کو بلا
جلاد گر نہیں تو ہمیں سر کاٹ لے مرا
جنت کے در کھلے ہیں بلاتے ہیں مصطفیٰ
ہو جائے شادی مرگ جو اسلام تو ہے بجا
انکو بہت عزیز پسر کے فدائی ہیں
سر ننگے فاطمہ مجھے لینے کو آئی ہیں

۲۵

جلادِ یزید جلد یہ احسان ہے ...
پیاسے کی راہِ پاک میں میرا لہو بہے
اس خنجرِ جفا کا ہے مشتاق سر مرا
جو بوسہ گاہِ احمدِ مختار رہ پر پھر ...

مقتل حسینؑ مرضی یہ ہیں اب دلیر ہوں
پر غم یہ ہے وہ بھوکے موئے اور میں سیر ہوں

۲۶

پانی نہ وقتِ ذبح بھی مجھکو پلایا ہو
اور میری لاش کو نہ کفن بھی پہنایا ہو
جنگل میں ریت پر مرا لاشہ لٹا ہو
سر کو چڑھا کے نیزہ پہ در در پھرایا ہو

یہ دکھ پسند آئے ہیں سبطِ امامؑ کو
آقا کی پیروی ہی مناسب غلام کو

۲۷

پھر دوڑ کر حسینؑ کے سر کو اٹھا لیا
اور کلمہ پڑھ کے اپنے جگر سے لگا لیا
جلاد نے کمر سے وہیں پنجہ لیا
بابرؑ نے بیکسی سے وہیں سر جھکا لیا

زینبؑ نے دی دہائی رسالت پناہ کی
نوحہ کیا سکینہؑ نے گھبرا کے آہ کی

۲۸

قاتل نے خط گلے پہ جو کھینچا دمِ جفا
خطِ نجات اُسکو خدا نے عطا کیا
سر زیرِ تیغ تھا جو زندگی نے ختم کیا
عیسٰیؑ پکارے چرخِ چہارم سے مرحبا

سر کٹنے پر بھی ذکرِ شہِ مشرقین تھا
جاری رگوں سے خون کی ہی ہی حسینؑ تھا

# مرثیہ

## نمبر ۴

مطلع

# اب نقش نگاران بیاض خط شیریں

## بند ۵۸

از تصنیف جناب مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ

درحال جناب شبیر

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی مین چھپکر شائع ہوا

١

اب نقش نگاران بیاض خط شیریں [illegible]
یوں لکھتے ہیں شرح خط آزادی [illegible]
اللہ ری فیاضی بانوے شہ د[illegible]
ہمراہ ہوا ہی تھیں کنیزان خوش [illegible]

ایک ایک کو آزاد کیا فرط کرم سے
شیریں ہی خدمت کو پر آزاد و تھم [illegible]

٢

اکدن لب شیریں سے کہا شہزادی نے ناگاہ
کیا چشم ہاے شیریں کی ہے صنعت اللہ
آراستہ بانو نے کیا اسکو بصد جاہ
اور عرض کی لاریب یہ خوش چشم ہے واللہ

سب جانتے ہیں کہ ہو تم فاطمہ کے نور نظر ہو
ہو عین خوشی میری جو منظور نظر ہو

٣

شیریں تو ہے کیا چیز بھلا تم پہ ہیں واری
ہاے جان بھی شیریں وہ نہیں پیاری
شیریں مری لونڈی ہے میں لونڈی ہوں تمہاری
لونڈیں میں کرتی ہوں سے عاشق باری

مطلب یہ ہے خوشنودی شاہ دو جہاں سے
بخشا دل و جاں اسنے بخشا دل و جاں سے

٤

پھر پوچھا کہ بخشا اسے وہ بولی کہ بخشا
شہ بولے ہم آزاد اسے کرتے ہیں اچھا
کچھ خرچ دو اسکو کہ نہ ہو راہ میں فاقا
پوشاک بھی پہناؤ کہ حق تم پہ ہے اسکا

شیریں کوئی چیز آنکو اب ہم سے نہ لیگی
اک روز وہ ہوگا کہ یہ چادر تمہیں دیگی

٥

تب دوڑ کے پاؤں پہ گرنے لگے اسکو لگایا
شبیرؑ کی بہنوں نے لباس اسکو پہنایا
پھر اپنی برابر اسے زینبؑ نے بٹھایا
تعظیم کی تکریم کی اور ہنس کے سنا

فطرس کا شرف آج تجھے حق نے دیا
شہزادہ جبرئیلؑ نے آزاد کیا

٦

شیریں نے تب اندوہ جدائی سے بھری آہ
اور شہؑ کے قدم چوم کے بولی وہ ہوا خواہ
ہے عرض جو مجھکو کسی قابل کرے اللہ
تو ہدیہ بھیجوں میں ہو قبول اے حرم شاہ

بھجواؤں جو سوغات تو رد کیجیو میری
مشکل میں پکاروں تو مدد کیجیو میری

٧

تب حضرت سجادؑ پہ شیریں ہوئی قربان
اور بولی فدا ہوئے ترا اللہ نگہبان
بابا سے سفارش مری تم کیجو ہر آن
میں فخر نہیں پاتی ہوں ذرا اس کا رہے دھیان

عابدؑ سے عجب طرح جدا ہوتی تھی شیریں
یاں روتے تھے سجادؑ ادھر روتی تھی شیریں

٨

زینبؑ نے یہ فرمایا کہ اے عاشق مولا
حلال مہمات جہاں ہے ترا آقا
مشکل جو پڑے بھیجو نام ابن علیؑ کا
اور کہنے کے بھیجو اپنی حاجت ہے تجھے کیا

سوغات یہاں کچھ نہیں درکار کسی کو
تو بھیجو ہر جا سے درود آل نبیؐ کو

## ۱۲

شیریں سے مخاطب ہوئے تب شبیر ابرار
اچھا تری گھر آئینگا میں کرتا ہوں اقرار
اسدن کا تحمل نہ تجھے ہوویگا زنہار
عابد تو پیادہ مرا ہووے گا میں سوار

پیاسا کئی دن کا تیری گھر آئیگا شبیر
پیاسا ہی تیری گھر سی چلا جائیگا شبیر

## ۱۱

اب دوسرا مقصد ہیں خدا اس سے ہے آگاہ
یا قوت مجھے قدموں سے لگا رہنے دو یا شاہ
یا گھر میں مرے آنے کا وعدہ کرو للہ
فرزند نبی کی میں ضیافت کروں دلخواہ

میراث نبی پائی ہی فرزند علی نے
فضہ کی ضیافت تو نہ رد کی تھی نبی نے

## ۱۰

القصہ گئی شاہ کے مجرے کو وہ شیریں
تب رونے لگے بیبیاں سب پیکے شہ دیں
گرد شہ دیں پھر کے لگی کہنے وہ غمگیں
قربان گئی روتی ہو کیا دو مجھے تسکیں

یا شاہ میں صدقے میں فدا پھر نہ ملو گے
اسطرح جو روتی ہو تو کیا پھر نہ ملو گے

---

ہمجولیوں سے شیریں نے تب اکبر ...
... تھا اسکو بہت ننھے سے تلو ...
پھر جھولے کے اندر یہ دعا دی ...
اللہ دے بنی کا مرے شہزادی ...

دنیا میں تجھے سب حشم و جاہ ہوا ...
اور پھولو پھلو سہرے سے ترا بیاہ ...

۱۳

وہ بولی بھلا جانے میں دونگی تمہیں پیا

حضرت نے کہا خیر سمجھ لیں گے جو ہو

پہنچانے کو شیریں کے گئے دور تک آ

رستے میں کہا اے مجھے اللہ کو سو

کیجو یہ دعا چین ملے غم سے ہمیں بھی

آزاد خدا کر دے جہنم سے تمہیں بھی

۱۴

قلعہ میں رہ شام میں تھا مسکن شیریں

ہمسایہ عزیز ایک یہودی و شقی بیں

جس شب یہ گئی سوتا تھا وہ بد حق میں

پر عقد کو شیریں کے یہ کیا خوب تھا تزئیں

دیدار پیمبر کا بلا دین خدا کا

روشن کیا شیریں نے گھر اس اہل وفا کا

۱۵

شوہر سے وہ نفرت ہی کیا کرتی تھی اکثر

پہچانتے مجھے دور تلک آئے تھے سرور

کہتی تھی کبھی دو میری بی بی کے ہیں دلبر

نام ایک کا سجاد ہے اور ایک کا اکبر

دونوں سے عیاں قدرت رب ازلی ہے

بس نام خدا ایک ہے اور ایک علی ہے

۱۶

گاہے یہ بیاں کرتی تھی وہ عاشق مولا

مولا میرے آئیں تو ذرا شرم نہ کرنا

میں لونڈی ہوں ان کی تو غلام انکا ہے دادا

خدمت میں کمر بستہ سدا رہیو حبیب

وہ کہتا تھا تو انکی میں انکا ہوں گھرانے کا

تقدیر یہ کہتی تھی کہ آویگا سر ان کا

**۱۷**

دن پوچھتا تھا آمد مولا کے جو شو[illegible]
تب کہتی تھی شوہر سے یہ وہ عاشق [illegible]
یہ پوچھنا میں بھول گئی واسطے مق[illegible]
تاریخ مقرر نہیں آنا ہے مقرر

کہتا ہے یہ دل آئینگے مولا مرے گھر میں [illegible]
یا ماہ محرم میں و یا ماہ سفر میں [illegible]

**۱۸**

ڈیوڑھی پہ سدا فرق کے ترکی اسے جانا
اور شام کو روتی ہوئے دروازہ سے آنا
گہہ صبح سے مولا کیلئے فرش بچھانا
اور شام کے نزدیک بصد یاس اٹھانا

گہہ شہ کیلئے تیار کبھی کرتی غذا کو
مولا جو نہ آتے تو کھلاتی فقرا کو

**۱۹**

ناگاہ ہوا شاہ سے برگشتہ زمانا
جانا کیا فرزند پیمبر کا ستانا
مسلم کا مدینہ سے ہوا کوفہ میں آنا
آخر کو ہوئے شاہ بھی یثرب سے روانا

واں نکلی نبی قبر سے اور شاہ وطن سے
یاں روح نکلنے لگی شیریں کے بدن سے

**۲۰**

تقدیر وہاں دربدر آقا کو پھراتی
شیریں یہاں در پہ کبھی آتی کبھی جاتی
گھبرا کے کبھی کوٹھے کے نیچے اتر آتی
رہگیروں کو جا جا کے سر راہ سناتی

دنیا میں ہو تم اور نہیں دنیا کی خبر ہے
لوگو تمہیں کچھ دلبر زہرا کی خبر ہے

۲۱

ہمسایاں کہتی تھیں بنایا ہے یہ کیا حال
پوشاک جو میلی ہے تو اُلجھے ہوئے ہیں بال
وہ کہتی تھی بے رنگ نظر آتا ہے یہ سال
دریافت مجھی کو نہیں ہوتا ہے یہ احوال

پوشاک کی کچھ مجھکو خبر ہے نہ ردا کی
اللہ مرا خیر کرے آلِ عبا کی

۲۲

اک روز خبر اس نے بتاکید یہ پائی
ذالحج کی نویں کو ہوئی کوفہ میں لڑائی
مسلمؑ جو کوئی حضرت شبیرؑ کا بھائی
اُسنے بھی دمِ جاں پانی کی اِک بوند نہ پائی

کی آبِ دمِ تیغ سے مہمانیٔ مسلمؑ
عرفہ کو ہوئی کوفہ میں قربانیٔ مسلمؑ

۲۳

اب کوفہ کے دروازہ میں لٹکا دیا ہے سر
اور پاؤں میں لاشہ کو رسن باندھی ہے کس کر
کوچوں میں سے کھینچے پھرتے ہیں ستمگر
یہ حادثہ اور ایسی سے سبطِ پیمبرؐ

دو بیٹے تھے مسلمؑ کے سو مارے گئے شبیرؑ
کوفہ میں سر انکے بھی اُتارے گئے شبیرؑ

۲۴

گزرا مہِ ذالحجہ تو اسیطرح سراسر
پیدا ہوا پھر چاند محرم کا فلک پر
کی ڈیوڑھی پہ شبیرؑ نے نشست اپنی مقرر
کیا دیکھتی ہے غم سے رستہ میں ہے محشر

شہروں سے سلح باندھی ہوئی آتی ہیں فوجیں
کوفہ کو شب و روز چلی جاتی ہیں فوجیں

۲۵

شیریں پہ یہ روداد تھی اور شہ پہ یہ روداد
عاشور کو مقتل میں بھرا گھر ہوا برباد
تا ظہر تو پیاروں کے قلق سے ہوئے ناشاد
اور عصر کے ہنگام چڑھا سینہ پہ جلاد

خنجر سے رگ حلق جو کٹنے لگی ہے ہے
گردن سے بتول آ کے لپٹنے لگی ہے ہے

۲۶

القصہ اسیران عرب کو لئے ہمراہ
مقتل سے سوئے شام چلا لشکر بدخواہ
کیا سبط پیمبر کی صداقت میں کہوں آہ
گویا لب اعجاز سے کہتا تھا سر شاہ

مشتاق مری شام و سحر رہتی ہے شیریں
پوچھو کوئی رستہ کو کدھر رہتی ہے شیریں

۲۷

اک روز کے رستے پہ جو شیریں کا تھا گھر
خواب اس نے یہ دیکھا کہ حسین آئے ہیں بے سر
اور خون میں ڈوبے ہیں کھڑے صحن کے اندر
کہتے ہیں ترے گھر میں کل آؤں گا مقرر

وعدہ ترا لایا ہے مجھے دشت بلا سے
پیاسے ہی مگر آئے ہیں اور جائیں گے پیاسے

۲۸

شوہر سے دم صبح یہ شیریں ہوئی گویا
لے آیا نہ وعدہ پہ وہ صادق مرا مولا
اللہ نے چاہا تو وہ شب کو یہیں ہوگا
کل ہچکی نہ تھمتی تھی جو میری یہ سبب تھا

دیکھا ابھی صحن میں شبیر کھڑے تھے
پر غم بھی بہت تھا انہیں صدمے بھی بڑے تھے

**۲۹**

دستہ کا پتہ دیجئے ہیں شاہ خوش اوقات
اب میں تو بیاں کرتی ہوں سامان...
تم لینے کو جا جلد تصدق سے لئے کچھ سا...
کہنا مری تسلیم تو ہنگام ملاقات

آقا جو مرا پوچھے کہ کیا کرتی ہے شیر...
کہیو کہ شتاب آؤ دعا کرتی ہے...

**۳۰**

اور کاندھے پہ جس کے علم سبز ہو زیبا
عباس وہ ہوں گے تو بجا لائیو مجرا
پھر ڈھونڈیو اکبر کو اس القاب سے سجا
ہمشکل نبی کون ہے شبیر کا بیٹا

ننھے جب سے تھے اب تو بڑے ہوئیں گے اکبر
شبیر کے پہلو میں کھڑے ہوئیں گے اکبر

**۳۱**

یہاں سے تو روانہ ہوا وہ عاشق داور
منزل سے اُدھر صبح چلے سبط پیمبر
ہنگام زوال ایک جگہ پہنچے برابر
لشکر میں پھر چار طرف آکے وہ ششدر

دیکھا نہ تو اکبر نہ حسین ابن علی ہے
اک نیزہ پہ لیکن سر ہمشکل نبی ہے

**۳۲**

بیمار ہی اک طوق سلاسل میں گرفتار
غش ہوتا ہے وہ تو شتر کی رسن کھینچ کے یکبار
عابد سے کہا اس نے کہ اے صاحب آزار
کیا ہو تمہیں اس قافلہ کے وارث و مختار

وہ بولے میں بن باپ کا کہلاتا ہوں بھائی
وارث تو نہ کہو ڈوبا نگا شرماتا ہوں بھائی

۳۶

تقدیر نے یہ شور جو شبیرؑ کو سنایا
دل سے کہا وہ قافلہ لوٹا ہوا آیا
اتری جو تنے قلعہ کو ہلتا ہوا پایا
قیدی ہیں سر خاک نہ کچھ فرش نہ سایا
نیزوں پہ شہیدوں کے کئی سر نظر آئے
شب کو کئی خورشید برابر نظر آئے

۳۵

راوی نے یہ لکھا ہے کہ پیدا جو ہوئی شام
آ پہنچی ہے قلعہ پہ شبیرؑ سیہ فام
تجویز ہوئی شب کو یہیں کیجیے آرام
اونٹوں سے اترنیکا ملا رانڈوں کو پیغام
پوچھا جو سکینہؑ نے کہ لوگو کدھر آئے
بولا سر شبیرؑ کہ شیریں کے گھر آئے

۳۴

روتا ہوا گھر اپنے پھرا والیِ وہ دیندار
شیریں نے جو پوچھا تو کہا اے میری غمخوار
رستے میں نشاں بھی نہیں شبیرؑ کا زنہار
پر ہاں نظر آیا مجھے اک لشکر خونخوار
نسبت نہیں اس فوج کو فوج شہؑ دیں سے
یہ فوج تو بندی لئے آتی ہے کہیں سے

۳۳

یہ سنکے بہت رویا وہ اور رو کے پکارا
تم کون ہو سر کس کا ہے لشکر ہے یہ کس کا
دل تھام کے ہاتھوں سے یہ عابدؑ ہوئے گویا
ہے نام غریب ابن غریب اور کہوں کیا
مظلوم اسے کہتے ہیں جس کا کہ یہ سر ہے
اور فوج جو یہ گرد ہے یہ فوج عمر ہے

۳۷

یاں بانو نے شیریں کو جو آتی ہوئے دیکھا
یاد آیا بہت پہلا تجمل سے ا…
گھبرا کے سکینہ سے لگی کہنے وہ دکھ…
بی بی کے میں قربان مرا نام نہ لی…

پہچان لی شیریں کہیں ایسا نہ غضب ہو
موقوف صدا ہی حسینا کی بھی اب…

۳۸

بانو ہی کے پاس آ گئی وہاں بیٹھی وہ غمخوار
تھوڑا لیا سر بانو نے یا بین دوزانو
اور کھولدیئے رسی بندھی ہاتھوں سے گیسو
شیریں نے کہا بی بی ادھر دیکھ ذرا تو

گو خاک پہ تم حال غریبی سے ہوئی ہو
پر کیسی مشابہ مری بی بی سے ہوئی ہو

۳۹

اُنکے ہی چال آپ کا جو دور سے دیکھا
یاد آیا مجھے بانو نے شبیر کا نقشہ
اس شبہ سے پاس چلی آئی ہوں میں دکھیا
آپس میں کہیں عورتیں کرتی ہیں پردا

جاتا ہی تو کچھ اور مگر جان لوں تم کو
واللہ جو اب دیکھوں تو پہچان لوں تم کو

۴۰

روکر کہا بانو نے کہ تو شہ نواب کر
میں بیوہ کہاں اور کہاں بانو کے سر در
تو بانو کی لونڈی ہی پر اب ہم سی ہی بہتر
سر پر ہی مری خاک تری سر پہ ہی چادر

ڈھونڈیگی تو ایسی کہیں ناشاد نہ ہونگے
ہم ایسی لٹی ہیں کبھی آباد نہ ہونگی

۴۴

سنتے ہی تڑپا جگر بانوئے مضطر
غش کھا کے گری اور کہا ہائے علی اکبر
بیہوشی میں شیریں نے جو دیکھا اسے جھک کر
پہچان لیا اور کہا ہائے وائے مقدر
اب لکھ تم انکار کرو کس کو یقیں ہے
کیسا قیدی یوں نہیں تو ہی شبیر نہیں ہے

۴۳

بی بی علی اکبر کا سناؤں تجھے احوال
خط نکلا ہے سینے پہ بڑھے گیسوؤں کے بال
ہیں ان کا سن و سال لگی کرتی ہوں بحال
اس سال میں اٹھارہ برس کا ہوا وہ لال
ماں باپ کو اکبر کا خدا بیاہ دکھاوے
شہزادی ہو کی مجکو دولھن اللہ دکھاوے

۴۲

بانو وری شہزادی ہو شیر ہے آقا
تم نے بھی مدینہ میں سلامت انہیں چھوڑا
بیکس کبھی گھر آنے کا کبھی کرتی ہیں پرچا
سجاد مری گود کا پالا تو ہے اچھا
آباد تو بی بی مری شہزادی کا گھر ہے
اب گود میں پوتا ہو دیا کوئی پسر ہے

۴۱

بانو مدینہ میں ہے بانو کہاں اس جا
لوٹے گا اسے کون حسین ابن کا ہے آقا
شیریں نے کہا آپ بھی ہیں اس کی شناسا
تم ساکن یثرب ہو کہا شہ نے وہ بھی
سیدانیوں کی چین سے جینا ہی فقط ہے
مسلم کا ہوا خون یہ سچ ہے کہ غلط ہے

۴۲

دیکھ یہ ندا ہاتھ نکو شیریں نے اٹھایا
نیزہ سے سر شاہ تڑپ کر اتر آیا
چلائی کہ اعجاز پہ اعجاز دکھایا
آیا مرے گھر نیزہ پہ حیدرؑ کا ہی جایا
اب گود میں ہی مرا سردار ہے لوگو
مہمان مرا صادق الاقرار ہے لوگو

۴۳

شیریں نے کہا آئی میں حاضر ہوئی آقا
سر پیٹتی بیبی کی طرف دوڑی وہ دکھیا
چلائی کہ اے شاہ شہیداں مرا مجرا
ہے ہے مری مہمان ری سیدانی مری مولا
کس طرح سے شیریں تری مٹھ کی بلا لے
آ گود میں بی فاطمہؑ کے گود کے پالے

۴۴

پھر پوچھا یہ شیریں نے کہ یہ کیا ہوا کیا
رو کر کہا بانو نے کہ تقدیر کا لکھا
وارث موا بیٹے موئے گھر لٹ گیا سارا
گویا ہوا ناگہہ یہ سر سید والا
مہمان ہوں میں تجھ سے بھی کچھ بات کریگی
یا اپنی ہی بی بی کی مدارات کریگی

۴۵

شیریں جو ردا اوڑھتی تھی بانو کو اوڑھا
وہ بولی نہ اوڑھوں گی دوہائی ہے دوہائی
تو دیکھ تو سر ننگے ہے زہراؑ کی وہ جائی
وہ بولی ردا لینے گئی میں بھی لائی
زینبؑ نے کہا گو تو ردا لائیگی شیریں
شبیرؑ کو کس طرح سے کفنائیگی شیریں

۵۶

شبیر نے کہا پھر تو سکینہؑ سے یہ اُس آن
اے جان حسینؑ ابن علیؑ میں تری قربان
پانی تو ہی پی لے گی ہے کہتے وہ نادان
اعدا کی طمانچوں سے بہو پنے ہے مری جان
بھیا علی اصغرؑ کی قسم میں نہ پیونگی
بابا نہیں پیتے ہیں تو میں بھی نہ جیونگی

۵۷

شبیر پہ قلق اور بھی اُس دم ہوا طاری
پانی سے بھرا جام بصد نالہ و زاری
سُوکھے ہوئے ہونٹوں سے لگا کر یہ پکاری
بس ہی میرے مہماں میں تری پیاس کے واری
لکھا ہے کہ اشک شہؑ خوشخو نکل آئے
لب ہو گئے بند آنکھ سے آنسو نکل آئے

۵۸

شبیر کے گھر آئے حرم اس شان سے باہم
گھر جاتی ہی شبیر نے بچھائی صف ماتم
سجادہ پہ رکھا سر سلطان دو عالم
گرد اُسکے رکھو اور بھی سر بیبیوں نے اُس دم
زہرا کی صدا آنے لگی آل نبیؐ کو
رونا ہے تو اب رو لو حسینؑ ابن علیؑ کو

۵۹

پھر فوج کے سردار کو شبیر نے دیا [illegible]
سر شہؑ کے عزیزوں کے بھی منگوا لیے [illegible]
اور لاکے ہر اک بی بی کو ایک ایک دیا [illegible]
رو کر کہا شبیر نے کہ اب چلئے مری [illegible]
وہ بولیں تو آگے ہو ترا دھیان کدھر ہے
شبیر یہ تیری ہاتھ میں تو شہزادہ کا سر ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| **۵۱** | **۵۲** | **۵۳** | **۵۴** |
| شیریں نے دیئے شمر و عمر کو وہیں دینار<br>اور دونوں سے عابدؑ کی سفارش کی کئی بار<br>بے وارث و بیچارہ ہے اور بیکس و بیمار<br>بٹھلا دو کسی اونٹ پہ اسکو ہے یہ بیمار | شیریں گئی اور چادریں بھر لائی وہ دکھیا<br>سیدانیاں بولیں کہ نہ اب اوڑھینگے جانا<br>شیریں سے کہا بانو نے اے عاشق مولا<br>جینے کا نہیں راہ میں عابدؑ میرا بیٹا | پھر چھین کے یہ چادریں بھی لیگئے بدخو<br>زینبؑ نے کہا تب عمر سعد سے رو رو<br>تم کیسے عرب ہو کہ حمیت نہیں تم کو<br>سادات نہ سمجھو ہمیں محتاج ہی سمجھو | بن پانی کٹی پیاس کی ہاتھ میں وہ سب رات<br>نکلا جو سپیدہ سحر کوچ کا تھا ہیہات<br>سرہائے شہیدان جفا لیگئے بدذات<br>پھر بٹھا وہی بلوہ وہی ناقہ وہی سادات |
| یہ بڑی ہے مجھے یا مری تسوہر کو بٹھادو<br>بن باپ کے بچے کی مگر جان بچادو | کچھ دیکھ یہ سمجھا دے تو اب شمر و عمر کو<br>ناقہ پہ بٹھائے مری بیمار پسر کو | کپڑا نہیں سر ڈھانپنے کو دیتے ہو لوگو<br>دیتا ہے کوئی اور تو لے لیتے ہو لوگو | شیریں نے قدم چوم کے ایک اک کے رو رو<br>سر ڈھانپ کے سیدانیوں نے اسکو دعا دی |

٥٨

شیریں تو سماجت سے یہ کرتی رہی کھ...
اور لے گیا سیدانیوں کو لشکر کوفی
غش کھا کے گری خاک پہ زینبؑ جگر افگار
پر غش میں بھی آنکھیں تھیں سوئے عترتِ اطہار

یاں روتی تھی شیریں وہاں بانو کو بکا تھا
تا عرشِ بریں ماتم شاہِ شہدا تھا

٥٩

تا لوح و قلم اب تو دبیرؔ آہ و فغاں ہے
شیریں جسے کہتے ہیں یہ وہ نظم بیاں ہے
اس نظم کی تعریف کا مقدور کہاں ہے
ہر بند وہ شیریں ہے کہ جو بند زباں ہے

منصف ہو تو دعوی کسے حرف زنی کا
سکہ ہے مری نام پہ شیریں سخنی کا

### رباعی

زینبؑ بلوہ میں ننگے سر پھرتی تھی
پر سر سے نہ شاہؑ کے نظر پھرتی تھی
تھی چشم کی پتلی صفتِ قبلہ نما
سر پھرتا تھا جس سمت ادھر پھرتی تھی

### رباعی

عابدؑ جو اٹھا کے رنج و ایذا آئے
غل تھا کہ وطن میں شاہؑ والا آئے
ہمجولیاں آئیں تو کہا صغراؑ نے
کچھ تم نے سنا ہمارے بابا آئے

## تمام شد

# مرثیہ

## نمبر (۵)

### مطلع

# ثابت غمِ شبیر ہے قرآنِ خدا سے

## بند ۴۴

من تصنیف جناب مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ

در حال ورود زعفر جن در کربلا

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

**۱**

ثابت غم شبیرؑ ہے قرآن فدا سے
ہر سطر ہر اک لفظ ہر آیات ملا سے (?)
کب ماتم شبیرؑ ادا ہو دو کسر سے (?)
مجلد ہو موجود قرآن غم شاہ شہدا سے

قرآن الٰہی جو سیاہی سے لکھا ہے
قرآن غم سرورؑ سے سیاہ پوش ہوا ہے

**۲**

ہر حرف ہجی سے بھی پیدا ہی غم شاہؑ
ثابت ہے الف بے کلام اللہ سے ہوئے آہ
بے وجہ ہوئے ظلم یہ با کرتی ہے آگاہ
تا کہتی ہے تربت نہ ملی شاہؑ کو واللہ

تا سے تو وہ ثابت قدم راہ رضا ہے
اور جیم سے ظاہر ہے جو کچھ اس پہ ہوا ہے

**۳**

خا کہتی ہی ہاں ظلم ہوئے حد سے زیادہ
اور خا کا اشارہ ہے وہ عاشق تھا خدا کا
ہے دال سے دس محرم کے ہویدا
اور ذال سے شبیرؑ ہی ذریت زہراؑ

ثابت یہ ہوا رے سے کہ پیاسے رہے مولا
اعدا کی تعدی سے اوداسے رہے مولا

**۴**

ہے سے زے کا اشارہ کہ زہے ماتم شبیرؑ
مولا کا عزادار ہے خود مالک تقدیر
اور سین سے ثابت ہی پیمبر ہے حجت و تاخیر (?)
خنجر سے کٹا آہ سر سرورؑ دلگیر

اظہار ہوا شین سے شاہ شہدا ہے
خود شیر ہی در شیر سے زہراؑ کے پلا ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| **ش**<br>ہے پہلے شین سے مطلب کہ وہ شاہنشہ ابرار<br>پس واعطشا پیاس سے فرماتے تھے ہر بار<br>اور ہا سے ہلاکت ہے پئے شاہ خوش اطوار<br>پر لام و الف سے ہے عجب سانحہ اظہار | **ط**<br>اور قاف سے مولا نے مرے قبر نہ پائی<br>ہیں کاف سے شبیر شہ کرب و بلائی<br>اور لام سے لاریب ہے وہ حق کا فدائی<br>اور میم سے مارے گئے سب بھانجے بھائی | **ع**<br>لکھتی تھی یہ ظا ظلم شاہ کو ظالم نے ستایا<br>اور عین کا مطلب یہ طبیعت نے ستایا<br>در عین عطش شاہ کو پانی نہ پلایا<br>اور غین سے شبیر کا غارت کیا جینا | **ص**<br>ثابت یہ ہوا صاد سے جابر ہے وہ صفا[...]<br>پھٹتا ہے جگر ضاد کا مطلب کہو [...]<br>مولا نے ضعیفی میں قد جھکے اکبر و واص[...]<br>خوں ہو گیا تھا کانپتے تھے ضعف سے سر |
| فریاد و خدا کی ہے دہائی ہے نبی کی<br>پامال ہوئی لاش حسین ابن علی کی | اور نون سے ناحق شہ بیکس پہ جفا کی<br>نیزے سے بندھی زلف امام دوسرا کی | اور فا سے ستاتی تھی نہیں فرج شقی کی<br>پر شاہ کو تھی فکر یہ امت ہے نبی کی | اور طا سے عجب طرح کی صدمے پہ سہ[...]<br>طاری غم و اندوہ تھا اور زخم لگ[...] |

۹

اب مطلب ہمزہ ہمیں ذاکر یہ سنا...
حمزہ کی سپر پشت پہ مولا تھے لگا...
کیا زخم ہی تھے اسکو بس پشت چھپا...
اور تیر ستم سینۂ مجروح پہ کھا...
اور یا سے عجب ظلم ہوئے سبط نبی پر
یہ بات ہوئی ختم حسین ابن علی پر

۱۰

کیوں مو شنو ہر حرف سے پیدا ہے غم شاہ
اور قطع نظر اس سے کروں اور بھی آگاہ
گریاں غم سرور سے ہوئے کوہ سے تا کاہ
حور و ملک و ارض و سما کرتی ہیں سب آہ
روتی ہیں غم شاہ میں کل انس سے جن تک
برپا غم شبیر ہے یہ حشر کے دن تک

۱۱

اللہ رے عزائے پسر ضیغم قیوم
اک جا کا نیا تذکرہ کرتا ہوں یہ مرقوم
اک شخص تھا سو جان نثار شہ مظلوم
دن رات اسی غم میں رہا کرتا تھا مغموم
دل سے تو صدا مصحف ناطق پہ فدا تھا
حافظ بھی تھا اور ناظر قرآن خدا تھا

۱۲

کہتے ہیں کہ اک روز وہ ذی مرتبت و جاہ
قرآں کی تلاوت میں تھا مصروف بصد آہ
اک سمت سے ناگاہ سنا نالۂ جانکاہ
حیراں ہوا یہ عاشق فرزند ید اللہ
دیکھا جو ہر اک سمت یہ سامان نظر آیا
آنکھوں سے عزادار وہ پنہاں نظر آیا

## ۱۶

نزدیک تھا غش آئے گر دل کو سنبھالا
اشک آنکھوں میں بھر لا کے یہ جن ہو گیا
گر ساجد زعفر جن یاد ہو بتلا
وہ بولا کہ آنکھوں کے تلے پھرتا ہے نقشا

کیا شرح کروں سامنے میں قتل کے دن کے
میں بھی تو رفیقوں ہی میں تھا زعفر جن کے

## ۱۵

پڑھتا تھا جو قرآن تو اسے واجب تعظیم
سو اس کے سری پر الف و لام ہے وہ میم
لفظ الم سید مظلوم ہے ترقیم
ہے ماتم شاہ شہدا لائق تعظیم

بھائی یہ عجب غم ہی اثر کر گیا جی میں
آخر کو میں واں اٹھا غم سبط نبی میں

## ۱۴

اس حافظ قرآن خدا نے کہا ناگاہ
تم اپنے ذرا نام و نسب سے کرو آگاہ
بولا وہ عزادار کہ اسے بندۂ اللہ
میں قوم اجنہ سے ہوں با نالۂ جانکاہ

ہر شے سے مبرا ہوں نہیں کام کسی سے
ہے عشق مجھے نام حسینؑ ابن علیؑ سے

## ۱۳

تب دل میں لگا سوچنے اپنے یہ وہ فریجاں
ہے قوم بنی جاں سے کوئی شخص یہ دانا
اتنے میں قریب آگیا وہ شخص بھی ناگاہ
آپس میں بغلگیر ہوئے دونوں بصد آہ

آثار عجب قدرت خالق کے عیاں تھے
بس ایک ہی ماتم میں یہ دو نوحہ کناں تھے

بند ۱۷

جب ماریہ کر دشت میں وارد ہوا زعفر
میداں میں اکیلے تھے کھڑے سبط پیمبر
سرتا بقدم خون میں آلودہ تھے سرور
اور ریگ بیاباں تھی بھری زخموں کے اندر
اس پیاس میں منہ آنسوؤں سے دھوتے تھے مولا
اک چھوٹی سی تربت پہ کھڑے روتے تھے مولا

بند ۱۸

رو رو کر کبھی کہتے تھے کہ ای قادر بیچوں
سب مر گئے اب کون ہے کہ جسکے لئے روؤں
اب تجھ سے دعا کرتا ہوں میں با دل محزوں
پیاسا مری گردن پہ چلے خنجر ملعوں
اس رنج و مصیبت سے بچانا مجھے یارب
زینب کی اسیری نہ دکھانا مجھے یارب

بند ۱۹

زعفر نے یہ رو رو کے ابھی پیش شہ ابرار
جو جعفر جنی ہوا آگے سے نمودار
شہ نے کہا اے شخص خبردار خبردار
بے سر ہیں پڑے یاں مرے سب یاور انصار
یہ پھول ہیں سب باغ شہ جن و بشر کے
لاشے نہیں ٹکڑے ہیں یہ زہرا کے جگر کے

بند ۲۰

یہ اسکے ہیں یاور جو ہیں مظلوم کے یاور
یہ ان کے ہیں لاشے کہ جو پیاسے ہوئے بے سر
ٹکڑے ہوئے تیغوں سے یہاں قاسم مضطر
اے شخص یہاں دفن ہوئے ہیں علی اصغر
زینب کی یہاں گود کے پالے کا ہے لاشہ
اس جا پہ مرے گیسوؤں والے کا ہے لاشہ

**۲۱**

رونے لگا سنکے یہ بیاں زعفر خوش خو
آداب غلامانہ کیا شاہ کو رو رو
بوسہ دیا نعلین حسینؑ ابن علیؑ کو
رویا غم شہ میں تو گئے سارے گنہ دھو
اے واہ عجب فیض شہ جن و بشر تھا
جو اشک کہ آنکھوں سے بہا صاف گہر تھا

**۲۲**

شہ نے کہا تو کون ہے کیا نام ہے تیرا
یاں کس لئے تو آیا ہے مطلب ہے ترا کیا
ہر چند کہ بیکس ہوں میں زخمی ہوں میں پیاسا
لیکن نہ مجھے مجبور تو ہرگز نہ سمجھنا
سب مر گئے اسپر نہیں ناچار ابھی ہوں
بیکس ہوں مگر کل کا مددگار ابھی ہوں

**۲۳**

واللہ سخی ہے تجھے خالق نے بنایا
جب لشکر حرؑ نے کہیں یاں آب نہ پایا
پانی مری ہمراہ جو تھا ان کو پلایا
شمعون کو ضیغم سے بچا کر ابھی آیا
قیدی ہو کسیکا تو رہائی کروں تیری
مشکل جو ہو حل عقدہ کشائی کروں تیری

**۲۴**

گر کام نہیں کچھ تو کسی سمت کی رہ لے
بھائی تجھے یاں گھیر نہ اعدا کی سپہ لے
وہ بولا کہ اک بات غلام آپ سے کہہ لے
کیا رحم ہے شبیرؑ نے فرمایا کہ کہہ لے
جو کچھ تو کہیگا نہیں انکار ہے مجکو
پر ایک مدد تو نہیں درکار ہے مجکو

٢٥

کی عرض یہ زعفر نے کہ اے سید والا
تیرا تو مددگار ہے خود خالق یکتا
توکل کا مددگار ہے پروا ہی تجھے کیا
پر ایک مری عرض پذیرا ہو یہ آقا

ٹوٹے نہ کوئی آل رسول عربی کو
خیمہ کی نگہبانی کا دو حکم مجھی کو

٢٦

یہ بات جو شبیر کو زعفر نے سنائی
رونے لگا وہ بادشہ کرب و بلائی
یاد آگئی ناموس کی اسوقت تباہی
کہنے لگا زعفر سے وہ خالق کا فدائی

محتاج حرم ہوئینگے اب ایک ردا کے
سادات کی عزت ہے بس اب آگے خدا کے

٢٧

اے بھائی کروں کیا تجھے خیمہ کا نگہباں
زینب کو تو جانا ہے ابھی باسر عریاں
ہاں حرم شاہ کو ہے دیکھنا زنداں
جلنے ہیں ابھی خیمہ شاہنشہ دوراں

قید ہوئینگی سب عترت سلطان مدینہ
ظالم کے طمانچے ابھی کھائیگی سکینہ

٢٨

لکھا ہے کہا شاہ نے جس دم یہ مکرر
کی عرض یہ زعفر نے کہ اے دلبر حیدر
یہ بھی نہیں منظور تو ہے پھر ہمیں بہتر
چلئے مرے ہمراہ مرے شہر کے اندر

تو مالک کل اے پسر شیر خدا ہے
تجھے مری اقلیم کی شاہی تو بجا ہے

۲۹
رکھے قدم آنکھوں پہ یہ تھی عین تمنا
خدمت تری واجب ہے تو ہو دلبر زہرا
ہیں سوزن مژگاں سے تری زخم پیوند
موجود مرا رشتۂ جاں ہے پئے بخیہ
زعفر تو غلام پسر شاہ نجف ہے
زینب کی کنیز ہے مری زوجہ کا شرف ہے

۳۰
بس سنکے یہ شاہنشۂ والا ہوئے گریاں
فرمایا کہ اے بادشہ قوم بنی جاں
کیونکر نہیں ہم جائے ترے شہر کے سلطاں
مونس مرے یاور مرے سب ہو گئے بیجاں
ہمشکل نبی سا کوئی سالار نہیں ہے
عباس برادر سا علمدار نہیں ہے

۳۱
اے بھائی اے دوست کہ تو سب ہیں یہ دشمن
ہیں قتل پہ تیار سب ظالم پُرفن
کہتے ہیں جسے کرب و بلا ہے یہی مسکن
منزل یہی ہے قبر یہی اور یہی مدفن
تو جا کہ یہاں شیر خدا ہاتھ ملے گا
اب خنجر ظالم مری گردن پہ چلیگا

۳۲
اور کیا کہوں جو ظلم یہاں ہونگے اظہار
ہم پہ چلیں قوم اشقیا کی اور خنجر و تلوار
کچلیں گے لاشہ کو پامال کرینگے یہ ستمگار
اور ہاتھ کبھی کاٹیگا شتربان بد اطوار
غم سے مرے سب خلق خدا ہاتھ ملیگی
زہرا کے کلیجہ پہ چھری آج چلے گی

۳۳

گھبرایا ہوا جس دم وہ شہ یثرب و بطحا
سر پیٹتا زعفر ہوا اس جا سے روانہ
اب کہتا ہے یہ جن کہ میں ہی ہیجا تھا
زعفر تو گیا اور میں اک گوشہ میں بیٹھا
وہ ماجرا دیکھا کہ جو دیکھا نہ سنا تھا
پھر تیغ ستم اور شہ بیکس کا گلا تھا

۳۴

پہنچے ہوئے تیغوں کو چلا لشکر اعدا
تھا شور کہ ہاں مارو شبیرؑ کو تنہا
گل کرو چراغ لحد فاطمہؑ زہرا
چلاتی تھی زینبؑ یہ ستم ہو گیا کیسا
ہمکو غم آفت سے چھوڑتا نہیں کوئی
کیا قہر ہے سید کو بچاتا نہیں کوئی

۳۵

کس سے کہوں بن بھائی کی ہوتی ہے دکھیا
کس سے کہوں صد لخت ہے اب غم سے کلیجا
پھر دیکھ کے گردوں کو کہا بار خدایا
بیکس کے بچانیکو بھی کوئی نہیں آیا
شہ نے کہا بھائی ترا غم کھائیگا زینبؑ
سب مر گئے کوئی نہیں کون آئیگا زینبؑ

۳۶

شبیرؑ نے خواہر کو جو یہ بات سنائی
تیغ اسد اللہ کمر سے نکل آئی
کی عرض کہ اے بادشہ کرب و بلائی
اب تو سنی جاتی نہیں زینبؑ کی دہائی
تم آپ نہ حملہ کرو افواج لعیں پر
رکھ دیجئے پر مجکو علم کرکے زمیں پر

بند ۳۷

القصہ کہ گھوڑے سے اُتر آئے جو مولا
بیٹھے لبِ سرِ خاک دو زانو شہِ والا
سر قبضۂ شمشیر پہ رکھ کر ہوئے گویا
اک شمر سے اے تیغ ترا انو نکالا

جب خم ہو نمیں سجدے میں تو جھک جائیو
جب دم میں آکر دوں منع تو رک جائیو

بند ۳۸

تیغ دو زباں نے کہا اے دلبرِ حیدرؑ
واللہ کہ بن حکم سے تیرے نہیں باہر
ہیں تابعِ فرمان ہوں ای سبطِ پیمبرؐ
کہئے تو کسیکو نکروں قتل میں سرورؑ

زینبؑ کی بکا سے نہیں آرام ہے مجھ کو
آقا کے بچانے سے فقط کام ہے مجھ کو

بند ۳۹

شہؑ نے کہا ہاں مجکو اسی بات کا تھا کام
پھر سجدۂ خالق میں جھکے سیّدِ ناکام
مقتل سے بڑھے اہلِ جفا نول کر مصمم
یاں تیغِ یداللہ نے کیا طرفہ سر انجام

منظور جو امدادِ شہِ ہر دو سرا تھی
اعدا کیلئے سیف وہ سیفی کی دعا تھی

بند ۴۰

دکھلاتی تھی ایک اور بھی وہ قدرتِ معبود
شعلہ تھی کبھی گاہ شرر اور کبھی دود
رنج آئے نہ شبیرؑ پہ تھا اس کا یہ مقصود
تھی ناریوں کیواسطے یہ آگ بھی موجود

جل جل کے کنارہ کیا سب فوجِ شقی نے
اعدا کو اڑائے تھے دھوئیں تیغِ علیؑ نے

۱

پھری جو مومنوں سے سواری اکبر کی
پکاری والدہ ہم صورت پیمبر کی
اسی خیال میں ڈیوڑھی سے میں نکلی گھر کی
کہ پھر بھی دیکھ لوں تصویر اپنے دلبر کی
نہ دونگی اب کبھی رخصت نبی کے ثانی کو
لگا رکھونگی کلیجہ سے اپنے جانی کو

۲

یہی میں کہتی تھی تھا دھیان کس طرف میرا
جو برچھیوں میں کلیجہ کو اپنے بھیج دیا
خدا نے خیر کی میداں سے آیا لال میرا
نہ دیکھوں اب کبھی فرقت کا دکھ ہوا سو ہوا
خدا نکردہ جو شکل اسکی خوں سے بھر جاتی
تو میں ستم زدی کیا کرتی اور کدھر جاتی

۳

کوئی پھرا نہیں میداں سے اب تلک جا کر
بڑے نصیب تھے میرے جو میرا نور نظر
پھرا ہے قتل کے میدان سے بفتح و ظفر
دیا خدا نے دوبارہ مجھے علی اکبر
مریض بستر کی تہیں یہ سواری آتی ہے
اجاڑ باغ میں باد بہاری آتی ہے

۴

ہری جو گھر میں برسنے لگی ہے ویرانی
مجھے تھی صورت تصویر غم سے حیرانی
ہوئی تھی ناؤ مری بحر غم میں طوفانی
جگر تھا جوشش گریہ سے ہو چلا پانی
مدد تباہی میں شمشیر خدا نے کی میری
جناب فاطمہ نے ناؤ تھام لی میری

جو میری بیتی کرنے لگے ہے وہ دلدار
تو اسکی باتوں سے ہو جانی ہونگی میں لاچار
جو تم کہو تو کہ اب قتلگہ میں تو نہ سدھار
اوسے کر نہ سکیگا وہ تم سے کچھ تکرار
یقیں ہے مجھکو جو اب قتلگہ میں جاویگا
وہ میرا لال نہ پھر میرے ہاتھ آویگا

یہ کہہ کے زینبؑ و کلثومؑ سے وہ پھر بولی
خدا کے فضل سے اکبرؑ کی تو سواری پھری
وے تمہاری یہ خدمتیں عرض ہوں کہتی
کہ اب جو جانے رضا دی رضا رن کی ہمشیرنی

امید وار رہے تو نا امید کیوں کرتا
تری عنایت و بخشش کا حق ہو کس سے ادا
کرم تھا جو الٰہی یہ جس طرح سے کیا
کہ ذبح ذبیح ہوا اور اس کا لال بچی
اسیطرح مجھے اکبرؑ عطا کیا تو نے
جو رن سے جیتا اسے پھیر دیا تو نے

یہ کہہ کے شکر کا سجدہ زمیں پہ بیبی کیا
اُٹھا کے ہاتھوں کو پھر یہ جناب حق میں کہا
مرا جو لال تھا اکبر علیؑ ترا بن
سلامت اسکو جو میداں سے تو نے بھیجا
ادائے شکر بجا اسکا کیونکر لاؤں میں
تری رحیمی کریمی کے صدقے جاؤں میں

۹

سکینہؑ پیاری کی پھر وہ بلائیں لے لیکر
پکاری آتا ہے بھائی ترا علی اکبرؑ
تجھے وہ چاہتا ہے دل سے اے مری دلبر
لپٹ کے چھاتی سے اس بھائی کی پڑو تو
یہ کہیو اب تمہیں جانے نہ دونگی ہے بھیا
تمہاری دوری سے بھی مر چلی یہ بھائی

۱۰

جو قصد جانے کا کرنے لگے سوئے میداں
پکڑ لو بھائی کا دامن بنالہ و افغاں
جواب سے اگر دیگا بیٹی وہ تیرا بھائی جاں
تو پھر بتا دیں علی اکبرؑ کو تو کسی عنواں
بلائیں چھوڑ دی سر ہاتھوں کی اسکی لینا تو
کمائی ماں کی نہ برباد ہونے دینا تو

۱۱

سرہانے عابدؑ بیکس کے پھر پکاری جا
یہ ماں ہو گئی قربان بول اٹھو بیٹا
تمہیں جدائی سے جن بھائی کی تھا غش آتا
سواری اسکی پھری ان سے کہو آنکھیں ذرا
تمہاری جوڑی سلامت غرض تمام رہے
تمہارا اور علی اکبرؑ کا جگ میں نام رہے

۱۲

خدا نے پھیرا ہی میرا انسی جس طرح اس کو
مرض سے تیرے پیارے شفا نہیں بھی ہو
یہ اتنا کہیو کہ کہنا مرا اسے سن لو
کہ آؤ گھر میں جو وہ او دم گلے سے لگو
تو کہیو اب مجھے تنہا نہ چھوڑ جاؤ بھائی
مریض بھائی کا بازو نہ توڑ جاؤ بھائی

۱۳

تمہاری اُنکی محبت ہے جس طرح مشہور
حسنؑ حسینؑ کی اُلفت کا تھا یہی دستور
اُٹھا جہاں سے تمہارا وہ عموئے مغفور
تمہارے باپ کا غم سے جگر ہوا ناسور

خدا کسیکو نہ دکھلائے دکھ جدائی کا
خصوص دل جلے بھائی کو داغ بھائی کا

۱۴

آب کے اُسکو جو دوگے نجانے ذرا ای بیٹا
تو جائیگا نہ وہ گردن کٹانے او بیٹا
دوبارا پھیرا ہے اُسکو خدا نے ای بیٹا
بڑی دکھوں سے یہ پالا ہے ما ۔ فدای بیٹا

جو ایکو مجھ سے یہ بھائی تمہارا چھوڑیگا
تو مجھ غریب پہ غم کا پہاڑ ٹوٹیگا

۱۵

پڑے تھے زین عبا اُٹھ کے اپنے بستر سے
عصا کو ٹیکے خیمہ کی ڈیوڑھی پہ پہنچے
یہ کہتی بی بیاں بھی آئیں ساتھ باقرؑ کے
پہو کی فاطمہ کی گود تھی بھری دکھ

مدام خلق خدا فیض پائی اس گھر سے
رسولِ حق کی زیارت نجائے اس گھر سے

۱۶

پکڑ کے سینے اُٹھایا جو بوڑھی کا پردا
سواری کا علی اکبر کی دیکھا یہ نقشا
کہ گھوڑے پہ ہے پڑی لاش اور باپ اسکا
رکھے اک ہاتھ کو اسپر پیادہ پا آیا

اور ایک ہاتھ وہ اپنے سر پہ مارے ہے
کہاں گئے علی اکبر یہی پکارے ہے

۱۷

لٹکتی آتی ہے گھوڑے کی باگ ہاتھ پر
سموں پہ شرم سے گھوڑا جھکائے آتا ہے سر
ایال زین ہے اکبرؑ علی کی خوں سے تر
لٹکتے ہاتھ ہیں لوہو بھرے ادہر اودہر
ٹپکتا سر بھی ہے اور پاؤں بھی لٹکتے ہیں
امام رو رو کے بیٹے کے منہ کو تکتے ہیں

۱۸

سواری یوں علیؑ اکبر کی جب نظر آئی
کلیجہ تھام کے ہاتھوں سے بانو چلائی
مجھے تو کچھ نہیں اسوقت دیتا دکھلائی
مری تو چشم میں لوگو رہی نہ بینائی
جو تم نے دیکھا ہو اکبرؑ کو مجھکو دکھلا دو
ملے تم اس سے ہو تو اب مجھے بھی ملوا دو

۱۹

کہاں ہے لال مرا لاؤ پاس مجھ ماں کے
لگاؤں چھاتی سے پوتے کو بی بی زہراؑ کے
یہ کہہ رہی تھی جو سبطِ رسولؐ نے آ کے
لٹائی لاش بچھونے پہ سر کو ٹکرا کے
پکاری زینبِ لختہ پیٹ کر سر کو
سپاہ شام نے جانے دیا نہ اکبرؑ کو

۲۰

یہ شکل چاند سی لوہو میں بھر گئی ہے ہے
وہ شان اور وہ شوکت کدھر گئی ہے ہے
جگر سے اس کے سناں یوں گذر گئی ہے ہے
پھوپھی بھتیجے کو دیکھ کے مر گئی ہے ہے
یہ مرتی اماں مری آنکھوں کا اجالا تھا
چھٹی کی روز اسی دن کے لیے پالا تھا

| | |
|---|---|
| ۲۱ | یہ مجھ غریب کا بیٹا تھا خلق میں مشہور<br>نہ قدر بیٹوں کی ہرگز مجھے تھی اسکے حضور<br>یہ نور دیدۂ سبط رسول رب غفور<br>وہ مشت خاک کہاں اور کہاں خدا کا نور |
| | یہ چاہتی تھی بیاہیں نہ ڈیوڑھی دلبر کو<br>کہ چھاتی سے نہ لگاتی تھی عون و جعفر کو |
| ۲۲ | یہ منہ جو ہوئے اسلام بھر اٹھوئی تمام<br>اسے دکھاتی تھی میں اٹھ کے ہر سحر کو مدام<br>یہ ہاتھ چھاتی کو سوراخ پر یہی جسکا مقام<br>اسی سے جھک کے کیا کرتا تھا یہ مجھکو سلام |
| | یہ وہ ہے خلق حسن تا نبی تھی عیاں جسمیں<br>نبی کی شکل تھی حیدر کا زور تھا اسمیں |
| ۲۳ | بھری ہوئی ہے لہو سے اسکی بلند پیشانی<br>اٹی ہیں خاک سے گیسو بصد پریشانی<br>اٹھی جہاں سے نبی کی شبیہ نورانی<br>گیا یہ لال ترستا ہوا ماں سے بن پانی |
| | ردائی خون میں قضا نے اسے لپیٹا ہے<br>ہوا یہ دشت ولایت کا شیر بیٹا ہے |
| ۲۴ | یہ کہکے پیٹ کے سر کو پچھاڑ جو کھائی<br>پکاری بانوئے غم کہ اکبر تمہاری لاش آئی<br>جواب دو نہ مجھے قربان ہووے یہ دائی<br>میں دیکھوں برچھی کلیجہ پہ کس جگہ کھائی |
| | گئے تھے اچھے اور آئے لہو لہان ہوئے<br>اسی لڑائی کی خاطر تھے تم جوان ہوئے |

**۲۵**

اسلئے تمہیں پالا تھا میں نے پیارے
کہ جب جوان ہو نیزہ تمہیں کوئی مارے
ہر ایک زخم سے چھٹتے ہیں خون کے فوارے
ملائے ماں کی تو ارمان خاک میں سارے

اُمید بیاہ کی اب کسکے دلمیں رکھونگی
بناکے کسکو بنا سہرا سر پہ باندھونگی

**۲۶**

تم آپ ہی بن کے بنا قتلگاہ سے آئے
شہانہ کپڑے بھی لوہو میں تم رنگا لائے
لگا کے خوں کی حنا ہاتھ ماں کو دکھلائے
بن عروس شہادت کی اسقدر بھائے

ہجوم تن پہ گلے زخم کے ہیں ہار ونکا
دکھایا ماتھے پہ سہرا لہو کی دھاروں کا

**۲۷**

تم اسلئے مجھے ماں کے پاؤں پڑتے تھے
رضا میں نکی ندیتی تھی تم جھگڑتے تھے
بنانا تھا مجھے بیکس جو تم بگڑتے تھے
وداع وہ نہ تھی کینہ سے تم بچھڑتے تھے

تمہیں تو قصد مصمم تھا مارے جانے کا
تمہارا ننگ تھا میدان سے جیتے آنیکا

**۲۸**

میں اس ارادے سے ہمت کے ہاتھے ہو گئی واری
نہ سمجھی میں تھی کہ ہے خلد میں کی تیاری
یہ کہہ کے لاش سے بیٹے کی وہ فلک ماری
گری زمیں پہ تڑپنے بہ نالہ و زاری

تڑپتے دیکھ کر اسکو امام رونے لگے
شہید بیٹے کا لے لیکے نام رونے لگے

۲۹

کہا یہ زینب و کلثوم سے کہ اے بہنا
سنبھالو بانو کو جو مر نجائے یہ دکھیا
اٹھایا خاک سے اسکو تو بانو نے یہ کہا
کلیجہ میرا ہے اے صاحبو پھٹا جاتا

نثار بیٹے کے لاشے پہ مجکو ہونے دو
میں مر نجاؤنگی جی بھر کے مجکو رونے دو

۳۰

شہید ہوکے بے آیا مرا علی اکبر
یہ کیا غضب ہے میں لوٹوں نہ خاک کے اوپر
پکاری نندیں یہ اسکی بلائیں لے لیکر
یہ واقعی کہ سنبھلتا نہوگا ترا جگر

یہ تو جو خاک پہ سر پیٹ پیٹ روتی ہو
ہمارے بھائی کی حالت تباہ ہوتی ہو

۳۱

ہمارے بھائی کا کوئی نہیں ہے بجز غمخوار
حسین امام کو بانو تو اپنے غم سے نہ مار
اکیلا رہگیا ہے اب یہ بیکس و لاچار
وہ بھائی کو تڑک کے روتا ہے جب پکار پکار

فقط ہمیں نہیں اسوقت بیقرار ہیں
بتول و احمد و حیدر کو اشکبار ہیں

۳۲

یہ سنکے نندوں سے سرور کو دیکھکر بولی
تم آنسو اپنے بہاؤ نہ بانو صدقے گئی
مرا تو حق یہی تھا کہ سب طرح سے لٹی
جوان بیٹا موا کوکھ اجڑ گئی میری

میں اب روؤنگی بیتاب تم نہو صاحب
سکینہ روتی ہے اسکو تسلی دو صاحب

۳۳

تمہارے ساتھ کی خاطر تو مجھ سے وہ چھوٹا
قضا نے اس مری آباد گود کو لوٹا
مری تو سر پہ مصیبت کا ہے فلک ٹوٹا
مرا تو شیشۂ دل سنگ ظلم سے پھوٹا
تمہاری اسکی جدائی ہو اب نہ ہووےگی
یہ ماں جگر جلی جبتک جیے گی رووےگی

۳۴

یہ بانو کہتی تھی جو آکے عابدؑ بیمار
سرہانے رونے لگا بھائی کے پکار پکار
کہا کہ کیا کروں اے مرے صاحب آزار
یہ جان تن سے نکلتی نہیں جو آوے قرار
شہید ہو گیا تم نے تو اپنا چھٹکارا
تمہاری دوری نے اکبر علی ہمیں مارا

۳۵

دوائی کون مجھے آکے اب پلاویگا
بغل میں ہاتھ مرے دیکے کون اٹھاویگا
خبر کو ہر گھڑی بھائی کی کون آویگا
تمہارے بن مجھے اب کون دیکھ جاویگا
تمہاری لاش پہ یہ دل فگار روتا ہے
نہ پوچھا تم نے کہ بھائی بخار کیسا ہے

۳۶

ہماری نبض نہ کیوں آج دیکھتے ہو بھائی
خبر ہماری نہ کیوں آج پوچھتے ہو بھائی
تمہارے بھائی کو شدت ہے تپ کی اے بھائی
محبت اس سے برادر کی چھوڑدی اے بھائی
تمہیں چلے گئے چھاتی پہ برچھی کھانے کو
ہمیں نہ جانے دیا پہلے سر کٹانے کو

**۴۰**

کہا سکینہ نے یہ جس گھڑی بدیدۂ تر
حرم نے شور کیا پیٹ پیٹ اپنا سر
صدائے گریہ ماتم سے ہو گیا محشر
تب اسکی لاش اٹھا کر چلے گئے سرور

تخلیق آ گئی اب اصغر علی کی باری ہے
قلم اٹھا لی کہ وقت فغان و زاری ہے

**۳۹**

یہ کہکے رو دیا اور اکبر کے منہ پہ منہ رکھا
اسی لہو بھرے چہرہ سے اپنے چہرہ ملا
پھر اسکے بال سکینہ نے تو بلک کے کہا
تم سے بھائی جی کیوں نے نہیں بھیا

یہ کسطرح کی نہیں نیند آج آئی ہے
لہو میں ڈوب کے آئے ہیں کیوں دہائی ہے

**۳۸**

ہمارا تیغ سے ہو جاتا سر قلم تو کیا
قلم ہو عوض سے ہوتا اگر علم تو کیا
وفن سے دست بچھ گر ہاتھ جائے غم تو کیا
حیات موت ہے تم بن رہا یہ دم تو کیا

جو جیتی رہتی تم اکبر جگہ نہ تھی غم کی
شبیہ خلق میں رہتی رسول اکرم کی

**۳۷**

خدا کے فضل سے تھے تندرست تم اکبر
مریض ہم تھے ہمارا ہی مرنا تھا بہتر
سدھارے خلد کو تم اور ہماری ٹوٹی کمر
ہمیں نہ لے گیا ہمراہ جو کٹا تیرے سر

جو نزع کو جاتی تھے ہم کو بھی تم خبر کرتے
تمہارے روبرو پر سینہ ہم سپر کرتے

# سلام

1 مشکلیں جتنی ہیں مر زمین آسانی نہیں
کونسی ساعت ہے وہ جس میں لہو پانی نہیں

2 جس کا جی چاہے وہ بیٹھے آکے فرش خاک پر
یہ فقیروں کا ہے مسکن بزم سلطانی نہیں

3 کیوں نہ شیعو بو ترابی پر تمہیں کیا ناز ہے
میر یہ صورت کیا ابھی تک تمنے پہچانی نہیں

4 ترک الفت کی قسم میں کھاؤں یا حضرت محال
کیا کروں مجبور ہوں یہ شے مجھے کھانی نہیں

5 ابروئے سرور کی مدح اور میں توبہ کرو
عقل رکھتا ہوں مجھے تلوار تو کھانی نہیں

6 واسطہ اصغر کا روضہ پر بلا لیجے حضور
کفش برداری کروں گا میں مگس رانی نہیں

7 زلف اکبر کی ثنا اک رات میں کیونکر لکھوں
ہجر کی شب ہے مگر وہ اتنی طولانی نہیں

8 دیکھ لینا جان دیدوں گا غم شبیر میں
میں ہاں نہیں کہ روز یا میری گرانجانی نہیں

9 حضرت شبیر کو اب وہ سفر درپیش ہے
الحذر جس راہ میں کوسوں کہیں پانی نہیں

10 فاطمہ کہتی تھیں لیکر گود میں لاش حسین
ہائے بیٹا تری قسمت میں لحد پانی نہیں

11 لے چلا سر کاٹ کے نیزہ پہ سرور کا لعیں
التجا زینب کی تھی اور ظلم کے بانی نہیں

12 شمس کا دم تھا غنیمت دوستوں کی بزم میں
لیکن اسکی قدر تو نے چرخ کچھ جانی نہیں

# مرثیہ

## نمبر ۷

مطلع

## جس گھڑی نہر پہ خیمہ شہ والا کے ہوئے

۴۴ بند

من تصنیف عالیجناب مشرف صاحب اعلی اللہ مقامہ

درحال ورود کربلا و شہادت امام

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

۱

جسگھڑی نہر پہ خیمے شہ والا کے ہوئے
اور ستمگار مزاحم لب دریا کے ہوئے
شاہ برہم یہ جفا کار دو نسے فرما کے ہوئے
دشمن جاں مری گھر سے مجھے بلوا کے ہوئے
تم ہو یا نبی محمدؐ کا نواسا مر جائے
تمہیں منصف ہو مہماں ہو پیاسا مر جائے

۲

خیمہ اس جا سے اکھڑوا نیکو حاضر ہوں میں
پر نبی زادہ ہوں سیّد ہوں مسافر ہوں میں
تربت احمدؐ و زہراؑ کا مجاور ہوں میں
ظلم جو چاہو کرو صابر و شاکر ہوں میں
دو گے جو رنج مجھے سب ہے گوارا مجھ کو
آپ منظور ہے دریا سے کنارا مجھ کو

۳

میں نہ آتا تھا مدینہ سے بلایا تم نے
روضۂ احمدؐ مرسل کو چھڑایا تم نے
کوہ و صحرا بھی یہ دریا بھی دکھایا تم نے
حیف ہے تارک دنیا کو ستایا تم نے
رخ ادھر کو جو کیا ہے تو منہ موڑتی ہو
اک دغا پیشہ کو وعدہ پہ مجھے چھوڑتی ہو

۴

لوگ تھوڑے سے ہیں کچھ فوج مرے ساتھ نہیں
رنج کی میری تمہاری تو کوئی بات نہیں
کوئی تقصیر و خطا بھی مری اثبات نہیں
جبر اصرار ہے وہ جائے مباہات نہیں
خیمۂ اہل حرم کو جو جلایا تو کیا
ایک سیّد کو مسافر کو ستایا تو کیا

شاہ نے جب بدرشتی پہ لعینوں سے کہا
مہلت اک شب کی بھلا دینے میں نقصان تھا کیا
پر ہمیں حکم ہے دریا سے اٹھا دینے کا
جو کہ فرمائیگا حاکم اُسے لائیں گے بجا
جلد سامان کرو خیمہ کو اُٹھوانے کا
آپکا عذر کوئی پیش نہیں جانے کا

رات کا وقت ہے گرمی کی ہیں اَن چلتی ہے لو
حال ناموس کا ایذائے سفر سے ہے زبوں
ماؤں کی گودوں میں سوتے ہیں پڑے بچے دل
مہلت اک شب کی جو دو ہو میں تمہارا ممنوں
نہر سے پانی بھی غیر کو نہ منگواؤنگا
خیمہ کل یہاں سے اُٹھا کر کہیں لے جاؤنگا

تم کو اپنا نہ سمجھتا تو ادہر کیوں آتا
اپنے ناموس کو ہمراہ بھلا کب لاتا
اب تلک کچھ نہیں بگڑا جو اجازت پاتا
اہل عصمت کو لئے سوئے وطن پھر جاتا
وعدۂ الطاف و مدارات کے کم ہونے لگے
ابھی آیا ہوں ابھی ظلم و ستم ہونے لگے

طالب دولت دنیا تو میں زنہار نہ تھا
حشمت و جاہ سے کچھ مجھکو سروکار نہ تھا
میں کسی کے بھی کبھی درپے آزار نہ تھا
بن بُلائے ادہر آنیکا طلبگار نہ تھا
نامے لکھ لکھ کے جو بھجوائے تھے سب لایا ہوں
دیکھ لو بستر و سامان چلا آیا ہوں

| | | | |
|---|---|---|---|
| **۹**<br>یاں سے اُٹھنے میں تامل نہیں بہتر ہے بہار<br>جنگ کو فوج گھڑی چار و نظر اب ہے تیار<br>والیٔ کوفہ نے چن چن کے ہیں بھیجے جرار<br>آنکر خیمہ پہ سب ٹوٹ پڑینگے یکبار | **۱۰**<br>آب بدیدہ ہو لعینوں سے یہ بولا شبیر<br>آچکے اب تو دکھا دے ہمیں جو کچھ تقدیر<br>کھائیں گے شوق سے ہم تیغ و تبر و خنجر و تیر<br>پر خدا اسکا ہے عالم کہ ہیں ہم بے تقصیر | **۱۱**<br>[illegible] کے عباس [illegible] غیظ و عتاب<br>کس سے یہ کہتے ہو تم خانۂ ایماں کو خراب<br>گیسوئے حور ہے اس خیمۂ اقدس کی طناب<br>صاحب خانہ ہے واللہ شہ عرش جناب | **۱۲**<br>[illegible] دلبند علیؑ و دلکش محمدؐ کا مکیں<br>مہر اس خیمۂ کونین کا عالم میں نہیں<br>دیکھ سکتے تھے پیمبر نہ اسے چین جبیں<br>مالک کوثر و تسنیم ہے یہ سرورِ دیں |
| نہ سمجھنا کہ یہ لشکر نہ لڑے گا تم سے<br>جب بگڑ جائیگی کچھ بن نہ پڑیگا تم سے | نہر سے گرمی کے موسم میں اُٹھاتے ہو مجھے<br>کیا ملیگا تمہیں ناحق جو ستاتے ہو مجھے | لب دریا پہ اُترنے دو نہ تکرار کرو<br>خلفِ ساقیٔ کوثر کو نہ بیزار کرو | فخر کی جا ہے جہاں دلبر زہراؑ پہنچے<br>وہ کہ جو جان نبیؐ ہو اسے ایذا پہنچے |

۱۳

تم کو اس نائب حیدر سے ہدایت ہوگی
بیعت اس شاہ کی نشاۂ شفاعت ہوگی
جنگ اس سے جو کروگے تو ضلالت ہوگی
منحرف ہوگے تو واللہ قیامت ہوگی
کثرت فوج سے یاں کوئی ہراساں نہیں
قتل کچھ ابن ید اللہ کا آساں نہیں

۱۴

تم کو مقدور ہے اتنا کہ اُٹھا دوگے ہمیں
رات کی رات بھی ہٹنے کو نہ جا دوگے ہمیں
نہر سے پانی نہ پینے کو ذرا دوگے ہمیں
کونسا جرم ہے جس کی یہ سزا دوگے ہمیں
بر ہمی پر جو مزاج شہ والا آجائے
جوشش قہر خدا کا ابھی دریا آجائے

۱۵

شاہ عباس کی ان باتوں سے گھبرانے لگے
لاکھ تشویش و تردد کے خیال آنے لگے
دل جو بیتاب ہوا بھائی سے فرمانے لگے
کسطرف تھے یہاں ہے کیوں غیظ میں تھرانے لگے
بھائی آؤ ادھر اب کچھ نہ کہو اعدا کو
قرب حق چاہیے بس دُور کرو دریا کو

۱۶

اے حیا تم نہیں کچھ پہ اگر یہ بد ذات
زیست سے سیر ہوں ہاں ہو کسے درکار حیات
اُٹھ چلو یاں سے مبارک تمہیں نہر فرات
تم ورسے مر کی قسم قبضہ پہ مت رکھو ہات
جام کوثر تمہیں حیدر سے ہے لینا بھائی
سلسلہ صبر کا ہاتھ سے نہ دینا بھائی

١٧

عرض عباسؑ نے کی آپ یہ کرتے ہیں کیا
بچے مر جائینگے پھر پانی نہیں ملنے کا
مارکر انکو ابھی نہر سے دیتا ہوں ہٹا
چھین سکنے کا نہیں پھر کوئی ہم سے دریا

بولے شہ رنج ہمیں تشنہ دہانی میں نہیں
پیاسے رہنے میں جو لذت ہے وہ پانی میں نہیں

١٨

ہاں یہ مذکور تھا واں خیمہ میں تھا یہ چرچا
بر سر جنگ ہیں عباسؑ علی سے اعدا
بانو کہتی تھی یہ اکبرؑ سے کہ جاؤ بیٹا
پاس عموںؑ کے رہو دیکھو تو ہوتا ہے کیا

ہے کمر بندی فرقان شہ والا میں
بحث کچھ ہوتی ہے عباس میں اور اعدا میں

١٩

کہتی تھی بیٹوں سے اپنے وہ علیؑ کی جائی
کہو بھائی سے بڑی نہر پہ راحت پائی
تھی اسی واسطے تقدیر ہمیں یاں لائی
اب ہیں دریا کے کنارہ پہ ہونگی بھائی

گفتگو کیا ہے کھڑی ہاتھوں کو ملتی ہے بہن
گھر میں آؤ نہیں خیمہ سے نکلتی ہے بہن

٢٠

کہتی تھی بیٹے کو سمجھا کے یہ ماں قاسمؑ کی
ڈھال اک ہاتھ میں اور پنجے سے تلواری
سنتی ہوں بگڑے ہیں عباسؑ دلاور سے شقی
پہنچو اے ابن حسنؑ پاس چچا کے جلدی

ستم لشکر کہیں انکی عوض سہنا تم
اپنے عم کی ہے بجاں سینہ سپر رہنا تم

۲۱

مانگتی تھیں یہ دعائیں کہ صفائی ہو جائے
کہیں ایسا نہ غضب ہو کہ جدائی ہو جائے
بات اتنی نہ بڑھے جس میں لڑائی ہو جائے
قید تشویش نہ دیکھوں کہ رہائی ہو جائے
اے خدا گو ہے عزت نہ گنوا کر آئیں
ہیں جو دریا پہ گئے بات بنا کر آئیں

۲۲

کوئی سر کھولے دعا کرتی تھی دریا کی طرف
آئے خیمہ میں سلامت پسر شاہ نجف
کوئی کہتی تھی اُدھر لاکھوں ہیں شمشیر بکف
کیوں کریں نہر پہ رہنے کیلئے جان تلف
شہ سے کہہ دو کوئی تشریف اِدھر لاؤ تم
کوئی عباس کو سمجھائے چلے آؤ تم

۲۳

سن کے اُس وقت یہ پُر درد بہن کی تقریر
بولے ہمشکل پیمبر سے جناب شبیر
پھیر لانے کی کرو اپنے چچا کی تدبیر
کہو ماہ بنی ہاشم سے کہ اے ماہ منیر
شاق ہے ہم پہ تو اتنی بھی جدائی بھائی
نہر پر تم نے بڑی دیر لگائی بھائی

۲۴

شہ سے یہ سُنتے ہی جلدی علی اکبر پہنچے
اور قاسم بھی برادر کے برابر پہنچے
نہر پر شیر کی صورت وہ دلاور پہنچے
متصل جبکہ پیام شہ مضطر پہنچے
بولے عباس جو سرور سے رضا پائینگے ہم
پھر اسی نہر پہ با مشک و علم آئینگے ہم

۲۵

شبیر کی طرح ترائی سے پھر اودھ دیکھا
دو طرف قاسمؑ و اکبرؑ بھی تھے انکے ہمراہ
پہنچے عباسؑ تو زینبؑ سے یہ کہتے تھے شاہ
بیچ کو گودیوں میں یہاں نہیں اب جائیگا
شب تاریک ہے ساحل پہ نہ آرام کرو
جس میں اللہ کی مرضی ہے وہی کام کرو

۲۶

ہٹ گئے دریا سے کئی سبط پیمبرؑ کے خیام
ہو گئے حد خوف میں رقم قلت انصار امام
خوب پہچانتے تھے اپنی شہادت کا مقام
کثرت فوج عدو جانتی تھی خلق تمام
غول کے غول ستمگاروں کے جب آنے لگے
بید کی طرح حرم خوف سے تھرانے لگے

۲۷

ہفتم ماہ محرم کو ہوئی جب سحر
اور نماز سحری سے ہوئے فارغ سرورؑ
دی خبر دار نے جمعیت اعدا کی خبر
شاہ بیکس نے کہا ہم کو خدا پہ ہے نظر
آئیں و آتی ہیں جو تیغ و سپر باندھے ہوئے
بیٹھے ہیں ذبح پہ یاں ہم بھی کمر باندھے ہوئے

۲۸

شب ہشتم سے نہم تک رہی سبکی یہی حال
ہر طرف سے چلی آتی ہیں ادھر اہل ضلال
یاں تڑپتے تھے پڑے شاہؑ کے پیاسے اطفال
اہل عصمت کو تھا غم بیکسئ شہ کا کمال
کہتے تھے سب ہیں عدو دوست نہ آیا کوئی
سبط احمدؐ کی مدد کرنے نہ آیا کوئی

۲۹

صبح قتل شہ مظلوم نمایاں ہوئی جب
اٹھ کے سجادہ سے کی شاہ نے پوشاک طلب
منہ پہ پلّے تھے روتی تھی جو بیٹھی زینب
دوڑی کہتی ہوئی پہنانہ کہیں کی ہے اب
گر قدم آپ نے خیمہ سے نکالا بھائی
پھر رہا کون مرا پوچھنے والا بھائی

۳۰

شاہ رونے لگے زینب کو جو دیکھا بیتاب
شہر بانو نے کیا شاہ سے رو کر یہ خطاب
حق میں لونڈی کے ہے کیا حکم شہ عرش جناب
میں بھی فرماؤ تو پکڑے چلوں گھوڑے کی رکاب
یاں گوارا ہے مجھے فاقہ پہ فاقہ صاحب
ایکدم سے نہیں کہتی ہوں علاقہ صاحب

۳۱

رو کے فرمانے لگا حیدر کرار کا لال
رن میں جب ہوئے گی بیٹی تری ہائے پامال
بانو تجھکو ہے محبت اپنی بتا ہی کا خیال
جو مری بہنوں کا احوال وہی ترا حال
رانڈ ہونا ہے تجھے اور مجھے بے سر ہونا
بنت زہرا کی اطاعت سے نہ باہر ہونا

۳۲

کہکے یہ سید مظلوم نے پہنی پوشاک
پنجۂ غم سے گریبان سحر ہو گیا چاک
ہوئی اک ایک سے رخصت جو بچشم نمناک
بیبیاں فاطمہ کی سر پہ اڑانے لگیں خاک
کوئی منہ پیٹتی تھی خاک پہ گرتی تھی کوئی
گرد بچے لئے شبیر کے پھرتی تھی کوئی

**۳۳**

فرس خاص جو حاضر تھا در دولت پر
سرنگوں رو رہا تھا بیکسی حضرت پر
رو دیا شاہ نے بھی گھوڑے کی اس الفت پر
چڑھ کے فرمائے یہ اس اسپ نکو خصلت پر

تیر کا واسطے میرے یہ نشانہ ہوگا
اب یہ گھوڑے کی بھی الفت کا فسانہ ہوگا

**۳۴**

باندھ کر صف جب ادا کر چکے آداب سلام
تب ہوئے روبرو گھوڑے کی رفیقان امام
اقربا مستعد مرگ چپ و راست تمام
خیمہ خاص شہ دیں میں پڑا ایک کہرام

بیٹھ سر کہتی تھی زینب مرے پیارے بھائی
رو رو چلاتی تھی کلثوم سدھارے بھائی

**۳۵**

اُٹھتے ہی شہ کے رفیقوں پہ ہوئی بارش تیر
چھن گئی چھاتیاں جب تک کہ وہ کھینچیں شمشیر
بھر گئی غش میں ہر اک مہر لقا کی تصویر
خوب جا جا کے ہر اک لاش پہ روئے شبیر

اقربا بھی شہ مظلوم پہ دم دیتے تھے
جنگ کی پاؤں پہ گر گر کے رضا لیتے تھے

**۳۶**

باری باری وہ جری ایسے لڑے اعدا سے
اُٹھ گئے تھے قدم اہل ستم دریا سے
نہر پہ جاتے تھے پھر آتے تھے لیکن پیاسے
ہو گئے تھے داد طلب آ کے شہ والا سے

شاد ہوتے تھے وہ جو جو کہ فدا ہوتے تھے
روتی تھی فاطمہ جب تب حرم روتے تھے

۴۰

جان زہراؑ پہ ذرا رحم نہ کھایا آخر
مار کر برچھیاں گھوڑے سے گرایا آخر
احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ کو ستایا آخر
پیاسا سا مانگا کیا پانی نہ پلایا آخر
شمر نے ذبح کیا فاطمہؑ چلّایا کی
دیر تک ہائے حسینا کی صدا آیا کی

۳۹

سب سے پہلے مجھے منظور تھا سر کٹوانا
میری اُلفت سے عزیزوں نے نہ مطلق مانا
اب ہر اک کو ہے گوارا ابھی نیزہ کھانا
بخشے کرم سے ترے شبیرؑ پہ سب پروانا
اب نہ عباسؑ نہ قاسمؑ نہ علیؑ اکبرؑ ہے
میں ہوں قاتل ہے گلا ہے مرا اور خنجر ہے

۳۸

جھگڑی ہو گیا عونؑ پہ فدا ابنِ حسنؑ
شور تھا خیمہ میں بیوہ ہوئی اک شب کی دلہن
جب ہوا قتل علمدار شہِ تشنہ دہن
کہا زینبؑ سے کمر ٹوٹ گئی میری بہن
رخصتِ اکبرؑ مہرو کی جو باری آئی
بولے شبیرؑ بس اب موت ہماری آئی

۳۷

اس شجاعت سے لڑے شیرِ خدا کے دلدار
غزوۂ خندق و خیبر کے دکھائے آثار
پیدلوں پر گری پیدل تو سواروں پہ سوار
ملک الموت کو دم لینا تھا اُس دم دشوار
شاہ شاباش نہیں کہہ کے دعا دیتے تھے
راہِ تسلیم و رضا کی بھی بتا دیتے تھے

ع۴

آتش ظلم سے خیمۂ شہ عالی کا جلا
ہو گئی آلِ نبیؐ موردِ آفات و بلا
بس تشرف یہ دعا مانگ بدرگاہ خدا
دفع کر جلد وبا کو پئے شاہ شہدا
سال آئندہ دکھا مرقد مولا مجھ کو
اب یہی باقی ہے دنیا میں تمنا مجھ کو

ع۳

بازو کھا کھا کے پچھاڑیں یہ بیاں کرتی تھی
چل گئی فاطمہ زہرا کے کلیجہ پہ چھری
رانڈ میں ہو گئی مارا گیا میرا والی
بند پانی کی بھی دو روز کی پیاسی کو دی
قدر لازم تھی یہی فاطمہؑ کے جانی کی
خوب اُمت نے نبی زادی کی مہمانی کی

ع۲

شور یہ سن کے نکل آئے تھے خیمہ سے حرم
اور سینہ میں سماتا تھا سجادؑ کے دم
ڈیوڑھی پہ پکڑے عصا کہتا تھا بادیدۂ نم
ہائے بابا کا مری ہو گیا سر تن سے قلم
اے پھوپھی اب کہاں قتل کا میدان کہاں
پیٹتی سر چلی جاتی ہو پھوپھی جان کہاں

ع۱

لاش بابا کی یہ آتی تھی صدائے حیدرؑ
بے گنہ ذبح ہوا ہائے پسر ہائے پسر
سنگ سر روتے تھے زاری سے تھے یوں پیغمبر
بخدا میرے کلیجے پہ چلایا خنجر
جس نے زہرا کا پیا شیر اُسے پیاسا مارا
میری اُمت نے مرا ہائے نواسا مارا

# مرثیہ

## نمبر ۸

مطلع

## جب مشک بھر کے نہر سے عباس غازی گھر چلے

۴۴ بند

از تصنیف جناب مرزا فصیح صاحب اعلی اللہ مقامہ

در حال شہادت جناب عباس علیہ السلام

باہتمام سید نذیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

۱

جب مشک بھر کے نہر سے عباسؑ غازی گھر چلے
اک جام کوثر بھر لیا اور خلد سے حیدرؑ چلے
ہمراہ پیغمبرؐ چلے حمزہؑ چلے جعفرؑ چلے
میدان میں رستہ روکنے کفار کے لشکر چلے

آ ہی گھٹا سی فوج کیں کالی علم کھولے ہوئے
عباسؑ پہنچا شیر سا تیغ دو دم تولے ہوئے

۲

شامی جو تھے نامی جواں نکلے وہ نعرہ مار کر
کہنے لگے میدان میں عباسؑ کو للکار کر
گر مرد ہے تو آ ادھر گھبرا نہ جا ہتھیار کر
ڈٹ کر کھڑا ہو سامنے شمشیر و نیزے آنکھیں چار کر

گر جنگ کا یارا نہیں ہتھیار اپنے ڈال دے
ہم کو علم دے مشک دے تلوار دے اور ڈھال دے

۳

ہم شاہ کے جیالے ہیں ہم قوم کے سردار ہیں
سفاک ہیں قتال ہیں خونریز ہیں خونخوار ہیں
ہم سورما ہیں بطال ہیں ہم وقت ہیں جرار ہیں
ہم کوہ ہیں ہم زال ہیں ہم سخت ہیں بہمن وار ہیں

جس جا ڈٹے جنگگاہ میں پھر اک قدم ہٹتے نہیں
گر ہوں زمیں کو زلزلے ہیں کوہ ہم ہلتے نہیں

۴

ہم آل فریدوں ہیں ہر ایک وحید عصر ہے
ہر ایک ہے چنگیز خاں ہر ایک بخت النصر ہے
ہر ایک صاحب علم ہے ہر ایک صاحب نصر ہے
پیکر میں جلوہ ہر ایک کی اقبال فتح النصر ہے

ڈرتے نہیں ہم شیر سے ڈرتے نہیں ہم فیل سے
کرتے ہیں کشتی دیو سے لڑتے ہیں عزرائیل سے

ش ۸

واقف ہو تم اے اہل کیں میں کون ہوں ابن حسن عباس ہوں
ڈرنیکا اندیشہ نہیں لڑنے میں بے وسواس ہوں
دنیا سے کوسوں دور ہوں خلد بریں کے پاس ہوں
تندی میں میں فولاد ہوں سختی میں میں الماس ہوں

گر شیر کو للکار دوں ہیبت سے ڈر کر گر پڑے
گر فیل پر حملہ کروں دہشت سے مر کر گر پڑے

ش ۷

میدان میں میرے سامنے گر شیر ہو روباہ ہے
آگے مری شمشیر کے گر کوہ ہو وہ کاہ ہے
نصر من اللہ ساتھ ہے فتح المبیں ہمراہ ہے
ماہ بنی ہاشم ہوں میں خورشید میرا شاہ ہے

بالفرض لشکر شام کا کالی گھٹا یا میغ ہو
نیزہ ہے میرا عصا برق درخشاں تیغ ہے

ش ۶

ڈٹ کر جو منہ پہ لگا غازی بآواز جلی
میں ہوں دلاور صف شکن فرزند مولانا علی
ہے ابن عبد المطلب دادا ابو طالب ولی
تلوار میری باپ کی ہے جو دو عنتر پہ چلی

میں ابن خیبر گیر ہوں میں حیدری شمشیر ہوں
میں جعفری تصویر ہوں میں یادِ شبیر ہوں

ش ۵

عباس نے جس دم سنی لاف و گزاف اہل کیں
گونجا بسانِ شیر نر میداں میں وہ ضرغام دیں
گرجا یکایک رعد سا تھرا گئے چرخ و زمیں
گونجی جو برق خونفشاں گھبرا گئے شامی لعیں

اک حیدری نعرہ کیا اس شور سے ہوش نہ رہے
گھوڑے بھگا کر جا رہے سب بھاگ لشکر عدو کے

٩

ہو غرق آہن کس لئے خود و زرہ سب بار ہے
چار آئینہ باندھا ہے کیوں ہر آئینہ بیکار ہے
جب سے دم چلا نیزہ مرا سمجھو زرہ کے پار ہے
چار آئینہ صابون ہے شمشیر براں تار ہے
اسلام نظر آتا نہیں پوشیدہ ہے جو خود میں
اک وار میں تم دیکھنا تن ہے پڑے گا گرد میں

١٠

تب ابن سعد بیحیا یوں شمر سے کہنے لگا
اے شمر شاکر مل گئے جاتا ہے ابن مرتضیٰ
تو خلعت وزیر پائیگا سر کاٹ لا عباسؑ کا
گر سر نہ لا سکتا ہے تو مشکیزہ اس سے چھین لا
تجھ فکر ہا کر کر تو زور و دیر یا تدبیر کر
سر کاٹ لے یا مشک لے تقریر یا شمشیر کر

١١

سن کر یہ فرمان عمر لی باگ اس ناپاک نے
ہمراہ اس نامرد کے دو الف تیر انداز تھے
غازی سے کہا آکر سامنے ظالم پکارا دور سے
کیا خوب تو اسلام لا عباسؑ حضرت سے بچے
سردار ہے فوج کا تیری ثناخوانی میں ہے
شہرہ تیری تلوار کا افواج سلطانی میں ہے

١٢

تو ہے سپاہی من چلا تو ہے بہادر بے بدل
ہے قدردان تیرا عمر اسلام تو اس کے پاس چل
خلعت ہے جاگیر ہے موقوف کر جنگ و جدل
ضامن ہے میں اس قول میں ہرگز نہ آئیگا خلل
گر تو عمر سے مل گیا منصب بھی ہے جاگیر بھی
تیری سفارش کے سبب بچ جائیگا شبیر بھی

۱۳

عباسؑ نے رو کر کہا اے شمر تو عاقل نہیں
کیا دوں جواب اس بات کا تو بات کے قابل نہیں
میں طالب دولت نہیں دل مال پر مائل نہیں
دنیا کے عز و جاہ سے واللہ کچھ حاصل نہیں
منصب شہادت ہے مرا خلد بریں جاگیر ہے
خلعت ہے یہ خونی کفن اور قدرداں شبیر ہے

۱۴

لیکن یہ جو تو نے کہا گر تم چلو نزد عمر
بچ جائیگا تلوار سے اعدا کی شاہ بحر و بر
یہ بھی غلط ہے جھوٹ ہے واقف نہیں ہے تو مگر
بلوائے ابن سعد کو شہ نے کہا اے بد گہر
واللہ تو بچ جائیگا ست مار مجکو ای عمر
ناکام مارا جائیگا دینگے نہ تجکو رے عمر

۱۵

نانا حضرت کا سخن میری سنیگا بات کب
اے شمر مل جاتا تو کیا بچ جائیگا شاہ عرب
خط غلامی لکھ کے دوں خدمت کروں میں روز و شب
جب کام آئی دو بیٹیا ہو حاضر ہوں اکبر کی طلب
بیٹا نہیں گر جنگ ہو جتنی کہو سر کاٹ دوں
لڑکی لڑائی کی ہے کیا لاشوں سے خندق پاٹ دوں

۱۶

یہ سنکے شمر بیحیا بولا نہیں چلتے اگر
اس مشک کا منہ کھولکر پانی بہا دو خاک پر
پینا تمہیں جائز نہیں یہ آب ہے ملک عمر
عباسؑ نے اس دم کہا ای بیحیا اے بے خبر
صحرا میں ہو یا کوہ پر جنگل میں ہو یا شہر میں
جو نہر ہے آفاق میں حق ہے فاطمہ کے مہر میں

۱۷

جبتک نہ تیرا خون بہی پیاسا ہے بہنے کا نہیں
ہے جب تلک نہ تھونیں دم یہ ننگ سینے کا نہیں
اسباب کا ستم نہ ہو یہ حرف کہنے کا نہیں
ہشیار ہو آئی اجل جیتا تو رہنے کا نہیں
ہے ہاتھ میں تیری سپر ہاں وار میرا روک تو
خار میں بھی کتی نہیں میری علم کی نوک تو

۱۸

یہ کہہ کے اک نعرہ کیا اور باگ لی رہوار کی
تیروں کا مینہ پڑنے لگا صف جگی کفار کی
غربال سینہ کر دیا حیلت نہ دی تلوار کی
تصویر خوں میں بھر گئی ہے شہ کے علم بردار کی
پانی بہا جب مشک سے کبن خنگ سے دل رک گیا
سب تن تتبک ہو گیا قربوس پر سر جھک گیا

۱۹

زخمی کو غش آنے لگا جھونکے علم کھانے لگا
خون جگر بہنے لگا تیغ دو دم کھانے لگا
نیزے سپاہ شام کے شیر عجم کھانے لگا
یاد آئی شہ کی تشنگی عمو زخم کھانے لگا
تلوار جب چلنے لگی ہر ایک بانہ کٹ گیا
ایک گرز نوفل کا پڑا فرق مبارک پھٹ گیا

۲۰

اسلام گرا رہوار سے تیورا کے وہ مظلوم دین
مشک و علم لیکر چلا سوئے عمر شمر لعین
آئی صدا میدان سے آؤ سبط خیر المرسلین
بھائی ترا مارا گیا تجکو خبر ہے یا نہیں
اکبر کو دیکھا علم ظالم کو لیجانے نہ دو
مشک و علم وہ لیچلا اسکو لیجانے نہ دے

۲۱

سنکر یہ ہاتف کی صدا پہنچے شہ کون و مکاں
وہ ذوالفقار حیدری بجلی سی کوندی ناگہاں
نعرہ کیا شبیر نے جاتا ہے او ظالم کہاں
بھاگا ستمگر پھینک کر میدان میں مشک و سناں

دیکھا جو حضرت نے علم دریا بہا ہے اشک کے
چوما نشان مصطفےٰ بوسے لئے اس مشک کے

۲۲

پرچم کے نیچے باندھ دی شہ نے وہ مشک خونچکاں
اکبر سے رو رو کر کہا پیارے اٹھالو تو نشاں
روتی ہوئی گھر کو ہوئی مشک و علم لیکر رواں
تھی در پہ خیمہ کے کھڑی پیاری سکینہ نیمجاں

مارا سا چمکا دور سے پرچم طلائی دھوپ میں
خوش ہوکے دوڑی تشنہ لب سائے میں آئی دھوپ میں

۲۳

ہنسکر پکاری ای پھپھی آئے چچا آئے چچا
وہ مشک بھر لائے مری آئے چچا آئے چچا
کیسی ہوئی دل کو خوشی آئے چچا آئے چچا
کہہ دو نہ روئیں سب چچی ائے چچا ائے چچا

دیکھو دہر کو رخ کیا عباس عالیجاہ نے
منہ بھتیجی کی سرخرو مجکو کیا اللہ نے

۲۴

کیسی خجالت تھی ہا تجھے آثار تھے سب یاس کے
روتی تھی مارے شرم کے مرتی تھی مارے پیاس کے
اللہ نے کیا سن لیا رونیکو تجھ ناآس کے
مشکیزہ لائے ہیں مرا قربان میں عباس کے

نام خدا میدان سے زندہ پھرے سالم پھرے
لوگو مبارکباد دو ماہ بنی ہاشم پھرے

۲۵

آ کے آپ پہنچے چچا دیکھو وہ آئے ہے علم
پانی سے مشکیزہ بھرے لاتے ہیں یہ اہل حرم
اب شکر کے سجدے کرو پیو گے آب سرد ہم
اصغر کو لی آواز ادھر تم کو پیمبر کی قسم

پہلے سہوں سے چاہیے سیراب اصغر جان ہو
پھر بعد اصغر کے بھیے وہ طفل نادان ہو

۲۶

پانی چلا یا ہر سے غازی کا زہرا دیکھنا
کیسا چمکتا ہے پڑا پرچم شہزاد دیکھنا
ہرادہا ہے باد سے کیسا پھریرا دیکھنا
ہر دم کہیگا آفریں فرزند زہرا دیکھنا

کیا خوش نصیب ابی ہوا ام البنین کا لال ہے
کیا دبدبہ کیا طنطنہ کیا جاہ کیا اقبال ہے

۲۷

یہ مژدہ سنکر بیبیاں فرش ہوگئیں سجدے کئے
بچے چلے در کی طرف ہاتھوں میں کوزے لئے
دوڑی حرم کہتی ہوئی صد شکر اب بچے جئے
پھر کھولدی آنکھیں ابھی پانی اگر اصغر پئے

صدقے علمبردار کے فرزندوں کو زندہ کر دیا
اس دشت بے اور پیاس میں پانی ہمیں لا کر دیا

۲۸

سقائے شاہ الحرم نزدیک پہنچے شاہ دیں
نعرہ کیا اس درد سے روئے بآواز حزیں
گھبرا گئے وہ تشنہ لب سب ہو گئے اندوہگیں
رو کر پکاری دور سے یا سید ختم المرسلیں

عباس غازی کیا ہوئے اکبر علم کیوں لائے ہیں
ہے ہے غضب کیا ہوگیا کیوں آپ روتے آئے ہیں

**۲۹**

ہاے ہے علم کیوں سرخ ہے ٹپکا لہو سے لال ہے
ہاے ہے پھریرا کیوں پھٹا پرچم کا کیسا حال ہے
ہاے ہے یہ مشک و ناوکاں تر و نیزے کیوں غربال ہے
ہاے ہے کہاں صاحب نشاں ام البنین کا لال ہے

ہے ہے بہادر کیا ہوا ہے ہے دلاور کیا ہوا
حیدر کا دلبر کیا ہوا حضرت کا یاور کیا ہوا

**۳۰**

حضرت نے رو رو کر کہا شیر وغا مارا گیا
بازو مرا ٹوٹا گیا بھائی مرا مارا گیا
فرزند شاہ لافتا صاحب لوا مارا گیا
عباس غازی صف شکن معجز نما مارا گیا

میرے علمبردار کا میدان میں سر کٹ گیا
میری کمر خم ہو گئی میرا کلیجہ پھٹ گیا

**۳۱**

گم ہو گیا ہے اب علم مرا میں ڈھونڈنے کو جاؤنگا
جیتا ہوا پایا اگر گھر تک اسے پہنچاؤنگا
لاشہ اگر آیا نظر تو بھی اٹھا کر لاؤنگا
جبتک نہ دیکھونگا اسے تم کو نہ منہ دکھلاؤنگا

غمخوار میرا مر گیا غم کھانیکو زندہ ہوں میں
بھاوج مری بیوہ ہوئی آج اس سے شرمندہ ہوں میں

**۳۲**

یہ کہہ کے شاہ بیکساں در سے پھرے گریہ کناں
اکبر نے جو دیکھا چلے سیداں کو شاہ انس و جاں
سونپا پھپھی کو وہ علم پہچان کے شہ رو دیا
زینب نے صحن خیمہ میں بیجا کو گاڑا وہ نشاں

رو رو کے پکارے بی بیو عباس کا ماتم کرو
زیر علم سب جمع ہو عباس کا ماتم کرو

**۳۳**

بھاوج کا سر گوندھا ہوا کھولا کہا ہاں خاک ڈال
تو رانڈ بیوہ ہو گئی اقبال کو آیا زوال
اب توڑ اپنی چوڑیاں اور ناک میں سے نتھ نکال
چادر سفید ایک اوڑھ لی اور کر پریشاں سر کے بال
نیچے علم کے بیٹھ جا منہ ڈھانپ شوہر مر گیا
اُمّ البنین کا لاڈلا فرزند حیدر مر گیا

**۳۴**

پھر لائی ننھا سا پسر عباس کا زینب وہاں
زلفیں لٹکتی دوش پر پیچے کھلیں مثل بیاں
زیر علم بٹھلا دیا رو رو کے با آہ و فغاں
ٹوپی اُتاری اور کہا تو ہے یتیم اے خستہ جاں
چہرہ پہ اپنے خاک مل زیر علم فریاد کر
تیرا پدر مارا گیا بابا کو اپنے یاد کر

**۳۵**

دیکھا جو یہ سامان غم رونے لگے اہل حرم
بیٹھیں حلقہ باندھے بیبیاں تھا بیچ میں پا علم
اُس نخل ماتم کے تلے روتی تھی اہل درد و غم
کہتی تھی لاشہ شیر کا آتا ہے اب ہی ہے ستم
اس ننھے سے معصوم پر کیسی مصیبت آگئی
اس پھول سے رخسار پر گرد یتیمی چھا گئی

**۳۶**

اُس وقت زینب نوحہ گر سر پیٹ کر رونے لگی
شور و فغاں ہونے لگا سینہ زنی ہونے لگی
بچہ بھی رویا پھوٹ کر بیوہ بھی جی کھونے لگی
رو رو سکینہ تشنہ لب اشکوں سے منہ دھونے لگی
فریاد بھتیا مر گیا عباس جان مرتضیٰ
ہے ہے جوان مرتضیٰ ہے ہے نشان مرتضیٰ

**۴۰**

آتے ہی نعرہ مارتے رن سے پھرے شاہ زماں
گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے ہمراہ اکبر نوجواں
داخل ہوئے سر پیٹتے خیمہ کے اندر ناگہاں
گھوڑا بھی زخمی تھا چکاں زخموں سے خوں تھا رواں
گھوڑے کو زخمی دیکھکر دو ماحرم کو غم ہوا
گھس ہم ہم سے شیون ہوا گھس ہم ہم سے ماتم ہوا

**۳۹**

ہم تم ہمیشہ ساتھ تھے ہم تم ہوئے جدا
بیکر ہمیشہ روویں گے بیٹھیں گے ہم ہیجا
تم کو جو ماریگا کوئی ہم بیویں گے تم کو بچا
پہلے پلاویں گے تمہیں پانی اگر ہم کو ملا
ہی ہی چچا کو کھو دیا اس غم سے دل میں درد ہے
چہرہ ہمارا دیکھ لو شرمندگی سے زرد ہے

**۳۸**

بالی سکینہ پیٹ کر کہتی اس پر کا دم
کہتی تھی تا قیامت گر کے ہو صدقہ تمہارے دن ہم
بابا تمہارے آئینگے دیدار پھر دیکھینگے ہم
غازی کو ہیں بینگے اگر بھی دو شاہ امم
در کیطرف تکتی رہو جب تک غش عمر کی آ گئی
ہم تم گلے سے دوڑ کر عباس کا انگت جائیگی

**۳۷**

تھا تشنگی سے منہ سے ٹھوٹسر پیٹا اس کا پسر
کہتا تھا بابا مر گیا بیکس ہوئے ہم بے پدر
اب کیا کریں کس سے کہیں بیٹھیں کہاں جائیں کدھر
درد یتیمی دل میں ہے بیٹھے ہوئے ہیں خاک پر
بیمو نفس وہ بیکسیں ہوئے گھر دور وادی دور ہے
اب ٹھوکریں کھاوینگے ہم اماں یہی مقدور ہے

۱م

آیا نظر شبیر کو تنہا وہ بچہ نیم جاں
زیر علم سر پیٹتا زلفیں کھلیں آنسو رواں
ٹکڑے گریباں کا کھلا کرتا پھٹا کرتا فغاں
بتلاؤ تم مجکو عمو ہائے ہے مری آقا کہاں

میں کیا کروں کس سے کہوں بابا کو پاؤں کس طرح
ڈھونڈوں کہاں جاؤں کہاں آقا کو پاؤں کس طرح

۲م

نعرہ کیا شبیر نے کھائی پچھاڑیں خاک پر
صدمہ ہوا غش آگیا سینہ کو پیٹا اس قدر
زینب نے گودی میں لیا اپنے ہی بیکس کا سر
کلثوم نے سہلائی تلوی ہوا ٹکڑے جگر

بانو نے چلا کر کہا اہل عزا خاموش ہو
غش آگیا ہے شاہ کو لوگو ذرا خاموش ہو

۳م

جب آنکھ کھولی شاہ نے زینب نے منہ پر کی نظر
بیکر بلا میں وہ بہن بولی کہ شاہ بحر و بر
تم صابروں کے شاہ ہو ذرا کے ہو سخت جگر
دیکھو سمجھو بھائی جاں بیتاب ہونا اسقدر

رونے اگر تم اسطرح پھر ہم تو سب مر جائینگے
مرنا تو تھا عباس کو رونے سے کیا پھر آئینگے

۴م

بس اے ذبیح بینوا خالق سے کر تو یہ دعا
یارب بحق مصطفےٰ یارب بحق مرتضیٰ
یارب بحق فاطمہ یارب بحق مجتبیٰ
یارب بحق عزت و شان امیر کربلا

مداح آل مصطفےٰ دنیا میں میں مسطور ہوں
اس نام سے مشہور ہوں مشہور ہوں مشہور ہوں

# مرثیہ

## نمبر ۹

مطلع

# جب جنگ میں اکبرؑ نے سناں ظلم کی کھائی

۳۸ بند

از تصنیف جناب سعادت صاحب اعلی اللہ مقامہ

در حال شہادت جناب علی اکبرؑ

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

۱

جب جنگ میں اکبرؑ نے سناں ظلم کی کھائی
سینے میں لگی پشت سے باہر نکل آئی
گھوڑے سے گرا باپ کو آواز سنائی
بابا مجھے ظالم نے محمدؐ کی دوہائی

عازم ہوں سوئے باغِ جناں آئیے بابا
مشتاق ہوں صورت مجھے دکھلائیے بابا

۲

اب جاتا ہے دنیا سے پسر اے پدر آؤ
یاں کوچ کی جلدی ہے نہ واں دیر لگاؤ
بند آنکھیں ہوئی جاتی ہیں دیدار دکھاؤ
گھوڑے سے گرا ہوں بس مجھے آکے اٹھاؤ

گھوڑوں کے سموں سے مری لاشے کو بچا لو
دم توڑتا ہوں خاک پہ چھاتی سے لگا لو

۳

آنے میں جو کی دیر تو اکبر نہ رہے گا
زندہ تمہیں ہمشکل پیمبرؐ نہ رہے گا
بیچین بہت ہوگے جو دلبر نہ رہے گا
خنجر لئے دشمن ہیں کوئی دم نہ رہے گا

کٹ جائیگا سر جسم کے ہو جائینگے ٹکڑے
تا بت تن بے سر کو نہ ہاتھ آئینگے ٹکڑے

۴

چلائے جو اس طرح وہاں اکبرؑ جانباز
ناگاہ گئی کان میں سرور کے یہ آواز
پہلے تو گرے خاک پہ سلطان سرافراز
پھر تھام کے دل بولا یہ وہ صاحب اعجاز

اٹھنا تو ہوا دشوار کہ بیٹے کا الم ہے
اس حال میں پہنچوں نہ پسر تک تو ستم ہے

۵

یہ کہہ کے اُٹھے خاک سے با دیدۂ پُرنم
جا ڈیوڑھی پہ بانو کو پکارے شہِ عالم
اکبر کی خبر بھی ہے کچھ اے بانوئے پُرغم
میدان سے یوں مجھ کو صدا آتی ہے پیہم

جلد آ کے خبر لو کہ مرے جی پہ بنی ہے
اے بابا مرے سینہ میں نیزہ کی انی ہے

۶

جاتا ہوں میں بیٹے سے تو رہیو خبردار
لاتا ہوں ترے لال کو ہو غش سے تو ہشیار
چیخو نہ ابھی نالہ نہ سر پیٹو زنہار
بے صبر نہ ہونا ہے قابو میں دلِ زار

کلثوم کو زینب کو تو پاس اپنے بٹھا رکھ
اور خیمہ میں اک اُجلی سی مسند تو بچھا رکھ

۷

بانو ہے بڑا صاحبِ عزت علی اکبر
ڈر ہے مجھے ہو جائے نہ تجھ سے بھی مکدّر
پھر تجھ سے میں اس بات کو کہتا ہوں مکرر
رونے کی صدا تیری نہ سن پائے وہ دلبر

آواز تری رنج میں جو سن پائیگا اکبر
مر جائیگا خیمہ میں نہیں آئیگا اکبر

۸

ہاتھ سے گرا جو سر دوش پہ چلّا کے ستایا
بانو نے سرِ خاک سے سر اپنا اُٹھایا
خونابِ جگر آنکھوں سے بیکس نے بہایا
اور زینبِ غمدیدہ کو پاس اپنے بلایا

کیا کہتی ہو شہ کیا مرے دلبر کی خبر ہے
کہنے لگی زینب تمہیں اکبر کی خبر ہے

**۹**

سنتی تھی میں غش میں ابھی کچھ کہتے تھے مردود
اتنا تو میں سمجھی کہ تھا ذکر علی اکبرؑ
تاکید سی کرتے تھے نہ بچے سبطِ پیمبرؑ
آواز تری رن میں نہ سن پائی وہ دلبر

بو صبر نہ ہو نالہ نہ کر پیٹ نہ سر کو
میں لاتا ہوں ان سے تری جانباز پسر کو

**۱۰**

کچھ مطلب تقریر کو سمجھی نہیں عاشا
اس وقت بھلا کیا مری رونیکا محل تھا
کیوں غیرتِ اکبرؑ کا کیا تذکرہ اس جا
کیوں روتی ہو وہ مجھ سے خفا کس لئے ہوتا

تقریر نہ سمجھی میں شہ جن و بشر کی
میں تو تڑپ ہی کرتی تھی دعا فتح پسر کی

**۱۱**

تھی غش میں نہ تھا ہوش کچھ اپنے سر و پا کا
پر حال کسی پہ بیٹے میں برچھی کا سنا تھا
اس وقت سے اک درد سا چھاتی میں ہے پیدا
دل ہلتا ہے منہ کو چلا آتا ہے کلیجا

سید انسر کس لال کی لانے کو کہا تھا
کیوں آج علی سی مسند کو بچھانیکو کہا تھا

**۱۲**

کچھ میں نے سنی کچھ نہ سنی شاہ کی گفتار
تھا میرا عجب حال نہ خفتہ تھی نہ بیدار
تم نے جو سنا ہو تو مفصل کرو اظہار
آنکھوں سے بجا لاؤں میں حکم شہ ابرار

لیکن مجھے پہلے خبر اکبرؑ کی سنا دو
اک آگ کلیجہ میں بھڑکتی ہے بجھا دو

۱۳

زینب نے کہا بانو سے سچ کہتی ہو بھابھی
میں نے بھی صدا بھائی کی ڈیوڑھی سے سنی تھی
ہاں تھی یہی تقریر جو کچھ تم نے ادا کی
پر مطلب تقریر مفصل ہی نہ سمجھی
جنگ علی اکبر کی طرف دھیان تھا میرا
تکبیر وہ کہتا تھا ادھر کان تھا میرا

۱۴

یاں بانو و زینب میں تو یہ ذکر تھا ہوتا
آواز پسر پر چلے واں سید والا
جاتے ہوئے افواج ستم نے نہیں روکا
سرور نے کہا تم نے کہو کیا ہے ارادہ
اسوقت نہ روکو کہ قلق ہے مرے جی پر
جاتا ہوں مجھے لاشۂ ہمشکل نبی پر

۱۵

برچھی ہے لگی اسکے وہ گھوڑے سے گرا ہے
اس حال میں اکبر نے طلب مجھکو کیا ہے
تاخیر کرو دل میں یہ نہیں مجکو روا ہے
تم جانے دو گر مجکو یہ احسان بڑا ہے
تم روکتی ہو مجکو اسی بات کا غم ہے
زندہ نہ ملا باپ کو بیٹا تو ستم ہے

۱۶

شبیر یہ کہتے تھے بڑھے آتے تھے اعدا
ناچار ہو جب تیغ یداللہ کو کھینچا
ہر چند وہ لاکھوں تھے شہ دیں تن تنہا
پر شیر سا اس گلۂ روباہ پہ آیا
تھا جمع جو لشکر وہ پریشاں نظر آیا
تلوار چمکنے لگی میداں نظر آیا

**۲۰**

بیتابی دل سے نہ انہیں گھوڑے سے گرایا
بالین پسر آکے یہ رو رو کے سنایا
اکبر مجھے کس واسطے تھا تم نے بلایا
بس کھول دیں آنکھیں علی اکبر پدر آیا
جو باتیں کرو باپ کو آواز سنا لو
اے جان پدر آخری ارمان نکالو

**۱۹**

سرور نے جو تر خون میں دیکھا پسر اپنا
اور خاک پہ غلطاں نظر آیا گہر اپنا
آنکھوں سے بہایا وہیں خون جگر اپنا
منہ پیٹ لیا پیٹ لیا رو رو سر اپنا
طاقت نہ رہی بیٹھنے کی خانۂ زیں پر
اکبر کو تڑپتا ہوا دیکھا جو زمیں پر

**۱۸**

اک دیر تلک دشت میں دوڑے شہ والا
آخر علی اکبر کو وہیں ڈھونڈ نکالا
دیکھا تو ہے دم توڑ رہا نازوں کا پالا
آیا نظر اس شکل سے وہ گیسوؤں والا
خون فاطمہ کے لال کا چہرہ پہ ملے تھی
زانوئے محمد سر اکبر کے تلے تھی

**۱۷**

چمکی سر میداں جو وہ شمشیر شرربار
اس برق سے ڈر ڈر کے ہوا ہو گئے اشرار
قائم جو ہوا جنگ میں وہ ہو گیا فی النار
بھاگے جو عدو کھل گئی راہ شہ ابرار
جس وقت کہ وہ فوج سر راہ سے نکلی
جنگل میں لگے ڈھونڈنے لاش اپنے پسر کی

**٢١**

ہاں بالش راحت سے ذرا سر تو اُٹھاؤ
ہے زخم کہاں سینۂ مجروح دکھاؤ
منظور جو کہنا ہو میں حاضر ہوں سناؤ
بانو سے ملاؤں چلو گود میں آؤ

ہونٹوں پہ زباں پھیرتی ہو پیاس کے صدقے
ہاں بس چلو پانی سے اس پیاس کے صدقے

**٢٢**

جب کان میں اکبر کے پڑی شاہ کی آواز
دیکھا رُخ شہ کھول کے نرگس پرناز
آہستہ یہ کی عرض کہ اے صاحب اعجاز
اسوقت کیا آپ نے فدوی کو سرافراز

بند آنکھیں تھیں پر آپ ہی کا دھیان تھا مجکو
حضرت کے قدم دیکھوں یہ ارمان تھا مجکو

**٢٣**

صد شکر کہ دیدار میسر ہوا یا شاہ
اب خاتمہ بالخیر مرا ہو گیا واللہ
ڈرتا تھا کہ سر کاٹ نہ لیجائیں یہ بدخواہ
تکتا تھا بڑی دیر سے میں آپ کی یاں راہ

کہتا تھا کہ یا رب مرا ارمان نکل جائے
سر پا کے قدموں پہ ہو اور جان نکل جائے

**٢٤**

مقبول ہوئی میری دُعا فضل خدا سے
اُمید بر آئی مری حضرت کی دُعا سے
نزدیک ہے اب کوچ مرا دار فنا سے
اب روح کو راحت سی ہے جنت کی ہوا سے

اب جان مری جسم میں گھبراتی ہے بابا
کچھ نیند سی آنکھوں میں چلی آتی ہے بابا

**۲۵**

یہ کہہ کے پھر اکبرؑ نے یہ کی عرض بصد غم
اک دم کے ہیں مہمان ہم اے سیّد عالم
خیمہ میں کسی طرح ہمیں لے چلو اس دم
اماں سے بھی مل لیں کہ ابھی سینہ میں ہے دم
کر لیں کوئی دم آپ کی خواہر کی زیارت
رہ جائے نہ مرتے ہوئے مادر کی زیارت

**۲۶**

حضرت نے سنا جب کہ ہے آخری تقریر پسر کو
دامن سے کیا پاک ہر اک دیدۂ تر کو
گھوڑے پہ لیا اکبرؑ مجروح جگر کو
خیمہ کو چلے روتے ہوئے پیٹتے سر کو
پہنچے در خیمہ پہ تو رو رو کے ندا کی
لے بانوؑ یہ لاش آئی ترے ماہ لقا کی

**۲۷**

بانو ترے اس گیسوؤں والے کو میں لایا
کھول آنکھیں ترے گھر کے اجالے کو میں لایا
میدان سے ترے نازوں کے پالے کو میں لایا
ہوں کیسے ستم بانو ترے لالے کو میں لایا
آ آخری کر لے علی اکبرؑ کی زیارت
اب ہوگی نہ تا حشر پیمبرؐ کی زیارت

**۲۸**

بانو نے سنی سبط محمدؐ کی جو گفتار
دوڑی در خیمہ کی طرف با دل افگار
گر گر پڑی دروازہ تک آنے میں کئی بار
دیکھا تو کھڑے روتے ہیں واں سیّد ابرار
اکبرؑ کا لہو زین سے گھوڑے کی رواں ہے
اور ہاتھ میں شبیرؑ کے گھوڑے کی عناں ہے

## ۲۹

بانوؑ کے جو تھی زینبؑ دل سوختہ ہمراہ
فرمانے لگی اس سے یہ فرزندِ ید اللہؑ
بانوؑ کو ذرا تھام لو اے خواہرِ ذیجاہ
اکبرؑ کو جو دیکھے گی تو غش آئیگا واللہ
چہرہ ہی بھرا اکبرؑ مہرو کا لہو سے
چادر کو اٹھاتا ہوں میں اسکی سر و رو سے

## ۳۰

یہ سنتے ہی زینبؑ نے تو بانوؑ کو سنبھالا
پھیلا کے ادھر ہاتھ پھر اسے سیدؑ والا
اکبرؑ کو لیا گھوڑے سے اور کاندھے پہ ڈالا
زخمِ علی اکبرؑ سے بہا خون کا نالا
شہؑ رونے لگے لاش پسر خیمہ میں لا کے
غش ہو گئی فرزند کو مسند پہ لٹا کے

## ۳۱

شبیرؑ نے مسند پہ جو وہ لاش لٹائی
بانوؑ کو کچھ آنکھوں سے نہ دیتا تھا دکھائی
زینبؑ اسے ہاتھوں پہ سنبھالے ہوئے آئی
فرمانے لگے اس سے شہِ کرب و بلائی
فرزند جواں مجھ سے چھٹا جاتا ہے بانو
پردیس میں گھر تیرا لٹا جاتا ہے بانو

## ۳۲

مقتل سے ترے ملنے کو آیا ہے یہ دلدار
اے بانوؑ یہ ہے آخری اس لال کا دیدار
چھاتی سے لگا گود میں لے کر اسے پیار
مجروحِ سناں سینہ پہ دکھ جائے نہ زنہار
اکبرؑ تجھے دیدار ہے دکھلانے کو آیا
اور دودھ بھی تجھ ماں سے بخشانیکو آیا

**۳۳**

شہ نے جو یہ تقریر کی با گریہ و زاری
بانو علی اکبر کے سرہانے یہ پکاری
بولو مری جانی مری دلدار میں واری
حاضر ہے کھڑی سامنے یہ دائی تمہاری
سوتے ہو ذرا آنکھیں تو کھولو علی اکبر
تو بخشدیا دودھ بھی بولو علی اکبر

**۳۴**

اکبر کے پڑی کان میں مادر کی جو آواز
اکبار گئی ان نرگسی آنکھوں کو کیا باز
آہستہ کہا بانو سے اے مادر ممتاز
ہے طائر روح اپنا یہاں مائل پرواز
مرتے ہوئے ارمان مرے دل کا نکالو
اماں مجھے اسوقت کلیجے سے لگالو

**۳۵**

بانو نے وہیں کھول کے آغوش تمنّا
اس اپنے کلیجے کو کلیجے سے لگایا
اور خوں بھری پیشانی و رخسار کو چوما
تب سینۂ مادر سے وہ مجروح بھی لپٹا
اس حال میں دنیا سے سفر کر گئے اکبر
مادر کے کلیجے سے لگے مر گئے اکبر

**۳۶**

مردے سے تھی لپٹی ہوئی بانو جگر افگار
لپٹائے ہوئے چھاتی اُسے کر رہی تھی پیار
گہ چومتی تھی چاند سا ماتھا کبھی رخسار
معلوم نہ تھا یہ کہ سفر کر گیا دلدار
ہاتھ اسکے پڑے تھے علی اکبر کے گلے میں
بانہیں علی اکبر کی تھیں مادر کے گلے میں

ق

ڈکا گھاٹ جہلم تو جا بس بورے
گذر ہو کیسے اب ہمارے مشکل ہمارا
کمر سے جو شمشیر کھینچی تو پھر ہے
یہ دریا ہمارا یہ ساحل ہمارا

کہا شہؑ نے زخمی ہوئے شاید اکبرؑ
تڑپتا ہے سینہ میں اب دل ہمارا

## سلام

غم شہؑ میں مصروف ہے دل ہمارا
سلامی وسیلہ ہے کامل ہمارا
ثنا خواں ہوں اس کا جو نور خدا ہے
سخن کیوں نہ ہو شمع محفل ہمارا

کہا شہؑ نے کوفہ کو جاتا ہوں میں
مگر واں ہر ایک ایک قاتل ہمارا

## ۳۸

زینبؑ نے جو بانوؑ کو یہ احوال سنایا
رو رو کے پسر مردہ کے لاشہ سے چھوڑایا
بے ہوش ہوئی خاک پہ پھر غش اسے آیا
شبیرؑ نے اس لاش کو خیمہ سے اٹھایا

سعا
بس روک دے تو قلم نوحہ رقم کو
تحریر کی اب تاب نہیں دست و قلم کو

## ۳۷

زینبؑ نے جو دیکھا کہ گیا خلد کو اکبرؑ
منہ پیٹ لیا ہاتھوں سے اور کھول دیا سر
بانوؑ کا ہلا شانہ یہ کہنے لگی رو کر
بس چھوڑ دی اس لعل کو اے بانوؑ مضطر

یہ مر گیا اس لال سے تو چھٹ گئی بانوؑ
اب ہوش میں آ کو کہ تری لٹ گئی بانوؑ

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۳ کہا ہندہ سے رو کے بنت علی نے<br>نہیں منہ دکھانے کے قابل ہمارا<br>کہا شہ نے عباس جب کام آئے<br>ہوا زور بس آج زائل ہمارا | ۱۱ کہا شہ نے کس کس کے صدمے اٹھائے<br>کہیں دل غم سو اور ایک دل ہمارا<br>جہاں تھک کے گرتے تھے کہتے تھے اکبر<br>زمیں سے اب اٹھنا ہے مشکل ہمارا | ۹ صدا شمر کو مصطفیٰ کی یہ آئی<br>ستمگر تہ تیغ ہے دل ہمارا<br>نہ کر ذبح زہرا کے لخت جگر کو<br>ہوا اس لہو میں ہے شامل ہمارا | ۱۰ کہا شہ نے زینب سے ہٹ جانا اس دم<br>گلا کاٹے جس وقت قاتل ہمارا<br>سنی جب کہ تکبیر چلائی زینب<br>بس اب بھائی ہوتا ہے بسمل ہمارا |
| ۱۵ کہا شہ نے ہم جانشین نبی ہیں<br>نہیں یاں کوئی اب مقابل ہمارا | ۱۶ کہا شاہ دیں نے یہ زینب سے جا کر<br>ہوا شہر جنت میں داخل ہمارا | ۱۷ ہمیں مرتے مرتے یہ کی ہے وصیت<br>کہ مدفن ہو نزدیک ساحل ہمارا | ۱۸ بلا بھیجو مونس کو روضہ پہ حضرت<br>نہیں لگتا اب ہند میں دل ہمارا |

# مرثیہ

## نمبر ۱۰

## مطلع

# جس دم شہِ مظلوم گرے گھوڑے سے رن میں

## بند ۸۰

## من تصنیف جناب دلگیر صاحب اعلی اللہ مقامہٗ

در حال شہادت جناب عبداللہ فرزند امام حسنؑ

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

**۱**

جس دم شہِ مظلوم گرے گھوڑے سے رن میں
اور حد سے فزوں زخم لگے شاہ کے تن میں
ہرچند کہ طاقت حرکت تھی نہ بدن میں
ہلتی تھی زباں بھی پئے تکبیر دہن میں
کیا عشقِ خدا تھا خلفِ شاہِ نجف کو
اس حال میں بھی منہ کیا قبلہ کی طرف کو

**۲**

جس وقت تلک جیتے رہا سیّدِ عالم
تکبیر کی آواز حرم سنتے تھے پیہم
فرزندِ علیؑ پر جو ہوا ضعف کا عالم
سب اہلِ حرم آئے درِ خیمہ پہ سرسم
چلّائی یہ زینب نظر آتی نہیں بھائی
تکبیر کی آواز سناتے نہیں بھائی

**۳**

اے لوگو یہ میدان میں انبوہ ہے کیسا
گھوڑے سے جدا ہو گئے کیا سیّدِ والا
جب تک مرا بھائی رہا میدان میں لڑتا
دو چار ستمگر نہ کھڑے رہتے تھے اِکجا
غالب جو ہوا اس اب نہیں ہے لشکرِ کیں کو
شبیرؑ مقرر گرے گھوڑے سے زمیں پر

**۴**

پھر فضّہ سے کہنے لگی تو جا کے نظر کر
کیوں جمع کھڑا ہے یہ ستمگاروں کا لشکر
بانو سے لگی کہنے یہ پھر زینبِ مضطر
گر تم کہو میں جاؤں چلی اوڑھ کے چادر
گر آئیں بلا ڈر سے بلا لاؤں میں شہ کو
آنکھوں سے پھر اک مرتبہ دیکھ آؤں میں شہ کو

ب ٥

روکر کہا بانوؑ نے کہ اے شاہؑ کی خواہر
کیا یاد نہیں ہے تمہیں فرمودۂ سرورؑ
فرما گیا ہے تم سے تمہارا وہ برادر
جیتے رہے مت ہو جو تم پردہ سے باہر
میدان میں تمہیں دیکھ اگر پائینگے شبیرؑ
یہ جان تو جیتے ہوئے مر جائینگے شبیرؑ

ب ٦

یہ سُنکے نکل تو نہ سکی زینبؑ ناچار
اتنے میں جو آگے سے ہٹا لشکر کفار
کیا دیکھتی ہے شاہؑ کی وہ خواہر غمخوار
بند آنکھیں ہیں اور بیٹھے ہیں زخمی شہ ابرار
دشمن کوئی تو خنجر لئے بے پیر کھڑا ہے
اور بائیں طرف تازی شبیرؑ کھڑا ہے

ب ٧

زینبؑ کو نظر آئی جو یہ حالت شبیرؑ
غش ہو کے گری خاک پہ وہ شاہؑ کی ہمشیر
جب ہوش میں آئی تو یہ کرنے لگی تقریر
کیوں لوگو ابھی جیتے ہیں یا ہیں شہ دلگیر
اسدم مجھے آواز بھی بھائی نہیں دیتا
کچھ مجھکو بھی آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا

ب ٨

رو رو کے ابھی کہتی تھی یہ زینبؑ مضطر
اور روتے تھے سب اہل حرم کھولے ہوئے سر
تھا خیمہ میں اک سیدؑ مسموم کا دلبر
لکھا ہے کہ عینی تھا وہ قاسمؑ کا برادر
بن دیکھے کبھی اُسکے نہیں جیتی تھی مادر
اور پیار سے عبداللہ اُسے کہتی تھی مادر

۹

اس سنے در خیمہ سے جو شبیرؑ کو دیکھا
ہا کہنے لگا ان سے یہ چچا تو نہیں میرا
گو دور سے اب صاف دکھائی نہیں دیتا
واللہ کہ سب میری چچا کا ہی نقشا
گر میرے چچا جان ہیں تو مجھ کو خبر کر
کیوں بیٹھے وہاں خاک پہ گھوڑے سے اتر کر

۱۰

ہمشیرۂ مظلوم سے تب اسکا یہ کہنے لگی مادر
واری ہے وہی تیرا چچا سبط پیمبرؐ
تیغ و تبر و تیر سے زخمی ہے سراسر
اک دم میں یقیں ہے کہ پھرے حلق پہ خنجر
اب ہوتا ہے بیجاں شہ معصوم کا بھائی
کس مرتبہ مظلوم ہے مظلوم کا بھائی

۱۱

جسوقت کہ ماں نے کہا اس سے بصد یاس
وہ لڑکا پکارا کہ میں جاتا ہوں چچا پاس
ماں نے کہا اے لعل نہ مجھے رنج دو بس
چلتے ہیں وہاں تیر مجھے آتا ہے وسواس
وہ بولا کہ ذی فہم ہو تم فضل خدا سے
اسوقت میں نیارا نکرو مجھکو چچا سے

۱۲

جب اسنے کہا ماں کی یہ چھاتی سے لپٹ کر
خاموش ہوئی کچھ سوچ کے تب رہ گئی مادر
جس وقت کہ وہ جانے لگا خیمہ سے باہر
بھابی سے یہ تب کہنے لگی زینبؑ مضطر
کیوں چھوڑتی ہو ہاتھ یہ کیا کرتی ہو بھابی
اسوقت میں بیٹی کو جدا کرتی ہو بھابی

۱۳

یوں زوجۂ شبیرؑ نے کہا ماندسی رو رو
اب ہاتھ سے سر رشتۂ انصاف کو مت دو
یہ عاشق شبیرؑ ہے معلوم ہے سب کو
جانے دو چچا پاس نہ اس لال کو روکو
قاسمؑ تو رہے واں لاشۂ اکبرؑ کی برابر
ہم اسکو سُلا رکھیں گے اصغرؑ کی برابر

۱۴

زینبؑ سے وہ بیکس یہ ابھی کرتی تھی تقریر
وہ طفل دیا پہنچا قریب شہ دلگیر
تھے بند کئے آنکھوں کو غش میں وہاں شبیرؑ
اور خون سے آلودہ تھی وہ چاند سی تصویر
کہنے لگا چلا کے وہ نادان ہم آئے
بس کھولدو آنکھوں کو چچا جان ہم آئے

۱۵

ہر چند کہ تھی آنکھ نہ کھلتی شہ دیں کی
پہنچی جو صدا کان میں اس ماہ جبیں کی
غش سے شہ مظلوم نے وا چشم حق بیں کی
تقریر بھتیجے سے باآواز حزیں کی
کیوں خیمہ سے یہ جان کڑہانے مجھے آئے
معلوم ہوا داغ دکھانے مجھے آئے

۱۶

کیوں چھوڑ کے تم سب کو یہاں آئے مری جان
تم خیمہ کو پھر جاؤ چچا تم پہ ہو قربان
کیوں خیمے سے باہر نکل آئے نہیں نادان
اتنوں میں ہمارا نہ کسیکو بھی رہا دھیان
خیمہ سے نکلتے ہوئے دیکھا نہ کسی نے
روکا تمھیں ہیجان نہ ماں نے نہ پھپھی نے

**۱۷**

جا کر یہ کہو میرا پیام اپنی پھوپی سے
تم پیار سکینہؑ کو کیا کیجیو جی سے
اور چپکے سے کہدیجیو یہ اپنی بہجی سے
مت کیجیو شکوہ ستم فوج شقی سے
اور والدہ سے اپنی یہ کہیو مری پیارے
شبیرؑ بھی اب خدمت شبرؑ میں سدھارے

**۱۸**

کہنے لگا وہ طفل یہ سنکر کہ چچا جان
اب ماں کا تصور نہ پھپھی کا ہے نہ مجھے دھیان
پھر جانیکو فرماؤ نہ تم پہ ہو میں قربان
کس طرح سے فرزند حسنؑ چھوڑ دے میدان
کمسن ہوں کرونگا میں مگر کام بڑوں کا
میں چھوٹا ہوں لیکن ہے چچا نام بڑوں کا

**۱۹**

جسوقت یہ تقریر کی اس ماہ لقا نے
سر کر دیا پنجے کو شہ ہر دو سرا نے
جب دیکھا یہ اسنے کہ کہا کچھ نہ چچا نے
پاس آکے لگا شہ کو وہ رومال ہلانے
تھا خون سے آلودہ جو چہرہ شہؑ دیں کا
ہاتھوں سے لگا پونچھنے خوں شہ کی جبیں کا

**۲۰**

شبیرؑ نے دیکھا جو بھتیجے کا یہ کچھ پیار
دیکھ اسکی طرف رونے لگے سید ابرار
اور اس سے یہ فرمایا کہ اے بھائی کے دلدار
اسوقت تمہارا ہے چچا بیکس و ناچار
ہاتھ اٹھتے نہیں گود میں جو تمکو اٹھا لوں
مجبور ہوں کیونکہ تمہیں چھاتی سے لگا لوں

**۲۱**

رو رو کے یہ فرما چکے جب سبطِ پیمبرؐ
رونے لگا وہ شاہ کی چھاتی سے لپٹ کر
تلوار لئے اتنے میں ایک آیا ستمگر
اور آ کے کھڑا وہ ہوا حضرت کی برابر
آیا جو لعیں تیغ لئے شاہِ زمن پر
سب بال کھڑے ہو گئے بچےؑ کے بدن پر

**۲۲**

اکبار وہ بلکر یہ لگا پوچھنے نادان
کیا آپکو تلوار یہ ماریگا چچا جان
شبیرؑ نے فرمایا چچا تم پہ ہو قربان
اے جان حسنؑ یہ ہے تری موت کا سامان
اب سیر کو جنت کا تمہیں باغ ملیگا
شبیرؑ کے سینہ کو ترا داغ ملے گا

**۲۳**

اتنے میں ستمگر نے کیا شاہ پر اک وار
اس طفل نے اک ہاتھ پہ وہ روکی تلوار
چھوٹا سا جو ہاتھ اسکا قلم ہو گیا اکبار
وہ بولا کہ یا حضرتِ عباسؑ علمدار
ہٹ لگ گئی اسوقت یہ اس ماہ لقا کو
یارو مجھے مارو نکرو قتل چچا کو

**۲۴**

اک ہاتھ پڑا لوٹتا تھا خاک کے اوپر
اک ہاتھ سے پر تھامے تھا وہ گردنِ سرورؑ
باز آیا نہ پر وار لگانے سے ستمگر
وہ دوسرا بھی ہاتھ گرا بچےؑ کا کٹ کر
دو خون کے دریا جو چلے ہاتھوں سے بہہ کے
وہ طفل تڑپکر گرا آغوش میں شہ کے

۲۸

فضہ نے کہا جا کے کہ اے سرورِ عالم
تم سے بڑی بھاوج نے یہ کی عرض بصد غم
گر آپ کا سر کاٹیں نہ یہ فرقۂ ظالم
واللہ کہ فرزند کا کچھ مجکو نہیں غم
بر آتی تمنا ہے کہ اس لال کو دیکھوں
نزدیک سے اس صاحبِ اقبال کو دیکھوں

۲۷

پھر فضہ سے کہنے لگی وہ بیکس و ناچار
اے فضہ تو جا جلد قریب شہ ابرار
کر عرض مری سمت سے اے دین کے سردار
صبر آتا نہیں بچے سے دور کے زنہار
چھاتی سے لگاؤں میں جگر بند کا لاشہ
گر بھیجیں شہا میرے فرزند کا لاشہ

۲۶

سب بی بیوں نے سنے یہ درد بھری کیا بیان
آخر ہوا شبیر کی گودی میں وہ نادان
زینب بڑی بھاوج سے یہ کہنے لگی اس آن
لو دوسرا بیٹا بھی ہوا شاہ پہ قربان
عباس تو تھا جعفرِ طیار کا ثانی
اور یہ ہوا عباس علمدار کا ثانی

۲۵

فرزند حسن سرد تڑپ کر ہوا جس دم
سر پیٹ کے چلانے لگے سرورِ عالم
فرماتے تھے رو رو کے یہی شاہ بصد غم
رتبہ میں یہ عباس دلاور سے نہیں کم
رکھدیتے تھے پھر آنکھ اٹھا لیتے تھے شبیر
آنکھوں سے کبھی ہاتھ لگا لیتے تھے شبیر

**۲۹**

ہے آگ کلیجہ کی بُری اسے شہؑ والا
کس محنتوں سے میں نے یہ فرزند تھا پالا
ہر چند بہت میں نے ہے اس دل کو سنبھالا
بے ساختہ پر منہ سے نکلتا ہے نالا
صدقے یہ ہوا تم پہ عجب جائے خوشی ہے
پر روئیں نہ کسطرح کہ ماں ہی تو جی ہے

**۳۰**

بھاوج کا سُنا سبطِ نبیؐ نے جو پیغام
شبیرؑ نے ہاتھوں سے جگر اپنا لیا تھام
کہنے لگے شہؑ قتل ہو جب ایسا گل اندام
تحقیق ہے کس طرح سے پھر ماں کو ہو آرام
دشمن کا بھی فرزند نہ غائب ہو نظر سے
اس داغ کو پوچھے کوئی بانوؑ کے جگر سے

**۳۱**

فضہ تری بھاوج سے یہ کہہ جا کے تو اس آن
فرزند ترا راہِ خدا میں ہوا قربان
ہاں گو یہ دُعا مشکل شبیرؑ ہو آسان
کوئی نہیں اس لاش پہ مت کیجیو ارمان
پانی ترے بیٹے کیلئے لاتی ہے زہراؑ
پوتے کیلئے رونے کو یاں آئی ہے زہراؑ

**۳۲**

ظاہر میں تو یہ لاش ہے گودی میں ہماری
زہراؑ اسے گودی لئے کرتی ہے زاری
ہر مرتبہ ہوتی ہے وہ اس لاش کے واری
رو رو کے بیاں کرتی ہے وہ درد کی ماری
اکبر بن حسنؑ میں تری تقدیر کے صدقے
تو ہو گیا واری مرے شبیرؑ کے صدقے

۳۳

فضہ نے سنی جب خبر آمد زہرا
مقتل کی طرف سر کو جھکا کر کیا مجرا
کی عرض خوزادی کی مصیبت ہیں کہوں کیا
بیٹوں کے الم میں ہے گرفتار وہ دکھیا

اب اور گرفتار بلا ہوتی ہے زینب
شبیر سے بھائی جدا ہوتی ہے زینب

۳۴

یہ کہتی ہوئی فضہ گئی خیمے کے در پر
رو رو کے لگی کہنے کہ اے زوجہ شبر
کیا نام خدا اپ نصیبا ہوا یاور
بیٹے کو تری روتی ہے شبیر کی مادر

ہیں کٹ گئے جو ہاتھ ترے رشک قمر کے
ان ہاتھوں کو روتی ہے بتول آنکھوں میں بھر کے

۳۵

فضہ کی سنی زوجہ شبر نے جو تقریر
یعنی کہ ہے مقتل میں کھڑی مادر شبیر
چلا کے لگی کہنے یہ وہ بیکس و دلگیر
صدقے ہوئی لونڈی غم اضاع ہوا شیر

شدت سے نصیب اب مری یاور ہوئی بی بی
دو نو مری فرزند دلاور ہوئی بی بی

۳۶

قاسم مرا میدان میں جس وقت کہ جا کر
دیکھی وہ لڑائی نہیں ہاں آپ نے آکر
یہ دوسرا جو مارا گیا ہاتھ کٹا کر
پیارا اسکو بھی صاحب نے کیا آنسو بہا کر

حسرت یہ نہ ملا صاحب اقبال کو میرے
لڑنے کی ہوس تھی اس لال کو میرے

## ۳۷

بیٹا ہو مبارک تمہیں لیجائیے ہمراہ
خدمت میں رہے یہ بھی خوشی ہے مجھے واللہ
پر عرض ہے اتنی کہ بہت پیار رہے ماہ
واں یہ بھی رہے ہو دو جہاں قائم نوشاہ

دو لعل ہاندوہ تمام آپ کو سونپے
لونڈی نو یہ دونوں ہیں غلام آپکو سونپے

## ۳۸

فرزند کا بیجھ کرکے تصور یہ پکاری
یہ والدہ قربان ہو ہمت پہ تمہاری
کیا خوب محبت تھی چچا سو نہیں واری
خوشنود ہوا تم سے بہت خالق باری

کیوں میں نہ چلی آئی وہاں ساتھ تمہارے
آنکھوں سے لگائے نہ گئے ہاتھ تمہارے

## ۳۹

گرمیں یہ سمجھتی جاتے تجھے ماریں گے ستمگر
تو پیچھے ترے رن میں چلی آتی یہ مادر
جس وقت کے کٹتے ترے ہاتھ اے میرے دلبر
کرتی میں تجھے پیار کلیجہ سے لگا کر

چھاتی سے نہ گو آنکے مادر نے لگایا
پرچھی گلے بنت پیمبر نے لگایا

## ۴۰

یہ بین ابھی کرتی تھی وہ بیکس و مضطر
جو گردن سرور پہ وہاں چل گیا خنجر
اور لوٹنے خیمہ کو وہ سب آئے بد اختر
دیگر بس اب زاری زینب نہ بیاں کر

کر شہ سو دعا مجھکو مصیبت سے نکالو
دیگر کو جلد ہی درد و لت سے نکالو

## سلام

اے سلامی جو ستم شاہ زمن نے دیکھا
نہ نبی نے نہ علی نے نہ حسن نے دیکھا
شاہ وفا نے تھے جیسا کہ ستم مجھ پہ ہوا
للہ الحمد نہ یاران وطن نے دیکھا

گو کہ پیاسے تھے مگر چشم خریداری سے
آب دریا کو نہ اعدا و دوتن نے دیکھا
لاش شہ والا دکا خیمہ میں جو لائے شبیر
شرم سے آنکھ اٹھا کر نہ دولہن نے دیکھا

آگے فردوس سے مقتل میں گیا نام زنے
صدمہ بی بی آمنہ کا کیا تیری چمن نے دیکھا
دولہا قاسم کو بنایا تو کہا زینب نے
تجکو اس شان سے بھائی نہ حسن نے دیکھا

اربعین تک نہ کوئی لاش اٹھانے پایا
پیارے اسطرح نہ تجھے تیری دلہن نے دیکھا
شاہ کے پاس تھے خط کوفیوں کے بیس ہزار
ایک نامہ نہ کسی عہد شکن نے دیکھا

۹ زیر خنجر سنی زینب نے جو رونے کی صدا
منہ پھرا کر اسے سلطان زمن نے دیکھا

۱۰ شمر سے سبط نبی نے تہ خنجر پوچھا
ذبح ہوتے تو نہیں مجکو بہن نے دیکھا

۱۱ نہ دیکھا ہے کسی نے نہ کوئی دیکھے گا
ظلم جیسا کہ شہ تشنہ دہن نے دیکھا

۱۲ سارے مقصد تیرے ہوجائینگے پورے دلگیر
نگہ لطف سے گر شاہ زمن نے دیکھا

# مرثیہ

## نمبر ۱۱

مطلع

# جس دم یزید شام میں مسند نشیں ہوا

۴۴ بند

من تصنیف جناب میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہٗ

در حال شہادت جناب امام حسینؑ

باہتمام سیّد منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

| | |
|---|---|
| **۱م** جس دم یزید شام میں مسند نشیں ہوا<br>سب عالمِ روسیاہ کے زیرِ نگیں ہوا<br>شبیرؑ سے زیادہ اسے بغض و کیں ہوا<br>ایذائے اہلبیتؑ کا درپے لعیں ہوا | کہتا تھا سلطنت کا نہ ساماں درست ہے<br>سختی نہ اُنپہ ہو تو ریاست بھی سست ہے |
| **۲م** خط حاکمِ مدینہ کو لکھا بہ شد و مد<br>مضموں یہ تھا کہ ترکِ اطاعت کی ہے سند<br>بیعت مری حسینؑ سے لے تو بجد و کد<br>میں فوج بھیجتا ہوں کریگی تری مدد | بیعت کرے تو جلد ادھر بھیج دیجیو<br>راضی نہو تو کاٹ کے سر بھیج دیجیو |
| **۳م** پہنچا سے مدینہ میں جب نامۂ یزید<br>پڑھکر خطِ یزید کو دونا بنا پلید<br>دل میں کہا یہ ظلم تو ہے عقل سے بعید<br>میں فاطمہؑ کے لال کو کیونکر کروں شہید | دعوا ہی سلطنت نہیں ہے بے قصور ہے<br>ایسے کنارہ کش پہ ستم کیا ضرور ہے |
| **۴م** آخر کسی کو بھیجکے شہؑ کو کیا طلب<br>بھائی بھتیجے شاہؑ کے حاضر ہوئے سب کے سب<br>فرمایا اس سمے یہ کہ بے ڈھنگا وقتِ شب<br>معلوم ہے مجھے جو بلانے کا ہے سبب | سب جانتے ہیں بیعتِ فاسق حرام ہے<br>اسکی طلب نہیں یہ اجل کا پیام ہے |

۵

گھبرا گئے یہ سُنکے رفیق و عزیز و یار
قاسمؑ نے رکھ لی سامنے شمشیر آبدار
اکبرؑ نے بھی طلب کیا اسباب کارزار
آئے کمال غیظ میں عباسؑ نامدار
کہکر یہ بات حضرت شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے
حاکم کے گھر نہ جائینگے ہم بن لڑے ہوئے

۶

زینبؑ کے دونو بیٹوں کو اسدم ہوئی نہ تاب
جا کر حرم سرا میں کہا با صد اضطراب
حاکم کے گھر میں جاتے ہیں شاہ فلک جناب
اماں ہماری تیغ لا دو ہمیں شتاب
بگڑینگے گر تو خون کا دریا بہائینگے
کام آج گر نہ آئے تو کس کام آئینگے

۷

سُنکر سخن یہ ہو گیا زینبؑ کا رنگ زرد
آنسو بھر آئے آنکھوں میں اُٹھا جگر میں درد
بولی کلیجہ تھام کے اور آہ بھر کے سرد
کیا والیٔ مدینہ ہی آمادہ نبرد
ایسی علیؑ کے لعل سے تقصیر کیا ہوئی
کیا جرم کیا گناہ ہوا کیا خطا ہوئی

۸

ہے ملک سے غرض نہ اُسے اسکی چاہ ہے
قبضہ میں نہ خزانہ ہے نے اور سپاہ ہے
بھوکوں سے ربط ہے پیاسوں سے راہ ہے
جائے نشست قبر رسالتؐ پناہ ہے
ناحق یہ ظلم حق سے نہیں لوگ ڈرتے ہیں
جنگ اس سے جس غریب پہ فاقے گذرتے ہیں

**۹**

نانا ہی اس کے سر پہ نہ حیدرؑ ہی نہ حسنؑ
صدقے غریب بھائی کے ہو جائے یہ بہن
زندہ ہیں جب تلک وہ تو جیتے ہیں پنجتن
مرضی ہو دشمنوں کی تو ہم چھوڑ دیں وطن
گریاں ملیگا چین نہ زہراؑ کی جائی کو
جنگل میں جا رہیگی بہن لیکے بھائی کو

**۱۰**

زینبؑ یہ کہہ رہی تھی کہ آئے امامؑ دیں
منہ دیکھ شہؑ کا رونے لگی بادل حزیں
فرمایا شہؑ نے روتی ہو کیوں خوف کچھ نہیں
حاکم کے گھر میں جائیگا حیدرؑ کا جانشیں
وہ اور ہی جگہ تمہیں جس کا خیال ہے
یاں مجھ پہ ہاتھ اٹھائے کوئی کیا مجال ہے

**۱۱**

سمجھا چکے بہن کو جو حضرت بچشم تر
باندھی شہ نے نجف کے کمربند سے کمر
ڈالا عبائے پاک محمدؐ کو دوش پر
لے کے عصا نبیؐ کا چلے شاہ بحر و بر
یوں ساتھ تھے عزیز شہ کائنات کے
جیسے ستارے چرخ پہ ہوں گرد ماہ کے

**۱۲**

اس دم کمال حضرت زینبؑ تھیں بیقرار
بیت الشرف کی ڈیوڑھی پہ جاتی تھیں بار بار
عباسؑ کو بلا کے کہا اے وفا شعار
بھائی کو چھوڑیو نہ اکیلا بہن نثار
حاکم سے ہم سخن جو شہ خوش خصال ہوں
تم اک طرف ہو ایک طرف میرے لال ہوں

**۱۳**

یہ بات کہہ کے رونے لگی وہ جگر کباب
چالیس شخص لیکے چلے ابن بوتراب
جو دیکھتا تھا شانِ امامِ فلک جناب
کہتا تھا رات کو نکل آیا ہے آفتاب
رستہ میں سب کو حسنِ نبی کا ظہور تھا
افلاک تک زمیں کے ستاروں کا نور تھا

**۱۴**

حاکم کے در پہ پہنچے تو کہنے لگے امام
تم سب رہو یہیں کہ نہیں کچھ تمہارا کام
پر جب کروں پکار تو حاکم سے ہیں کلام
در آئیو بہ جبر کہ حاکم کا ہے مقام
گھبرائیو یوں ہو اتنا کہ ہیں بے قصور ہوں
نے تم ہو مجھسے ورنہ میں تمسے دور ہوں

**۱۵**

پاسِ ادب سے کہہ نہ سکے کچھ رفیق و یار
بولے یہ ہاتھ جوڑ کے عباسِ نامدار
دل کو غلام کے نہیں آتا یہاں قرار
سایہ کی طرح ساتھ نہ چھوڑیگا جاں نثار
شاید نہ پہنچے یاں تلک آوازہ دور کی
کفشیں لئے رہیگا یہ خادم حضور کی

**۱۶**

سمجھا کے بھائی کو گئے حاکم کے پاس شاہ
اسنے کہا معاویہ نے کی عدم کی راہ
پڑھئے خطِ یزید کو یا شاہِ دیں پناہ
پڑھ کر وہ خط امام نے کھینچی جگر سے آہ
فرمایا سر کٹے تو کٹے کچھ الم نہیں
وابستہ اپنی کھوئینگے عزت وہ ہم نہیں

**۱۷**

ہم ہیں ستون دین و نشان رہ یقیں
خالق نے اپنے راز کا ہم کو کیا امیں
واللہ ہم ہیں وارث سردار مرسلیں
روشن ہمارے نور امامت سے ہے زمیں
گردش سے ہم زمانہ کی مظلوم آج ہیں
فضل خدا سے عرش معلیٰ کے تاج ہیں

**۱۸**

بھیجا ہماری شان میں خالق نے ہل اتیٰ
کافی سند کو اسطے ہے لفظ قل کفیٰ
زیبا ہمارے تن پہ ہے تشریف انما
ہمکو کیا خدا نے ہے سردار لافتا
ہم سے زیادہ رتبہ ہے کس کا جہان میں
قرآں کا ثلث حصہ ہماری ہے شان میں

**۱۹**

ابن معاویہ ہے زناکار خیرہ سر
بے دین و بے یقین و بد آئین و بد گہر
میخوار و فتنہ ساز دل آزار اہل شر
نے دیں سے فیضیاب نہ ایماں سے بہرہ ور
ہر جا فجور و فسق کا جس کے فسانہ ہو
اس کا اسیر زیر دست امام زمانہ ہو

**۲۰**

یہ کہہ کے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ ذوالاحترام
قبر رسول پر اسی شب کو گئے امام
لپٹے ضریح پاک سے اور یہ کہی کلام
رخصت کرو حسین کو یا سید الانام
تربت میں لیکے جلد لگا لیجیے سینے سے
اعدا نکالے دیتے ہیں ہم کو مدینے سے

**۲۱**

حضرت کی قبر چھوٹی ہے مجھ سے نانا جاں
میں چھپ رہوں جہاں کہیں ایسا نہیں مکاں
آرام سے گھروں میں ہیں سب زیرِ آسماں
زیادہ ہے حسینؑ کو ملتی نہیں اماں
ناموس کو حضور کی کس جا بٹھاؤں میں
بچے ذرا ذرا سے کہاں لیکے جاؤں میں

**۲۲**

یہ جو کہا امامؑ نے آنسو بہا بہا
بس یک بیک مزارِ نبیؐ کا پھٹنے لگا
آئی ضریحِ پاک محمدؐ سے یہ صدا
ماں باپ تیرے تجھ پہ فدا اور میں فدا
تیرے الم سے خنجرِ غم مجھ پہ چلتے ہیں
جاتی ہو تم تو قبر سے ہم بھی نکلتے ہیں

**۲۳**

واں سے وداع ہو کے گئے ماں کی قبر پر
دیکھا کہ بیٹھی روتی ہیں زینبؑ برہنہ سر
کہتی ہیں اپنے لعل کی تم کو نہیں خبر
بھائی مرا مدینہ سے ہے عازمِ سفر
ملتی نہیں پناہ شہِؑ دیں پناہ کو
سب چاہتے ہیں قتل کریں بیگناہ کو

**۲۴**

زینبؑ کو روتے دیکھ کے روئے بہت امامؑ
رخصت کا ماں کی قبر پہ جھک کر کیا سلام
شب بھر تو روتے گھر میں رہے شاہِ خاص و عامؑ
وقتِ سحر وطن سے چلے سید الانام
رستہ میں شہر کے تو سواری کا شور تھا
اہلِ وطن میں نالہ و زاری کا شور تھا

**۲۵**

صحرائے کربلا میں ہوا جب ورود شاہ
اس رہبر زمانہ کی واں روکی آکر راہ
منظور تھا کہ ہووین بنی فاطمہؑ تباہ
چار و نطرف سے قتل کو آنے لگی سپاہ

دریا تھا گرد مورچہ افواج شام کا
تھا جوں حباب بیچ میں خیمہ امامؑ کا

**۲۶**

کرتا تھا استغاثہ امام فلک جناب
موجود تھے وہ سب پہ نہ دیتے تھے کچھ جواب
اُسوقت بڑھ کے شمر لعین نے دیا جواب
بس بس سخن کو طول نہ اب دیجیے جناب

تیغیں کھچی ہوئی ہیں سر انجام جنگ ہے
باتونکا ہو نہ وقت کہ ہنگام جنگ ہے

**۲۷**

فرمایا شمر نے قتل کا میری نہ کر خیال
مہلت طلب کی آجکی شب فاطمہؑ کا لال
مردود نے کہا نہیں مقبول یہ سوال
بعضے بگڑ کے کہنے لگے یوں نہ ہو جدال

مہلت ملے مجوس و نصاریٰ کے واسطے
اور حکم قتل سیدِ والا کیواسطے

**۲۸**

پھر سوچکر یہ کہنے لگا شمر رو سیاہ
دی مہلت آج آپ کو یا شاہ دین پناہ
خیمہ میں آئے روتے ہوئے دشت کیں سے شاہ
دیکھا کہ حال حضرت زینبؑ کا ہے تباہ

مل ملکے ہاتھ کہتی تھی ہے ہے میں لٹتی ہوں
پردیس میں حسینؑ سے بھائی سے چھٹتی ہوں

۲۹

ناگاہ آسماں پہ ہوا صبح کا ظہور
پھیلی سفیدی ہو گئی ظلمت جہاں سے دور
وردوں کی ہر طلب کہ نہ خدمتیں ہو قصور
حاضر رہو کہ حق کی عبادت میں ہیں حضور
آثار مرگ کے جو عیاں ہو گئے تھے
حضرت نماز پڑھتے تھے اور روتے جاتے تھے

۳۰

خالق سے عرض کرنے لگے شاہِ باوفا
شرمندہ ہوں ہوئی نہ اطاعت تری ادا
تو نے کرم حسینؑ پہ لا انتہا کیا
یاں تک کہ ساری خلق کا حاجت روا کیا
صدقہ ہے آج فاطمہؑ کے نورِ عین کو
آسان کر دے ذبح کی مشکل حسینؑ کو

۳۱

ناچار سج کے صحن میں آئے امام پاک
دیکھا کہ اہلبیت گریباں کئے ہیں چاک
فرمایا الوداع کہ اب ہوں گے ہم ہلاک
ناموسِ مصطفیٰ نے سروں پر اڑائی خاک
بانوئے شاہ خاک پہ غش کھا کے گر پڑی
زینبؑ قدم پہ شاہ کے تھرا کے گر پڑی

۳۲

اب دیکھو شاہ کے رفقا کی دلاوری
رستم نہ کر سکے کبھی ان کی برابری
رکھتے تھے وہ اباذرؓ و سلمانؓ سے ہمسری
تھا ان دروں کا فاطمہؑ کا لال جوہری
کہتے تھے اکو دوستِ شہ مشرقین کا
چھوڑی عیال ساتھ نہ چھوڑا حسینؑ کا

۳۳

قاسمؑ نے رن میں لاشہ پہ لاشہ گرا دیا
عباسؑ نے بھی خون کا دریا بہا دیا
اکبرؑ نے نام نامورں کا مٹا دیا
انداز جنگ شیر الٰہی دکھا دیا
تنہا جب ان کے بعد شہ بحر و بر ہوئے
تیروں کے سامنے علی اصغرؑ سپر ہوئے

۳۴

اسوقت تھی امامؑ پہ کیا بیکسی و یاس
لاشے تھے گرد اور نہ تھا کوئی آس پاس
فاقہ تھا تین روز کا سو دوپہر کی پیاس
دشمن کئی ہزار اکیلا وہ حق شناس
اعدا اُدھر تو نیزہ پہ نیزے لگاتے تھے
خیمہ سے اہلبیت اُدھر نکلے جاتے تھے

۳۵

اتنے میں آ گیا شہ ذیجاہ کو جلال
مانند شیر ہو گئیں آنکھیں غضب سے لال
بل کھا کے اُٹھے ریش مبارک کے سارے بال
فرمایا سامنے سے ہٹو اے زبوں خصال
تم جانتے ہو ابن علیؑ کو ہراس ہے
مجھکو فقط رسولؐ کی اُمت کا پاس ہے

۳۶

مشہور ہے کنندۂ خیبر مرا پدر
لشکر اکھاڑوں کوہ کا ٹوٹی ہو گو کمر
کچھ سوجھتا نہیں کہ موا ہے جواں پسر
لرزہ ہو شیر کو جو کروں غیظ سے نظر
رگ رگ میں میری زور ہے زہراؑ کے شیر کا
وارث ہوں ذوالفقار جناب امیرؑ کا

**۳۷**

تیغ کوہ جس کی آب کے آگے مثال کاہ
مانند افعی کے تھیں زباں دو خطِ سیاہ
ملتی تھی اس کی دھار سے ملک عدم کی راہ
قبضہ میں لی پناہ نے خود آ کر پناہ
سیل فنا تھی باڑھ میں دریا کا کاٹ تھا
گھاٹ اسکا بحر قہر الٰہی کا گھاٹ تھا

**۳۸**

اسوقت ہاتھ روک کے فرماتے تھے یہ شاہؑ
تم نے کیا نہ رحم کہ اکبرؑ تھا بے گنہ
مارا جواں پسر کو یہ کیا منصفی تھی واہ
میں ہو گیا تباہ کہ تم ہو گئے تباہ
پوچھو اسی سے خاک میں یوں جسکا گھر ملے
تم ہمکو اب بتاؤ کہ کیونکر پسر ملے

**۳۹**

یہ کہکے چاہتے تھے کہ پھر ہوویں حملہ ور
دیکھا نبیؐ کا ہاتھ ہے گھوڑے کی باگ پر
فرماتے ہیں حسینؑ تو اب ان پہ رحم کر
اے لال میرے پاس ہے تیرا جواں پسر
جبتک کہ سر کٹا کے نہ جنت کو جاؤ گے
عباسؑ سے ملو گے نہ اکبرؑ کو پاؤ گے

**۴۰**

یہ سنتے ہی میان میں لی شہ نے ذوالفقار
رو کر کہا کہ آپ کی امت پہ میں نثار
آگے ہے فقط حسینؑ کو مادر کا انتظار
آئی صدا بتولؑ کی اے میرے گلعذار
میں ہٹتی تھی برچھی جو اکبرؑ نے کھائی تھی
اماں تو دیر سے تمہیں لینے کو آئی تھی

**۱۴۱**

اس بن کی خاک میں کبھی سر پر اڑاتی ہوں
اصغر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتی ہوں
زینبؑ کو تھامنا کبھی خیمہ میں جاتی ہوں
سر پیٹتی ہوئی کبھی میدان میں جاتی ہوں

راحت میں فاطمہؑ کی نہ کیونکر خلل پڑے
جسکی کمائی لٹتی ہو کیا اسکو کل پڑے

**۱۴۲**

یہ ذکر تھا کہ ٹوٹ پڑی اُنپہ فوج شام
پیہم چلے یہ تیر کہ تن چھن گیا تمام
چھوٹی رکاب پاؤنسے اور ہاتھ سے لگام
تلوار فرق پر جو لگی جھک گئے امام

ہر بیبی در پہ خیمہ کے غش کھا کے گر پڑی تھی
گھوڑے کے گرد فاطمہؑ پروانہ پھر رہی تھی

**۱۴۳**

آخر گرا زمیں پہ وہ زہراؑ کا نازنیں
عرشِ الٰہی کانپ اٹھا ہل گئی زمیں
آگے بڑھا چڑھائے ہوئے شمر آستیں
زانو تو رکھا چھاتی پہ گردن پہ تیغ کیں

بیسر نماز میں پسرِ فاطمہؑ ہوا
سر تن سے کٹ چکا تھا کہ بس خاتمہ ہوا

**۱۴۴**

بس اے انیس ختم کلام اب ضرور ہے
لطف سخن اٹھاتا ہر خود و شعور ہے
دعویٰ کلام کا نہ بیاں کر غرور ہے
حاسد جلے تو اسمیں مرا کیا قصور ہے

ما را دماغ پختہ کہ بس کار زار نیست
لیکن دل دو نیم کم از ذوالفقار نیست

# مرثیہ

## نمبر ۱۲

مطلع

# جب زمیں باغ فاطمہؑ تاراج ہو گیا

بند ۴۳

من تصنیف جناب مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ

در حال روانگی اہلبیت بسوئے شام

باہتمام سید نصیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

۱

جب رن میں باغ فاطمہؑ تاراج ہو گیا
بے سر جہاں میں دین کا سرتاج ہو گیا
غل تھا خراب خانۂ دینِ آنجؐ ہو گیا
کنبہ نبیؐ کا بیکس و محتاج ہو گیا
چھوڑا زمیں پہ لاشۂ ابنِ بتولؑ کو
مرقد میں ظالموں نے رلایا رسولؐ کو

۲

اہلِ عراق نکلے تماشے کو جا بجا
اور راہب خجستہ سیر بھی تھا واں کھڑا
مولا نے سات بیٹے کئے تھے جسے عطا
کہنے لگا یہ سر تو ہے مقبولِ کبریا
امر اس کا بارگاہ خدا میں قبول ہے
کیا جانئے امام ہے یا رسولؐ ہے

۳

دل سے یہ کہتا آگے بڑھا پھر وہ نیکخو
ہم کو قریب اہلِ حرم کی یہ گفتگو
تم اپنی سرگزشت کہو مجھ سے موبمو
کیوں بال کھولے بیٹھی ہو کون ہے عدو
تیلاؤ صاف صاف کہ رنج و تعب ہے کیا
باشندے کس جگہ کی ہو نام و نسب ہے کیا

۴

بیبیوں نے سر جھکا لیا طاری ہوئی حیا
پر ساربانِ آلِ پیمبرؐ نے دی ندا
یہ اپنی سرگزشت کہیں آہ تجھ سے کیا
وہ دیکھ تازیانہ لئے شمر ہے کھڑا
گردش ہے ہم غریبوں کی خاطر زمانے کی
زخمی ہے پشت تاب نہیں دُرّے کھانے کی

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۸ ان کی بزرگیاں تو کروں شرح کیا بھلا<br>اے شخص ہے حسین جو اک سکا لاڈلا<br>میں بھی عجیب طرح کی مشکل میں تھا پھنسا<br>میرا تو عقدہ دلبر زہرا نے حل کیا | ۷ وہ بولا اب یہ کہئے کہ آپ کس طرف<br>سجاد بولے قرب مزار شہ نجف<br>وہ بولا آہ مفت میں تم ہو گئے تلف<br>کیوں دی صدا نہ شیر خدا کو بصد شرف | ۶ وہ بولا کچھ قصور ہے یہ بولے بیگناہ<br>اکثر جہاں میں ایسے بھی ہیں زرد و سیاہ<br>نہ مصطفیٰ کا پاس ہے نہ محبت خدا<br>باطل کو حق سمجھتے ہیں بھولی ہوئی ہیں راہ | ۵ وہ بولا نام تو مجھے بتلائیے ذرا<br>فرمایا قیدی بے وطن آوارہ مبتلا<br>وہ بولا عورتیں ہیں بھلا کیوں ہیں بے ردا<br>سجاد بولے ہے یہی مرضی کبریا |
| کیا کیا شرف نہ کون و مکاں نے دیئے مجھے<br>اس دُر نے سات لال عنایت کئے مجھے | بی شبہ جب پکارا وہ تشریف لائی ہیں<br>مشکل کے وقت سب کے وہی کام آئی ہیں | آخر کو کوئی مالک روز جزا بھی ہے<br>محشر کو یہ بھی ہوئیگی اور کبریا بھی ہے | بھولی نہ راہ راست یہ صادق کو جانتی<br>معشوق جب ہیں خیر تھی ہو وہ عشق کو |

**٩**

ہے بلکہ وعدہ آنیکا اس شاہ ذی کیا
ہیں منتظر ہوں دیکھیے کب لاتا ہے خدا
آئیگا لا کلام کہ صادق ہے وہ بڑا
یہ پہنچنے کی جا ہے محبان مرتضا
مشتاق تھا وہ فاطمہ کے نور عین کا
پر یہ خبر نہ تھی کہ یہ سر ہے حسین کا

**١٠**

رونے لگے یہ سنتے ہی بیمار کربلا
اہل حرم میں شور قیامت ہوا بپا
حیران ہو کے راہب دلخستہ نے کہا
ہے ہے یہ ماجرا ہے عجائب کہو خدا
رونے یہ ان سبھوں کے ترس کا مقام ہے
شاید حسین انکے بھی وارث کا نام ہے

**١١**

یہ سن کے کہہ رہا تھا ابھی وہ جگر کباب
ناگاہ فوج سے یہ عمر نے کیا خطاب
جا دائیر قریہ کے نزدیک اب شتاب
رکھوا دو اس کے گھر میں سر ابن بوتراب
کچھ مال ہاتھ آیا نہ زر ہاتھ آیا ہے
سر دیکے سینکڑوں کے یہ سر ہاتھ آیا ہے

**١٢**

اس راہب خجستہ سیر نے جو یہ سنا
نعل و گہر دیئے در زہرا کا سر لیا
لا کر رکھا مصلّے پہ فرق شہ ہدا
تا دوپہر درود سر شاہ پر پڑھا
روشن ہوا جو یاں یہ مہ و آفتاب سے
دھویا سر حسین کو مشک و گلاب سے

**١٣**

پھر ہاتھ باندھ کر سر شبیرؑ سے کہا
اے سر تجھے قسم بخداوندیٔ خدا
تو کس تن خجستہ سیر کا ہے سر بتا
کس جرم و کس قصور پہ کاٹا گیا گلا
یہ تو میں جانتا ہوں کہ اہل حشم ہے تو
اے سر یہ بتا کہ عرب یا عجم ہے تو

**١٤**

یہ کلمہ سن کے شاہؑ کا سر تھرتھرا گیا
سوکھے لبوں سے شکر کیا اور یہ کہا
میں وہ شہید ہوں جسے پانی نہیں ملا
دو دن کے بعد آب دم تیغ کیں پیا
ہوں وہ غریب جس پہ کہ غربت برستی ہے
دو گز کفن کے واسطے میت ترستی ہے

**١٥**

میں اس بدن کا سر ہوں جو مدفوں نہیں ہوا
میں ہوں وہ سر وداہ کہ جو نیزہ پر چڑھا
وہ خاکسار ہوں کہ ہے تن خاک پر پڑا
فرزند فاطمہؑ ہوں نبیرہ و سبط مصطفےٰ
اک جد یہ مرتبہ ہے کہ کل کا امام ہوں
راہب میں ہی حسین علیہ السلام ہوں

**١٦**

راہب نے سنکے پیٹ لیا منہ باشک و آہ
بولا کہ آہ خانۂ زہراؑ ہوا تباہ
ہے ہے رسولؐ زادہ کا سر کاٹا بیگناہ
لوٹی گئی امام دو عالم کی بارگاہ
زینبؑ کا سر کھلا نہیں اس اژدہام میں
یہ فاطمہؑ کو لائے ہیں دربار عام میں

**۱۷**

دیکھا ہے رات بھر یہیں رویا وہ نوحہ گر
ناگاہ فوج کیں میں بجی نوبت سحر
مانگا سپاہ شام نے سبط نبیؐ کا سر
تب بے حواس ہو گیا راہب [illegible]

بولا نثار ہو کے جناب امام کے
بے دعوت آپ جاتے ہیں گھر سر غلام کے

**۱۸**

ہاتھوں پہ پھر اٹھا لیا فرق امام پاک
دروازہ کیطرف چلا گھر سے وہ دردناک
ساتوں فلک کے کئے گریباں اپنا چاک
اور ساری عورتیں پھینکیں لگیں سر پہ خاک

آگے تو سر تھا فاطمہؑ کے نور عین کا
اور پیچھے ایک شور تھا ہائے حسینؑ کا

**۱۹**

پہنچا قریب در جو ہی راہب بصد بکا
کچھ دل میں اپنے سوچ کے بیجا پہ رک گیا
آنکھوں میں آنسو بھر کے بڑے بیٹے سے کہا
اعدا کو تو نہ دونگا سر شاہ کربلا

یہ ہادی امام ہے اور راہبر مرا
اس سر کے بدلے کاٹ کے دیدو تو سر مرا

**۲۰**

بولا پسر کہ آپ یہ فرماتے ہیں بجا
پہلے مگر مجھے کرو شبیرؑ پر فدا
واللہ ایسا وقت نہ پھر ہاتھ آئیگا
ہوگا مجھے ثواب شہیدان کربلا

اس سر کے بدلے سر جو دیا حسینؑ یا غنگر
آقا کے ساتھ گلشن جنت میں جائینگے

**٢١**

راہب یہ سنکے خوش ہوا کاٹا پسر کا سر
بدلے سر حسینؑ کے جاکر دیا وہ سر
بولا ہلا کے سر کو یہ تب شمر بد گہر
حکم یزید سے نہیں شاید تجھے خبر
ہمشکل ہی سر ملا ہے شہ مشرقین کا
ذلت ہی سر بسر نہیں سر لا حسینؑ کا

**٢٢**

ناچار گھر کی سمت پھرا وہ جگر فگار
اور دوسرے پسر کا بھی سر لایا ایکبار
تا اینکہ چھ پسر کے کئے شبیرؑ پر نثار
لیکن زبان پہ اُف بھی نہ لایا وہ دیندار
کہتا تھا غم یہ غم ہوش لیکن بجا کروں
ایسے پسر ہوں لاکھ تو شہ پر فدا کروں

**٢٣**

فرزند مفتی نے جو دیکھا یہ ماجرا
ہاتھوں کو سوئے قبلہ اُٹھا کر یہ کی دُعا
یارب بحق خون شہیدان کربلا
یارب بحق زینبؑ اولاد مصطفٰی
عالی ہو مرتبہ تری ادنٰے غلام کا
ہمشکل کر حسین علیہ السلام کا

**٢٤**

فی الفور ہو گئی یہ دعا اسکی مستجاب
راہب نے اس کے سر کو بھی کاٹا بصد شتاب
زوجہ کی سمت دیکھ کر رو کر کیا خطاب
بیٹوں کے غم سے دل تو نہیں ہے ترا کباب
وہ بولی عشق ہے مجھے احمدؐ کی آل سے
کیا یہ سوا ہیں فاطمہؑ زہرا کے لال سے

**۲۵**

شاباش کہہ کے اسکو چلا وہ نکو سیر
خولی کے ہاتھ میں دیا لاکر سر پسر
زینبؑ کے ہاتھ باندھ کے بولا وہ فتنہ گر
فرمائیے تو لاؤں ردائیں بچشم تر

زینبؑ پکاری آہ نہ کیونکر بکا کروں
بھائی ہیں بےکفن میں ردا لیکے کیا کروں

**۲۶**

القصہ سوئے شام چلے اہلبیت شاہؑ
اور اس محب شاہ نے لی کربلا کی راہ
ہمراہ اس کے قوم ہوئی سب باشک و آہ
بیٹوں کے لاشے لیکے چلا سوئے قتلگاہ

لے سکتے تھے نہ نام کہ ڈر تھا یزید کا
اہل عزا میں شور تھا ہے ہے شہید کا

**۲۷**

پہنچا قریب مرقد مولا وہ دردناک
دیکھا بہت سے لاشے ہیں بے سر بروئے خاک
پر یہ کھلا نہ کونسی ہے شہؑ کی لاش پاک
سر پیٹ پیٹ کر یہ پکارا وہ سینہ چاک

اے برگزیدۂ اسد اللہ السلام
اے ماخذ عطا شہ ذیجاہ السلام

**۲۸**

آواز شاہ دیں یہ ہوئی راہب کی رہنما
دیکھی عجیب شکل سے لاشہ پڑا ہوا
سر ایک سمت ہاتھ بھی شانوں سے ہیں جدا
بولا یہ کیا غضب ہوا تب آئی یہ ندا

کیا پوچھتا ہے حال شہ انس و جان کا
بھائی سلوک ہے یہ مرے ساربان کا

**۲۹**

یہ حال سنکے رو دیا ابن حسن اور کہا
تعجیل دفن ہے مجھے اب ای شہ ہدا
معجز نما کے لال نے تب رو کر دی ندا
الکدم کے بعد دیکھیو تو قدرت خدا

اسجا یہ کون کون تشریف لائینگے
نانا بھی آئینگے مری بابا بھی آئینگے

**۳۰**

تا گرد و غبار ایک طرف دشت سے اٹھا
اوج ہوا پہ آکے منادی نے یہ کہا
آتا ہی اٹھ کھڑی ہو سب پئے تعظیم اک ذرا
آتا ہی ابن ساقی کوثر کا لاڈلا

کل کی امام سید ناشاد آتے ہیں
بابا کی دفن کیلئے سجاد آتے ہیں

**۳۱**

یہ ذکر تھا کہ آئے شہنشاہ با کرم
خاک عزا جبیں پہ ہی پاؤں پر ورم
گردن میں بار طوق گراں سے پڑا تھا خم
شدت یہ ضعف کی تھی کہ لغزش میں تھی قدم

دردو نکی زخم تھی کہیں رسی کی نیل تھے
پر ساتھ بازو پکڑے ہوی جبرئیل تھے

**۳۲**

آیا پدر کی لاش پہ آخر وہ ناتواں
بولا کہ السلام علیک اے شہ زماں
اے کشتۂ سقیفۂ دریائے امتحاں
اے کشتۂ ثقیفۂ و رسوائے دشمناں

ای ختم انبیا کی نواسے پدر مرے
ای کربلا کی بھوکی پیاسے پدر مرے

۳۳

آئی صدا یہ لاشۂ شہ سے بھی ناگہاں
آ اے مرے پسر مری غربت کے ساربان
آ اے بلا نصیب زدہ زاری و فغاں
آ اے اسیر فوج ستم غم کے میہماں
تم نے جو جا کے رسّی سے باندھے ہیں ہاتھ
ہم نے بھی ساربان کے ہاتھوں کٹائے ہاتھ

۳۴

یہ سنکے روئے حضرت سجادؑ خستہ تن
اور غسل دے کے شاہؑ کو پہنانے لگے کفن
لکھا ہے تھرتھرا گیا شبیرؑ کا بدن
آئی کفن کے گلے سے صدا ہائے اے بہن
اغلب ہے قبر میں بھی کروں بار بار حیف
اے وائے بی ردائی زینبؑ ہزار حیف

۳۵

بس اس صدا سے شور قیامت ہوا بپا
کفنا چکے جو باپ کو بیمار کربلا
پڑھنے لگے نماز جنازہ بصد بکا
صف باندھے رو رہے تھے ملائک اور انبیا
غل تھا نثار اس صف ذوالاحترام کے
قربان اس جنازہ کے اور اس امام کے

۳۶

القصہ کی نماز جو سجادؑ نے ادا
بعد از نماز ہاتھ اٹھا کر یہ دی دعا
یارب حسینؑ ابن علیؑ عبد ہے ترا
بیٹا ہے تیرے عبد علیؑ کبیر کا
یوسف ہے یا خدا یہ نبیؐ کے عزیز کا
یارب حسینؑ بیٹا ہے تیری کنیز کا

٣٧

فارغ ہوئے دعا سے جو سجاد نامدار
پہنچا کل سے بادشاہ کا لعد نے زار زار
اک لوح نکلی مرقد مولا سے ایک بار
دیکھا لکھا ہے لوح پہ یہ با خط غبار

یہ مرقد منور سبط رسول ہے
اس قبر کا یہ صدف ہے جو در بتول ہے

٣٨

سجاد اترے قبر میں با چشم خوں فشاں
زہرا کے چاند کو کیا زیر زمیں نہاں
عابد نے دیکھا قبر میں اک حشر ہے عیاں
پھیلائے گود کھڑی ہیں زہرا بصد فغاں

لپٹا رہی کلیجہ سے اس خوش خصال کو
لو پوتے میری گود میں ہی میرے لال کو

٣٩

بالیں پہ بیٹھے تھے کھڑے سید البشر
اور پائنتی تھے حیدر کرار ننگے سر
اک سمت بیٹھے تھے حسن با دو چشم تر
سب کو سنا کے بولے یہ سجاد خوش سیر

شدت ہے تپ کی ضعف سے میں تھرتھراتا ہوں
لیجیے امانت اپنی میں زندانی جاتا ہوں

٤٠

یہ کہہ کے نکلے قبر سے سجاد نیک ذات
اور تربت حسین بنائی با لتفات
رو رو کے فاتحہ پڑھی رکھ کر لحد پہ ہات
راہب کی سمت دیکھ کے رو کر کہی یہ بات

اب یاں سے جائیو تو اب اتنا کیجیو
پانی پہ فاتحہ مرے بابا کا دیجیو

## رباعی

ہستی مری موہوم ہے کہ ہو کا ہو نہیں
کل یہ کسے معلوم ہے ہنوں یا ہوں میں
رو دے غم شبیرؑ میں رونا ہے اگر
اے آنکھ حباب لب دریا ہو نہیں

## ۳

حیدرؑ کے اس کلام سے محشر ہوا بپا
پڑھ کر زیارت شہؑ دیں گھر کو وہ چلا
بس سے دیر بس ہے مجھے شہرت کا
مولا سے کر یہ عرض کہ اے سرور ہدا

## ۲

یہ ذکر تھا کہ ہاتف غیبی نے دی ندا
انکو ملا ثواب شہید ان کربلا
مدفن اب انکا گنج شہیدا میں ہوئیگا
پہلو سے آئی روح علیؑ کی یہی صدا

## ۱

یہ کہہ کے واں سے ہو گئی پنہاں شہ ہدا
راہب نے قبر شاہؑ کی عرض میں فدا
مولا غلام زادونکا حق ادا کیا علم کیے
یوں ہی پڑے رہیں مری ساقوں پہ مہ لقا

| | | | |
|---|---|---|---|
| قطعہ تاریخ تحت اللفظ خوانی کی بقول مرزا ... عم یوسفی پریس دہلی | یہ مدح خواں تیرا نہ ذلیل اور نہ خوار ہو<br>اب واسطے خدا کے کہیں روزگار ہو | اب تیرے بسر نہیں حیدرؑ کے بیٹے ہیں<br>یہ خاک پر نہیں مرے دامن پہ لیٹے ہیں | مدفن کیوں سطے انہیں خاک شفا ملے<br>پائیں قبر شاہ غلاموں کو جا ملے |

# مرثیہ

## نمبر ۱۳۱

مطلع

## چھٹا جو شاہ سے پیری میں نوجواں فرزند

۲۸
بند

من تصنیف جناب میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہ

در ذکر شہادت جناب علی اکبرؑ

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

**۱**

چھپا جو شاہ سے پیری میں نوجواں فرزند
حسین و خوش قد و خوشتر و خوش بیاں فرزند
رشید و عابد و ذیجاہ و رتبہ داں فرزند
پدر کے تن کی تواں ساری گھر کی جاں فرزند
بہار جسکی نہ دیکھی خزاں وہ باغ ہوا
قیامت آگئی گھر شہ کا بے چراغ ہوا

**۲**

بدن سے جان چلی جسم تھرتھرانے لگا
پسینہ آگیا جی شہ کا سنسنانے لگا
پسر جہاں سے چلا زور تن سے جانے لگا
پھر چلے جو رن سے تو ہر گام پہ غش آنے لگا
کبھی اٹھے تو کبھی کرکے آہ بیٹھ گئے
جگر میں درد یہ اٹھا کہ شاہ بیٹھ گئے

**۳**

تھما جو درد پکارے کہ ہائے ہائے پسر
ہزار حیف جئیں ہم جہاں سے جائے پسر
یہ کیا کہ ہم تلک آتی نہیں صدائے پسر
پدر کی زیست کہاں جب نظر نہ آئے پسر
پسر کو داغ نے خنجر جگر پہ پھیرا ہے
چراغ جس میں نہ ہو وہ گھر اندھیرا ہی

**۴**

بہار سبزۂ خط کی نہ ہم کو دکھلائی
جہیز آئے چھوٹے پھلنے کے دن تو موت آئی
وہ رخ وہ نرگسی آنکھیں وہ قد کی رعنائی
وہ گل سا جسم وہ دربیں قبا کی زیبائی
ہوئی نہ بیاہ کہ چھوڑا جہان فانی کو
اجل نے لوٹ لیا گلشن جوانی کو

۳

ہزار حیف جواں ہو کے مر گئے بیٹا
پتہ تو ہم کو بتا دو کدھر گئے بیٹا
پدر سے روٹھ کے دادی کے گھر گئے بیٹا
جہاں میں باپ کو بے آس کر گئے بیٹا

بسایا دشت کو خالق نے جب جوان کیا
ہمارے گھر کی تباہی کا کچھ نہ دھیان کیا

۲

اکیلا دلبر زہرا کو رن میں چھوڑ گئے
مدد کا وقت جب آیا تو منہ کو موڑ گئے
پھر آگے باپ کے آ کے نہ ہاتھ جوڑ گئے
سفر میں باپ کی بیٹا کمر کو توڑ گئے

ہوئی تمام نہ منزل کہ ہاتھ چھوڑ دیا
ضعیف باپ کا جنگل میں ساتھ چھوڑ دیا

۴

خبر نہیں کہ تڑپتے ہو تم کہاں بیٹا
ہماری آنکھوں میں اندھیر ہے جہاں بیٹا
جدا ہو کسی ماں باپ سے جواں بیٹا
پدر پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسماں بیٹا

یہ داغ عالم پیری میں دے گئے ہم کو
گلہ یہ ہے کہ نہ ہمراہ لے گئے ہم کو

۵

کبھی دل اور کبھی ہاتھوں سے تھامتے تھے جگر
اُٹھا نہ جاتا مطلق یہ جھک گئی تھی کمر
بشکل حضرت یعقوبؑ کہتے تھے رو کر
کدھر گئے مرے یوسف لقا علی اکبرؑ

جو تھا عصائے ضعیفی وہ چھٹ گیا ہے ہے
پسر شہید ہوا باپ لٹ گیا ہے ہے

**۹**

ابھی اور نسے تم آئے تھے پاس بابا کے
ابھی تو ہوتے تھے صدقے تم ابن زہرا کے
ابھی میں روتا تھا چھاتی سے تم کو لپٹا کر
ابھی یہ کہتے تھے تم سوکھی زبان دکھلا کر

کلیجہ پیاس کی گرمی سے آہ جلتا ہے
پلا دو تھوڑا سا پانی کہ دم نکلتا ہے

**۱۰**

یہ بین کرتے ہوئے رن میں پہنچے جب شبیر
تلاش کی پہ نہ بیٹے کی لاش پائی کہیں
ستمگروں کو پکارے کہ دل کو تاب نہیں
بتا دو جلد کہاں ہے وہ میرا ماہ جبیں

پدر کی گود کے پالے کو کیا کیا تم نے
ہمارے گیسوؤں والے کو کیا کیا تم نے

**۱۱**

ہمارے یوسف ثانی کو جلد بتلا دو
رسول حق کی نشانی کو جلد بتلا دو
گل ریاض جوانی کو جلد بتلا دو
ستمگرو مری جانی کو جلد بتلا دو

دل حسین پہ ایک غم کا ابر چھایا ہے
ہمارے چاند کو بادل نے کیوں چھپایا ہے

**۱۲**

یہ سنکے شاہ سے بولے وہ ظلم کے بانی
کسے بتائیں کہاں ہے وہ یوسف ثانی
دم اخیر بھی اسکو نہیں دیا پانی
پڑی ہے لاش تہ آب اے رسول کی جانی

چھدا ہے جس کا جگر وہ پسر تمہارا ہے
ابھی تو تیر و سناں اس نوجوانکو مارا ہے

**١٣**

کوئی بھی ایسا پسر ہاتھوں سے گنواتا ہے
ہزار حیف یہ دولت کوئی لٹاتا ہے
کوئی بھی لال کو ہاتھوں سے کھو کے پاتا ہے
چراغ گھر کا کوئی اسطرح بجھاتا ہے

بھنور میں اپنا سفینہ ڈبو دیا تم نے
جوان بیٹے کو ہاتھوں سے کھو دیا تم نے

**١٤**

پسر تو مر چکا اب اشک کیوں بہاتی ہو
وہ برچھی کھا چکا ناحق پچھاڑیں کھاتی ہو
ملا وہ خاک میں کیوں سر پہ خاک اڑاتی ہو
کہاں ہیں اب علی اکبر جنہیں بلاتی ہو

ملا جو خاک میں پیارا وہ پھر نہیں آتا
جہاں سے جو کہ سدھارا وہ پھر نہیں آتا

**١٥**

کہا امام نے اے آسمان کو فروشام
حسین خوب سمجھتا ہے طعن کے یہ کلام
جواب تھا یہی اسکا کہ کھینچ لوں صمصام
مگر ہوں صابر و شاکر امام ابن امام

خدا کی راہ میں یہ بھی ستم گوارا ہے
بجا ہے اپنے پسر کو ہمیں نے مارا ہے

**١٦**

یہ کہکے روئے نہایت امام ہر دوسرا
کہ یکبیک علی اکبر نے شہ کو دی یہ صدا
جگر پہ کھائی ہے برچھی گلے پہ تیر لگا
جہاں سے جاتے ہیں ہم جلد آؤ اے بابا

اجل قریب ہے رخصت غلام ہوتا ہے
مدد کرو علی اکبر تمام ہوتا ہے

**۱۷**

صدا یہ سنتے ہی دوڑے جگر کو تھام کے شاہ
ہر ایک گام پہ کرتے تھے نالۂ جانکاہ
سرھانے پہنچے جو فرزند کے بحال تباہ
زمیں پہ پاؤں رگڑتے تھے اکبر ذیجاہ
زباں بکتی ہونٹوں پہ ہنگام دم شماری تھا
گلے سے اور کلیجے سے خون جاری تھا

**۱۸**

یہ حال دیکھ کے مطلق رہی نہ دل کو تاب
بسان برق جو تڑپے تو روئے مثل سحاب
جگر جو آتش فرقت سے ہو گیا تھا کباب
یہ کہتے کہتے لاش سے لپٹے امام عرش جناب
ہمارے حال سے اللہ خوب ماہر ہے
جوابدو علی اکبرؑ یہ باپ حاضر ہے

**۱۹**

اُٹھے سے جاتے ہو پا نکو امیر سے دلدار
نگاہ نہ کچھو بیٹا یہ باپ ہے لاچار
تمہاری تشنہ دہانی پہ لاکھ جان نثار
خدا کیواسطے کھولو تو دیدۂ خونبار
تمہارے چھٹنے کا صدمہ کمال ہے پیارے
کہو تو باپ سے کیا دل کا حال ہے پیارے

**۲۰**

بجز و کد علی اکبرؑ نے آنکھ کو کھولا
نگاہ یاس سے حضرت کو دیر تک دیکھا
دم اخیر پدر سے کہا تو بس یہ کہا
خدا کی حفظ و امانت میں آپکو سونپا
سخن یہ کہہ کے جہان سے گذر گئے اکبرؑ
حسینؑ رو کے پکارے کہ مرگئے اکبرؑ

**۲۱**

پدر نے خاک سے رو کر اٹھائی لاش پسر
ایک آہ کر کے گلے سے لگائی لاش پسر
حرم کے خیمہ میں لا کر لٹائی لاش پسر
نظر جو بانو نے بیکس کو آئی لاش پسر
پکار ہی اس مہ انور کو کیا ہوا صاحب
بتایئے مرے اکبر کو کیا ہوا صاحب

**۲۲**

کہا امامؑ نے سر پیٹ کر بحال تباہ
شہید ہو گیا بانو تمہارا غیرت ماہ
سدھاری برچھی کا پھل کھا کے اکبر ذیجاہ
تڑپ کے لاش پہ بیٹے کی ہم نے کی آہ
دم اخیر وصیت بھی کچھ نہ کی بانو
ہماری گود میں اکبر نے جان دی بانو

**۲۳**

پٹک کے بانو نے بیکس پچھاڑیں کھانے لگی
سکینہ لاش پہ بھائی کے بلبلانے لگی
سر اپنا کھول کے بانو بھی خاک اڑانے لگی
صدائے شیون و ماتم فلک پہ جانے لگی
پڑا ہے خاک پہ کھائے سناں علی اکبر
حرم میں شور تھا ہے ہے جواں علی اکبر

**۲۴**

پکارتی تھی یہ بانو بنالہ و زاری
مری شہید یہ ماں تیری لاش کے واری
بدن کی تنگ قبا خوں میں جم گئی ساری
مجھے دکھاؤ کہ برچھی کہاں لگی کاری
دولھن کے گھر میں ہمیں ساتھ لے کے خوب گئے
مسیں نہ بھیگنے پائیں کہ خوں میں ڈوب گئے

**۲۵**

میں کہتی تھی کہ کروں گی تمہارا دھوم سے بیاہ
گذارے خیر سے اٹھارہ واں برس اللہ
جوان ہو کے مروگے خبر نہ تھی مجھے آہ
سلوک خوب کیا ماں سے واہ اکبرؑ واہ

بہار اپنی کچھ اے گلبدن دکھا نہ گئے
تڑپتی رہ گئی مادر دلہن دکھا نہ گئے

**۲۶**

ہوے تم اب نہ بچے گی یہ ماں علی اکبرؑ
بتاؤ جلد سہارے کہاں علی اکبرؑ
ہوئی نہ تر تری سوکھی زباں علی اکبرؑ
کدھر گئے مرے خوشرو جوان علی اکبرؑ

نظر یہ کس کی لگی اس مرادوں والے کو
اجل نے کھا لیا تو دی کے میرے پالے کو

**۲۷**

مری جری مرے صفدر تجھے کہاں ڈھونڈوں
شبیہ خاص پیمبرؐ تجھے کہاں ڈھونڈوں
حسینؑ کے مہ انور تجھے کہاں ڈھونڈوں
ارے مرے علی اکبرؑ تجھے کہاں ڈھونڈوں

بہن بلکتی ہے کچھ مسکرا کے بات کرو
یہ ماں نثار ہو آنکھیں جھکا کے بات کرو

**۲۸**

کھڑے جو بانوئے ناشاد نے یہ درد کے بین
بیان قبر ہوئی روح فاطمہؑ بے چین
اُٹھا کے لیگئے باہر پسر کی لاش حسینؑ
اب آ گئی کیا کہوں ہائے اُنس و شیون و شین

نبی کی عترت اطہار میں عجب غم تھا
صفیں بچھی ہوئی تھیں نوجوان کا ماتم تھا

# مرثیہ

## نمبر ۱۴

### مطلع

## دربار میں جب کٹ کے یتیموں کے سر آئے

### بند ۲۸

## من تصنیف جناب میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہٗ

در ذکر شہادت صاحبزادگان جناب مسلمؑ

باہتمام سیّد منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

**۱**

دربار میں جب کرب کے بیٹوں کے سر آئے
ڈوبے ہوئے دو چاند لہو میں نظر آئے
غل پڑ گیا مسلم کے یہ لخت جگر آئے
غربت زدہ و بے وطن و بے پدر آئے

شمشیر ستم چل گئی ان نوحہ گروں پر
کیا بیکسی و یاس برستی تھی سروں پر

**۲**

یہ اس کے پسر ہیں کہ جو تھا مسلم بے پر
یہ اس کے پسر ہیں کہ کیا جس کو تہ خنجر
سر کاٹ لیا لاش پھری گلیوں میں در در
اب تک نہ ہوا گور و کفن جسکو میسر

بابا کو انہیں کے تہ شمشیر کیا تھا
پاؤں میں رسن باندھ کے تشہیر کیا تھا

**۳**

یہ وہ ہیں جنہیں ساتھ پدر لایا تھا گھر سے
اک دم نہ جدا کرتے تھے مسلم انہیں بر سے
سو قتل ہوئے وہ یہ چھٹے اپنے پدر سے
گھر قاضی کے چھپنے گئے تھے جان کے ڈر سے

واں بھی نہ اماں ان جگر افگاروں نے پائی
موت آئی تو راحت وطن آواروں نے پائی

**۴**

یہ وہ ہیں جو زنداں میں مقید رہے اک سال
کاہیدہ بدن ہو گئے تھے بید کی تمثال
رخ زرد تھے اور روتے سے آنکھیں ہوئی تھیں لال
اللہ نہ کمہلائے جو ان بچوں کا تھا حال

فاقوں کی یہ شدت تھی کہ غش ہوتے تھے بچے
بابا کے لیے آٹھ پہر روتے تھے بچے

۵

عابد سے یہ تب کہنے لگا حارث ناکام
سر بچوں کے لایا ہوں لے خلعت و انعام
پہچان لے مسلم کے پسر ہیں یہی گلفام
یہ وہ ہیں جو زندان سے بھاگے تھے سر شام
میں ڈھونڈتا پھرتا تھا نہ ہاتھ آتے تھے دونوں
پاتے تھے جدھر راہ نکل جاتے تھے دونوں

۶

حاکم نے کہا تو نے کہاں پر انہیں پایا
تاریکی شب میں نظر آتا نہیں سایا
وہ جوڑ کے ہاتھ تو سخن لب پہ یہ لایا
زوجہ نے مری تھا انہیں حجرے میں چھپایا
میں کہتا تھا دل میں کہ کہاں جا کے چھپے ہیں
اسکی نہ خبر تھی مرے گھر آکے چھپے ہیں

۷

از بسکہ تھکا تھا مجھے نیند آگئی اس دم
کیا دیکھتا ہوں عالم رویا میں بصد غم
اک حجرے میں دو طفل نظر آتے ہیں باہم
سر پیٹ کے کہتے ہیں یہ با دیدۂ پر نم
آئے ہیں کہاں ہم در زنداں سے نکل کے
معلوم ہوا پڑ گئے پھندے میں اجل کے

۸

بابا ہیں کہاں ماں ہے کہاں ہم کس کو بلائیں
غم ہم پہ گذرتی ہے کسے حال دکھائیں
اس جینے سے تو کاش ستمگر ہمیں پائیں
ہم کس سے کہیں کسکو بلائیں کہاں جائیں
سو جائیں تو چھٹ جائیں ہم اس رنج و بلا سے
جنت میں ملیں جا کے شہ عقدہ کشا سے

**۹**

بابا ابھی ہم کہتے تھے یہ بانالہ و افغاں
گھبراؤ نہ پیارو یہ پدر تم پہ ہو قرباں
قسمت ہمیں جلاد کے گھر لائی ہے مہماں
پہنچے گی نہیں جان ہماری کسی عنواں
تم دونو کو رونے میں گھبرایا ہوں پیارو
فردوس سے لینے کو تمہیں آیا ہوں پیارو

**۱۰**

چلائے جو وہ ہائے پدر کہہ کے دل افگار
بیہوش تھا آنکھ مری کھلگئی یکبار
خوش ہوگیا میں طالع خفتہ ہوئے بیدار
بستر سے اٹھا ہاتھ میں کھینچے ہوئے تلوار
اک حجرہ میں مسلم کے وہ پیارے نظر آئے
بالائے زمیں عرش کے تارے نظر آئے

**۱۱**

پکڑا انہیں جب میں نے تو کرتے تھے یہ فریاد
مہماں ترے گھر آئے ہیں ہم بیکس و ناشاد
بن باپ کے ہیں ہم پہ تو اس کر ستم ایجاد
منتیں کرتے ہیں ترے چھوڑ دے جلاد
کر رحم کہ معصوم ہیں کھاتے ہیں ظالم
ہم چھپنے کو دامن میں ترے آئے ہیں ظالم

**۱۲**

کر رحم کو نہ بیمر تجھے داور کی قسم ہے
پھوپھی سے نہ بچھڑا مجھکو پیمبر کی قسم ہے
بے ظلم کو کم کر تجھے حیدر کی قسم ہے
کر رحم تجھے فاطمہ اطہر کی قسم ہے
دہشت سے تری سینوں میں دل ہلتے ہیں ظالم
اب ہاتھ میں رسن کر دو گلو چھلتے ہیں ظالم

**۱۳**

میں نے کہا تم دونوں کے بابا کا ہے کیا نام
رو کر کہا کہتے ہیں انہیں مسلم ناکام
بے جرم و ستم انکے گلے پر چلی صمصام
ہم جب سے چھٹے باپ سے ہم کو نہیں آرام

آگاہ ہو مسلم کے ہمیں لخت جگر ہیں
مارا ہو دغا سے جسے ہم اسکے پسر ہیں

**۱۴**

یہ سنتے ہی معصوموں پہ غصہ مجھے آیا
حجرے سے انہیں کھینچ کے دالان میں لایا
ان دونوں نے جو ظلم نہ دیکھا تھا دکھایا
مجرم کی طرح باندھ لیا رحم نہ کھایا

باہر انہیں لے آیا جو زلفوں کو پکڑ کر
استادہ کیا چوب سے رسّی میں جکڑ کر

**۱۵**

جب لے کے چلا گھر سے انہیں قتل کی خاطر
زوجہ نے یہ کہکر مرے پاؤں پہ رکھا سر
مہمان مرے گھر آئے ہیں یہ دونوں مسافر
لے انکی عوض کاٹ لے سر بھی مرا حاضر

تقصیر جو کچھ انسے ہوئی ہو وہ بحل کر
ہے ہے مجھے مہمانوں کے منہ سے نہ خجل کر

**۱۶**

گھر میں مرے تشریف نہیں آپ کے لائے
جب میں نے کئی بار بلایا تو یہ آئے
مہمانی کے کچھ لطف نہ بچوں نے اٹھائے
اک رات بھی ہے ہے مرے گھر میں نہ بتائے

کر رحم بچھڑے ہوئے ہیں اپنے پدر سے
چھپ کر میں چھپا رکھا تھا انکو ترے ڈر سے

**١٧**

سے جا کے ید سے معصوموں کو اب چھوڑ دے بانو
کیوں کھینچتا ہے بچوں کے پکڑے ہوئے گیسو
تلوار کو کر میان میں ڈرتے ہیں یہ مہرو
قربان میں کیا چپ ہیں بھرے آنکھوں میں آنسو

کس یاس سے ہے ہو مرا منہ تکتے ہیں دونوں
دہشت سے تری کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں دونوں

**١٨**

یہ کہہ کے جو بچوں کو چھڑانے لگی بیچار
جھلا کے یہ بولا تجھے کیا اس سے سروکار
جا دور ہو کہنا ترا مانوں گا نہ زنہار
بس قتل کرونگا یہ ہیں ظالم کے گنہگار

اب حلق سے معصوموں کے شمشیر ملے گی
سر انکا دکھاؤنگا تو جاگیر ملے گی

**١٩**

سمجھانا وہ ہرگز نہ مرا دھیان میں لائی
جھنجھلا کے اُسے تیغ ستم میں نے لگائی
اک ہاتھ میں ساعد سے گری کٹ کے کلائی
چلا کے لگی دینے محمد کی دوہائی

ہے ہے مرے آقا مری امداد کو پہنچو
اے شاہِ غریباں مری فریاد کو پہنچو

**٢٠**

مظلوموں کی لے لیکے بلائیں یہ پکاری
اب تم سے جدا ہوتی ہے لونڈی یہ تمہاری
شکوہ نہ مرا کیجیو زہرا سے میں واری
کس طرح بچاؤں مجھے تلوار ہے ماری

مجبور ہوں طاقت نہیں اُٹھنے کی زمیں سے
اللہ بچائے تمہیں اس دشمن دیں سے

۲۱

جب مار چکا اسکو تو معصوموں کو کھینچا
پکڑے ہوئے زلفیں نہیں لایا لب دریا
رو کر کہا بچوں نے ہمیں قتل نکرنا
ماریگا جو ہم کو ترے کیا ہاتھ لگیگا
پائیگی جو ماں ہم کو تو قدموں پہ گریں گی
کسطرح محبت سے تری گرد پھرینگی

۲۲

ہے قتل ہی منظور اگر تجھکو ستمگار
ہم دونوں کی مادر کو دکھا دے ہمیں اکبار
باقی نہ دلوں میں رہے اب حسرت دیدار
پھر شوق سے سر کردے تہ خنجر خونخوار
ہم بندگی رب کی کریں تو ہم پہ جفا کر
ایک ہاتھ میں ہم دونوں کے سر تن سے جدا کر

۲۳

جو ہاتھ کٹے تھے معصوم دہائی میں نے کیا کام
ماری جو بڑے بھائی کو اک دوڑ کے صمصام
مچھلی سا تڑپنے لگا مسلم کا وہ گلفام
چلا کے کئی مرتبہ بھائی کا لیا نام
میں قتل اُسے کرتا تھا غش ہوتا تھا بھائی
آغوش میں بھائی کو لئے روتا تھا بھائی

۲۴

بس کیا کہوں اس طفل کا جو کچھ کہ تھا عالم
پہلو میں برادر کے تڑپتا تھا بصد غم
سر پیٹ کے کہتا تھا یہ با دیدۂ پُرنم
تم قتل ہوئے رہ گئے رونے کے لئے ہم
ہے ہے مرا سو ٹکڑے سے جگر کر گئے بھائی
تم پہلے ہی بھائی سے سفر کر گئے بھائی

۲۵

ہاں ہے مری عاشق مجھے آواز سنا دو
صدقے ہو برادر مری آغوش میں آؤ
میں روتا ہوں بھائی مجھے چھاتی سے لگا دو
بے سر مجھے کرتا ہے ستمگر بچاؤ
یہ گل سا بدن خاک میں اب آ گیا ہی ہے
ہے ہے مری بھائی مرا سر کٹ گیا ہے ہے

۲۶

پھر آگے بڑھا ہاتھ میں کھینچے ہوئے تلوار
پہلو میں برادر کے ہوا غش وہ دل افگار
میں چھاتی پہ اس طفل کی آکر ہوا اسوار
جب حلق پہ پہنچے کے رکھا خنجر خونخوار
اک حشر بپا ہو گیا خنجر کے چلنے پر
بھائی نے گلا رکھ دیا بھائی کے گلے پر

۲۷

اک بی بی کھلے سر نظر آئی مجھے اس آن
میں نے کہا تو کون وہ بولی بصد افغاں
میں مادر شبیر ہوں اے دشمن ایماں
بچوں کو مری کر نہ تہ خنجر براں
دکھ دے نہ مرے دل کو میں دکھ پائی ہوں ظالم
ان لاشوں پہ رونے کے لئے آئی ہوں ظالم

۲۸

ہر گز نہ سنا پھیر دیا خنجر خونخوار
سر کاٹ لئے رہ گئی روتی وہ دل افگار
اور دونوں کے تن پھینک دیے پانی میں یکبار
دریا کی ترائی سے ہوا ہاتھ نمودار
سر پیٹتی دریا پہ پیمبر نظر آئے
آغوش میں مسلم کی وہ دلبر نظر آئے

# مرثیہ

## نمبر ۱۵

مطلع

# طے کر چکے حسینؑ جو راہِ ثواب کو

بند ۲۸

## من تصنیف جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ

در ذکر شہادت جناب سیّد الشہدا

باہتمام سیّد منیر حسن منیرؔ مطبع یوسفی دلّی میں چھپکر شائع ہوا

**١**

طے کر چکے حسینؑ جو راہ ثواب کو
مقتل نظر پڑا خلف بوترابؑ کو
الفت جو وانکی خاک سے تھی اسجناب کو
اک عید ہوگئی شہ گردوں رکاب کو
دل مثل غنچہ وانکی ہوا کھا کے کھلگیا
رستہ ریاض خلد کے جانیکا مل گیا

**٢**

صحرا پہ ہر طرف شہ دیں نے نگاہ کی
سب تھم گئی سپاہ شہ کیسپاہ کی
فرمایا آج چھوٹ گئے ایذا سے راہ کی
ہاں اب جگہ پسند کرو خیمہ گاہ کی
آگے نجائینگے کہیں اس ارض پاک سے
الفت ہماری خاک کو ہے یانکی خاک سے

**٣**

مشتاق اس نواح کا تھا فاطمہؑ کا لال
رہتا تھا خواب میں بھی اسی دشت کا خیال
آفاق میں یہ ارض مقدس ہے بیمثال
سبزہ یہانکا رحمت خالق سے ہے نہال
حاصل ملیگا حشر میں اس کشت کا
روئے زمیں پہ ہے یہی طبقہ بہشت کا

**٤**

لی سرو بوستان حسنؑ نے یہ گفتگو
آتی ہے اس زمیں کے گلو سے دولہن کی بو
اکبرؑ یہ بولے تھی ہمیں خنجر کی آرزو
عباسؑ سے یہ کہنے لگے شاہ نیک خو
ہاں کونسی جگہ تمہیں بھائی پسند ہے
اس شیر نے کہا کہ ترائی پسند ہے

عح

جنگل میں ہے بشر کیلئے سو طرح کا ڈر
اُٹھتے ہیں بار بار بگولے اِدھر اُدھر
دن کٹ گیا تو ہوئیگی شب کس طرح بسر
لشکر میں غل رہیگا درندوں کا رات بھر
بچے بھی مارے خوف کے ہیں تر پسینے میں
میرا تو دل ابھی سے اُچھلتا ہے سینے میں

عط

زینبؑ نے جب یہ سرورِ دیں سے سُنا کلام
محمل سے یوں پکاری کلیجہ کو تھام تھام
کیوں چلتے چلتے آپ نے ہاتھ سے روک لی لگام
بھیا اِدھر تو آؤ یہ ہے کونسا مقام
بستی بھی کوئی ہے یہی یا ایک نہر ہے
اُس دشت پُرخطر میں اُترنا تو قہر ہے

عو

فرمایا شہؑ نے خیر جو اللہ کی رضا
موقع ہو جس جگہ وہیں خیمہ کر دیا
آرام سے غریب مسافر کو کام کیا
رہتے ہیں دھوپ میں بھی بہت بندۂ خدا
دو چار دن ہیں عمر کی مدت تمام ہے
سیدانیو غرض ہے نہ دریا سے کام ہے

عہ

دریا کو دیکھ دیکھ کے لہرا رہا ہے دل
پانی بھی خوشگوار ہوا بھی ہے معتدل
مولا قدم پکڑتی ہے کچھ یاں کی آب و گِل
بہتر ہے گر مقام ہوں ساحل کے متصل
پانی سے ہاتھ منہ کو لبِ نہر دھوئینگے
جاگے بہت ہیں پاؤں کو پھیلا کے سوئینگے

۹

اس سرزمیں کے گل نظر آتے ہیں مجھ کو خار
نشتر سے کم نہیں ہے رگ جاں کو سبزہ زار
یہ باد تند تیز سی ہوتی ہے دل کے پار
اس بن کی خاک سے مری خاطر پہ ہے غبار
کیا رنگ آگے دیکھئے قسمت دکھاتی ہے
یاں کی زمیں سے خون کی بو مجھکو آتی ہے

۱۰

پوچھو کسی سے مسلمؑ مظلوم کی خبر
تربت مرے غریب مسافر کی ہے کدھر
بچوں کے اُسکے کاٹ دیئے ننھے ننھے سر
لاشے بہا دیئے اسی دریا میں پھینک کر
رنج و غم والم کی گھٹا دل پہ چھائی ہے
اماں کے بیٹے کی صدا مجھ کو آئی ہے

۱۱

یوں نہر کی ترائی میں ہے کون نوحہ گر
مرتا ہے جس طرح سے کسی کا جواں پسر
صاف آتی ہے صدا کہ فدا تجھ پہ ہو پدر
یاں سوئیگا تو اے مرے عباسؑ نامور
دلسوز کا مقام ہے جاگہ قلق کی ہے
پہچانتی ہوں میں یہ صدا شیرِ حق کی ہے

۱۲

غش کھا کے اب میں گرتی ہوں مجھ کو بٹھائیں پاس
چھٹے یہاں ہوئے تو ہوئی زندگی سے یاس
اصغرؑ بلک رہا ہے سکینہؑ کو ہے ہراس
عباسؑ کو بلاؤ کہ آئیں بہن کے پاس
نقشہ وہ پھر گیا مری چشم پُر آب میں
ایسا ہی دشت تھا کہ جو دیکھا تھا خواب میں

۱۳

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ زمن
اُترو یہیں یہ خوف کی جا ہے نہیں بہن
یہ نہرِ علقمہ ہے یہ ہے کربلا کا بن
آئے اسی کے شوق میں ہم چھوڑ کر وطن
رہنے میں اس جگہ کے ضرر کیا فقیر کا
خیمہ یہیں ہوا تھا جناب امیرؑ کا

۱۴

یہ سنکے بنتِ فاطمہؑ نے کی بکا کہ آہ
بولی یہ کربلا ہے تو ہم ہو گئے تباہ
ہے ہے حسینؑ کو نہ ملے گی کہیں پناہ
ڈوبیگا بحرِ خوں میں دو عالم کا بادشاہ
سر پر اڑاؤ بیبیو اس سرزمیں کی خاک
سنتے ہیں لے گئے تھے پیمبر یہیں کی خاک

۱۵

اُترے وہ فرس سے حضرت عباسؑ نیک نام
بٹھلائے اونٹ خیمہ کے سب کھینچ کر زمام
فراش چاہتے تھے کہ برپا کریں خیام
تلواریں کھینچ گھاٹ پہ آ پہنچی فوجِ شام
زینبؑ کے دل پہ ظلم کی شمشیر پھر گئی
شہ کی نظر میں غربت کی تصویر پھر گئی

۱۶

ہٹ ہٹ کے کھینچنے لگے تیغوں کو اہلِ شر
عباسؑ نے بھی رکھ دیا قبضہ پہ ہاتھ دھر
زینبؑ پکاری کھول کے محمل سے اپنا سر
بھائی خدا کے واسطے لو بھائی کی خبر
للہ شیرِ بیشۂ حیدرؑ کو روک لو
تلواریں کھنچ گئی ہیں برادر کو روک لو

**۱۷**

مجرے سے کو جھک گئے رفقا باندھ کر پرا
حضرت نے سر پہ ہاتھ عجب پیار سے کیا
ہنسکر نظر عزیزوں کی جانب جو کی ذرا
سب باغ فاطمہ نظر آیا ہرا بھرا

تھے اسطرح جوانوں میں لڑکے بنے ہوئے
ہوں جسطرح سے پھول چمن میں کھلے ہوئے

**۱۸**

یوں چڑھ چکے رکیبو پہ بڑھے جب وہ گلعذار
اسلام فرس پہ قبلۂ عالم ہوئے سوار
مہمیز کی نگہ بڑھا وا نے راہوار
حضرت کے منہ کو تکتا تھا مڑ مڑ کے بار بار

کوہ الم گرا تھا دل دردناک پر
آنکھوں سے اشک ٹپکتے تھے خاک پر

**۱۹**

آزردہ ہو کے اس سے یہ بولے شہِ اُمم
تو ساتھ گر نہ دے تو پیادہ ہی جائیں ہم
تب بولا کانپ کانپ کے وہ اسپ خوش قدم
قدموں کو میں نہ چھوڑونگا جبتک ہے دم میں دم

جھکو تو بار بار نہ رک رک کر دیکھئے
مولا مرے قدم کی طرف جھک کے دیکھئے

**۲۰**

جھک کر جو پشت زیں سے شہِ دیں نے کی نظر
دیکھا سمو نے بیٹی ہے زینبؑ برہنہ سر
کہتی ہے سے لگا کے آنکھیں قدم پہ وہ نوحہ گر
اسے ذوالجناح دختر زہرا پہ رحم کر

پاؤنگی پھر نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
لیجا نہ تو چھڑا کے بہن سے حسین کو

**٢١**

گردن سے لپٹی کہتی تھی بانوئے نامدار
صدقے میں تیرے اے مرے آقا کے راہوار
کرتا ہے مجکو رانڈ محمدؐ کا یادگار
کام آکے ہوں علیؑ کی بہو میں جانثار
مر جاؤنگی میں ساتھ جو وارث کا چھٹ گیا
آگے قدم رکھا تو مرا راج لٹ گیا

**٢٢**

پیچھے کھڑی ہے سر پہ رکھے ہاتھ دوسری بہن
پکڑے ہے شکار بند کو بیوۂ حسنؑ
روکے ہے راہ زوجۂ عباسؑ صف شکن
گھونگٹ کئے ہے بانوئے اک رات کی دلہن
صدمے سے تھرتھری ہے تن خوش خرام میں
ڈالی ہے ننھے ہاتھ سکینہؑ نے لگام میں

**٢٣**

اُترے قدم رکاب سے حضرت نکال کر
ہاتھوں سے خود بہن کو اٹھایا سنبھال کر
رو کر کہا ابھی سے نہ زینبؑ یہ حال کر
بولی وہ ہاتھ شاہؑ کی گردن میں ڈال کر
کچھ زور بیقراریٔ دل سے نہ چل سکا
بھائی میں کیا کروں نہ کلیجہ سنبھل سکا

**٢٤**

فرمایا تم کو فاطمہؑ کی روح کی قسم
جاؤ ابھی تو آئیں گے مقتل سے پھر کے ہم
بچوں کو ساتھ لیکے پھرے سوئے خیمہ حرم
رستے سے ہٹ کے بولی یہ زینبؑ بچشم نم
قابو نہیں ہے دل پر اضطراب کو
گھوڑے پہ تم چڑھو میں سنبھالوں رکاب کو

**۲۵**

عباسؑ نے کہا کہ نہیں آپ کا یہ کام
خدمت کیواسطے ابھی حاضر ہے یہ غلام
ہتھا ہمارے بعد جو رہ جائیں گے امام
تب تھامیو رکاب شہنشاہِ تشنہ کام
حیدرؑ نے دی صدا پدرِ دلبر میں بھی ہیں
زہراؑ بھی ہیں رکاب میں روح الامیں بھی ہیں

**۲۶**

لشکر میں اہلِ ظلم کے غل تھا کہ الاماں
دو بجلیاں چمکتی ہیں بھاگے کوئی کہاں
اپنے کہیں پناہ نہیں زیرِ آسماں
یہ کس کے شیر ہیں کہ نہیں انکو خوفِ جاں
حضرت پکارتے تھے کہ دو ذبح پیاسے ہیں
جھکا پسر ہو نہیں یہ اسی کے نواسے ہیں

**۲۷**

رکھا تھا بس کہ پڑنے لگے برچھیوں کے وار
اک جسمِ نازنیں پہ پڑے تیر دس ہزار
تیورا گیا وہ فاطمہ زہراؑ کا یادگار
تیغوں سے ہاتھ کٹ گیا سر ہو گیا فگار
کھائی سناں جو غش میں دلِ دردناک پر
کرسی نشینِ عرش گرا روئے خاک پر

**۲۸**

بس پھر تو تشنہ کے حلق پہ خنجر گذر گیا
خورشیدِ آسمانِ شرف خوں میں بھر گیا
دنیا سے بادشاہِ اُمم کوچ کر گیا
چلائی فاطمہؑ کہ مرا شبیر مر گیا
برپا ہوا یہ حشر تو کیا دل کو کل پڑے
باہر سب اہلبیتِ محمدؐ نکل پڑے

# مرثیہ

## نمبر ۱۶

مطلع

# غروب روز نہم جبکہ آفتاب ہوا

## بند ۲۴

من تصنیف جناب دلگیر صاحب اعلی اللہ مقامہ

در ذکر شب عاشور

باہتمام سید نیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

**۱**

غروب روزِ نہم جبکہ آفتاب ہوا
سیاہ شام سے تب صبح کا جواب ہوا
پئے وضو نہ میسر کسیکو آب ہوا
کمال زینبِؑ مضطر کو اضطراب ہوا
یقین ہوگیا بھائی کا سر جدا ہوگا
ہر اک سے کہتی تھی کیونکر صبح کیا ہوگا

**۲**

کیا فریضۂ مغرب امامؑ نے جو ادا
بہن پکاری کہ کرتا ہے شمر قصدِ جفا
مجھے ہے آپ سے اک بات پوچھنی بھیا
قریبِ زینبؑ ناکام آئے شاہِ ہدا
کیا جو غور تو چشمِ امامؑ پر نم تھی
کمال حزن سے گردن امامؑ کی خم تھی

**۳**

بلائیں لیکے کہا یوں بہن نے او بھائی
تمہاری پیاس پہ قربان ہو یہ ماں جائی
قریبِ شام کے میں نے یہ ہے خبر پائی
کسیطرح سے نہ تدبیر صلح بن آئی
یہ بات سنکے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے
سب اہلِ شام خدا و نبیؐ کو بھول گئے

**۴**

یہ سنکے کہنے لگے اُس سے بادشاہِ زمن
کرو یہ شکر نہیں ہم خدا کو بھولی بہن
اثر پذیر ہو کسطرح ان پہ میرا سخن
وہ سب کے سب ہیں خدا و رسولؐ کے دشمن
شقی عجب ہیں مری ماں کو ملول کرتے ہیں
یہ جان بوجھ کے دوزخ قبول کرتے ہیں

ف

اگرچہ سن میں تھے کچھ دن بڑے حسن بھائی
پہ راحت اُنسے تھی مانند باپ کے پائی
تو مجھ سے عمر میں چھوٹی ہو ری ماں جائی
مثال فاطمہ راحت مری تجھے بھائی

میں تیری زانو و سینہ پہ رکھ کے سر سوتا تھا
تو مثل زانوے مادر کی چین ہوتا تھا

ف

سنکے عرض کی زینب نے یا امام انام
عنا کو بڑھ کے کوئی تحفہ بھیجے آرام
کہا امام نے مظلوم ہو وہی جس کا نام
کرو تو عذر پھر آرام سے اُسے کیا کام

ہمارا راحت و آرام ماں کے ساتھ گیا
جو کچھ رہا تھا امیر جہاں کے ساتھ گیا

ف

ہم آئے دوسری تاریخ یاں بجائے ناکام
تو تھے جماعت نہرین کے شریک تمام
کیا جو وعظ تو سب نے سنا ہمارا کلام
کہا تھا پیغمبر اسلام کیجو بدنام

نہ مانی فرقہ اعدا نے الحیات مری
بس آج رات ہے آفاق میں حیات مری

ف

کئی ہزار جو خط تھے ہمارے پاس آئے
وہ مہریں انکو دکھائیں وہ نامے دکھلائے
جواب سخت ہی ہر ایک بات کے پائے
ہر ایک بات میں نزدیک تھا بگڑ جائے

اُمور حق میں ذرا سستی کلام نہ کی
وہ کون حجت حق تھی کہ جو تمام نہ کی

**۹**

کرو تو غور وہ اب واقعی ہے پیش نظر
کہ کس کی نوک سناں پر چڑھیگا میرا سر
نہ ہو گا زانوئے مادر نہ زانوئے خواہر
یہ جب ہو سانا آرام پھر کہاں دم بھر

کبھی تو شہر میں سر گاہ دشت میں ہوگا
کبھی تنور میں اور گاہ طشت میں ہوگا

**۱۰**

بس آج رات کے مہمان ہیں ہم اے زینبؑ
یہی ہے خوب عبادت میں ہو بسر یہ شب
نہ اب ہے کھانے سے مطلب نہ پینے سے مطلب
یہی ہے مد نظر راضی مجھ سے ہو مرا رب

ندائے غیب یہ آئی کہ ہے خدا راضی
نہ تو رہی کوئی اب تک ہماری ناراضی

**۱۱**

ندائے غیب سے خوش ہو گئے امام حجاز
امام دیں نے پڑھی اس گھڑی عشا کی نماز
دعائیں کرتے تھے خالق سے یوں بعجز و نیاز
یہ بندہ تیرے کرم سے فقط ہوا ممتاز

امام تو نے کیا خود نہیں امام بنا
فقط ہے تیری عبادت سے میرا کام بنا

**۱۲**

سنی یہ بہن نے جس دم دعائے شاہ زماں
تڑپ کے کہنے لگی شہ سے زینبؑ نالاں
تمہاری بخشش امت کے یہ بہن قرباں
خدا کے پیارے ہو تم اے نبیؐ کے راحت جاں

کروں تمہارا بیاں کیا مری زباں نہیں
سوائے بخشش امت کے کوئی دھیان نہیں

۱۳

ہنسے سکینہؑ کا اسوقت ہے بہت ہی حال
بہت ہی تم سے ہے مانوس وہ بتولؑ کی لال
مرے پدر کو بلا دو کریگی جب یہ سوال
تو کس طرح اسے بہلاؤنگی ہے خوف کمال
جو صبح ہوتی ہی شب کو خبر یہ پائیگی
تمہارے جاتے ہی پہلے وہ مر ہی جائیگی

۱۴

کہا امامؑ نے اے خواہر بلند وقار
کئی دنوں ابھی اسکو قضا نہیں زنہار
ابھی اٹھانی ہیں اسکو اذیتیں بسیار
ابھی طمانچے شمر سے چھنینگے بالی کے شمار
ابھی تو چھوٹا گریبان اسکا پھٹنا ہے
ابھی تو لاشہ سے میرے اسے لپٹنا ہے

۱۵

جہاں میں کیسی اذیت اٹھا گئی مادر
اٹھارہ سال رہی خلق میں وہ نیک سیر
مشابہ اس مری مادر سے ہے یہ مہ پیکر
اٹھائیگی نہ بھلا یہ اذیتیں کیونکر
شبیہ حضرت زہراؑ خوشخصال ہے یہ
خیال اسکا نہ کرنا کہ خورد سال ہے یہ

۱۶

اگرچہ دو بہنیں سمجھاتے بانوئے ناچار
کلام سبطِ نبیؐ اسنے سن لیا یکبار
طمانچے کھائیگی یعنی کہ یہ مری دلدار
سر اپنا پیٹ کے رونے لگی پکار پکار
کہا امامؑ نے روکر فغاں ہے بیجا سب سے
شہادتیں ہیں یہاں تم اب اطاعت رب سے

**بند ١٧**

یہ کہہ کے ہو گئے مشغول طاعت باری
دعائیں عرض یہ کرتے تھے حق سے ہر باری
جب آئے مومنوں کی بازپرس کی باری
تو ان سبھوں کو گناہوں سے ہو سبکباری
ندا یہ آئی کہ جس دم تو سر کٹائے گا
تو اس سوال کا اپنے جواب پائے گا

**بند ١٨**

ادھر نماز میں مشغول تھے امام امم
ادھر تھا بیبیوں میں مشورہ ہوا باہم
ضرور سر کو کٹائیں گے سرور عالم
سحر کو ہوگا مرقع یہ درہم و برہم
اگر امام پہ چھوٹے بڑے فدا ہو جائیں
تو حق سے فاطمہ کے ہم بھی سب ادا ہو جائیں

**بند ١٩**

سب اپنے وارثوں سے کہہ رہی تھیں کرو تحریک
کہو سبھوں نے کہ ہے راہ دین بہت باریک
بہت ہے وقت شہادت امام کا نزدیک
نہ ہو تمہارے لئے صبح کو کہیں تضحیک
فدائے شاہ ہوں یہ کبکی آرزو میں ہیں
وہ اب قریب ہیں جو سبکی آرزو میں ہیں

**بند ٢٠**

یہ گفتگو جو ہوئی پہلے روئے سب کے سب
پھر اپنے لاڈلوں سے متصل گئیں زینب
تو دیکھا بستر پہ سوئے ہیں وہ تشنہ لب
وہ دونوں چونک پڑے ہاں پکاری ای عجب
وہ بولے تم جو ہو گھبرائی اس قدر اماں
ہمیں بتاؤ تو کیا صبح ہو گئی اماں

۲۱

شتاب ہو کہو مصلّے سے اُٹھے شاہِ انام
ہوئے لڑائی پہ آمادہ سارے ساکنِ شام
کہو تو ہم سے کہ کیا کرتے ہیں شاہِ انام
کہاں ہیں قاسمؑ و عباسؑ و اکبرؑ گلفام
یہ آپ دیکھ لیں بیٹھے ہیں ہم کمر باندھے
کمر میں تیغ لگائے ہوئے سپر باندھے

۲۲

نہ جانے گا کمر باندھو سو رہے تھے ہم
ہیں پیاس سے غش آیا تھا خدا کی قسم
یہ سُن کے کہنے لگی اُن سے زینبؑ پُرغم
ابھی سحر نہیں ہے یہ رات ہے کم کم
تمہاری سمت سے کھٹکا مجھے زیادہ ہے
میں پوچھتی ہی کو آئی ہوں کیا ارادہ ہے

۲۳

یہ سُن کے کہنے لگی ماں سے دونو وہ مغموم
ابھی ہمارا ارادہ تمہیں نہیں معلوم
یہ قصد ہے جو ہوا فضلِ خالقِ قیوم
نثار ہوئیں گے ہم گردِ سیّدِ مظلوم
کبھی سخن نہ تمہارا تھا اس قرینے کا
کہ بعد شاہ کے ہم سر گماں ہو جینے کا

۲۴

یہ سُن کے زینبؑ مضطر کو ہو گئی تسکین
پھر آئی زوجۂ مسلمؑ کے پاس وہ غمگیں
تو دیکھا بیٹھی ہے وہ اپنے دونوں کو قریں
یہ کہہ رہی ہے کہ کل ہوں گے قتل سر در دیں
وہ کہہ رہے تھے کہ جنت کے ہم مسافر ہیں
سحر تو دور ہے ہم تو ابھی سے حاضر ہیں

**۲۵**

پھر اسنے دیکھا کہ بیٹھا ہے اُن کے پاس علی اکبر
وہ رو رہی ہے پسر کی بلائیں لے لیکر
یہ ہے کلام شبیہ نبی کے ہونٹوں پر
سحر تو ہو نیند و اماں خدا پہ رکھو نظر
مجھی تو عشق ہے مظلوم شاہ خوش خو سے
نہ مر کے بھی میں ہٹونگا پدر کے پہلو سے

**۲۶**

پسر سے زوجہ شبیر نے جب کیا اقرار
کہ میں ضرور قدم پر چچا کے ہونگا نثار
سکینہ سے کہا کبرا نے اے بہن ناچار
چلو کنارے کہ تم سے کو نہیں کچھ اظہار
گئی وہ اکطرف سب سے جب جدا ہو کر
کہا سکینہ سے کبرا نے تب یہ رو رو کر

**۲۷**

یقیں ہوا نہ مجھے ابن حسن کی باتوں سے
کہ یہ ضرور مرے باپ پر فدا ہوں گے
پہ کیا کروں کہ جو مانع نہ شرم ہوتی مجھے
تو انکی کرتی میں تعریف پاؤں پڑ پڑ کے
یہ ایسا بیاہ تو بخشش کا میری حیلہ ہوا
مجھے شفاعت محشر کا یہ وسیلہ ہوا

**۲۸**

پیر دولہا تمھاری سے اپنی کہو تم اے بیٹا
مری بہن کو ترے ہاتھ کا تیغ ہے سہنا
یہ میری دادی سے کوثر پہ جا کے کہہ دینا
کہ دادی پوتی کی مشکل میں آ کے خبر لینا
پدر سے نیز یہ تم کہنا جا کے جنت میں
بہو کی لیجیو جا کر خبر مصیبت میں

# مرثیہ

## نمبر ۱۷۱

مطلع

# قیامت آئی حرم میں ابن شاہ دیں کی سواری آئی

## ۲۸ بند

من تصنیف جناب افسردہ صاحب اعلی اللہ مقامہ

در ذکر شہادت مظلوم کربلا

باہتمام سید منیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

| | | | |
|---|---|---|---|
| ١ قیامت آئی حرم سرا میں جو شاہ دیں کی سواری آئی<br>کوئی پکاری کہ آئی آفت کوئی پکاری کہ خواری آئی<br>اخی کی نزدیک بی بی زینب بہ آہ و فریاد و زاری آئی<br>کہا بہن سے چلو نہ آئی قریب رحلت ہماری آئی | ٢ تمہارا سایہ ہمارے سر پر نبی کا سایہ علی کا سایا<br>تمہارے سایہ میں اس بہن نے بہت سا آرام و چین پایا<br>نہ ہمکو دیکھی کوئی لڑائی نہ ہم نے کوئی دکھ اٹھایا<br>وطن بھی چھوڑا بدیس دیکھا تمہارے چھٹنے کا وقت آیا | ٣ عزیز و فرزند اور برادر چلے ہو ہمراہ اپنے لے کر<br>ہمیں بھی لائے تھے ساتھ اپنے تم کو چھوڑیں نہ ای برادر<br>تمہارے سر کی عوض ہیں حاضر ہمارے سر ہو فدا کر دگر<br>تمہارے آگے جو قتل ہو ویں تو نام رہجائے تا بمحشر | ٤ ہماری ہو تو نا ہوس ہم ہنگار کہاں بٹھائیں کہاں چھپائیں<br>ہماری عزت کہاں رہیگی جو غیر محرم کو منہ دکھائیں<br>زمین شق ہو وے آج بھائی تو ہم سر بچیں بھی اس میں سمائیں<br>ہمارا پردہ خدا ہی رکھے ردا ہم اپنی کہاں سے لائیں |
| زمیں کا پیوند مجھکو کر لو تو جاؤ میدانکو تیر ارادے<br>بہن سے دیکھا نجائیگا یہ امام زادے ہو قتل ادھر سے | تمہاری صورت کو جاؤں واری نجاؤ میدانکو اپنے گھر سے<br>پھرے گی در در تمہاری خواہر رہیگی محروم اک چادر سے | نہ ہمکو بخشیں ہم کو یہ ہمکو قید ہی بنائے وہ بھائی<br>تمہارے صدقے تمہارے قرباں نجاؤ بھائی نجاؤ بھائی | نہ سر پہ چادر رہی ہمارے نہ گھر ہمارا نہ در ہمارے<br>کھلے بھی سو نظر ہیں آتی ہیں کیا ملو میں سر ہمارے |

۲

مجھے یقین ہے امام بھائی کہ آج پاؤ گے تم شہادت
ہماری کچھ فکر کرتے جاؤ کہ ہم کریں کیا بوقت آفت
یہ خیمہ لوٹینگے آکے شامی کرینگے اسباب گھر کا غارت
ہمارے سر سے ردا لینگے تو ہوگی ایسی ہمیں قیامت

رہو گی میں مثل تم تو کس سے پکاریں ہمیں بچالو
ذرا اور اس سے کہینگے بچے کہ بیبی زینب ہمیں سنبھالو

۳

اخیر شب کو یہ میں نے دیکھا عجب پریشان خواب بھائی
کہ میری مادر بسوز و زاری علیؑ کے ہمراہ بہن روتی آئی
کلیجہ ہاتھوں سے اپنا پکڑے یہ پیٹتی پھرتی ہو دہائی
کہ صبح اس کی ہمیں لوٹینگے محمدؐ و زہرا کی سب کمائی

یہ بین کرتی تھی سر کے بالوں سے جھاڑتی تھی وہ اس زمیں کو
کہ ہو نہ تکلیف سر کے پیارے حسین بسمل کو نازنیں کو

۴

تمہیں تو ظاہر ہے بھائی صاحب کہ جب ہماری نبیؐ کی دختر
وصی احمدؐ سے کی وصیت کہ میری والی قسیم کوثر
اٹھانا شب کو مرا جنازہ نہ دیکھے مجھکو جو کوئی آکر
قیاس کیجے کہ ایسی بی بی کی بیٹی ہو دختر پھرے کھلے سر

کھینچینگے شامی برہنہ سر جو آج ایسی نبی کی زینت
بتول و حیدر کی ہے یہ بیٹی رسول حق کی نواسی زینب

۵

تمہاری امداد وقت مرنے کے تم کو سونپا تھا مجھکو بھیا
تمہاری خدمت بجا میں لائی لحد میں تم نے ہمیں نہ دیکھا
تمہارے دشمن جو قتل ہونگے عدن میں دیکھینگی تم کو زہرا
کہینگی خاتون حشر ہم سے کہ ہائے زینب یہ کیا کیا

کہاں اکیلا اخی کو چھوڑا بہن تھی کیسی کہ کام آئی
بتول آنکھیں منہ سے مجھکو یہ اب خجالت مدام آئی

**۱۲**

یہ بات کہہ کے شمر ابن جیلد بھاگا جو میدان میں کھلبلی مچی
چڑھی لڑائی فوج ظالم عیاں تھی آواز شور و غل کی
ادھر سے دریا کی راہ روکی ادھر مدینہ کی راہ روکی
حرم نے ایسا ہی خوف کھایا کہ جان تن میں رہی نہ باقی

حسین بولے کہ فوج میری کہو شتابی تیار ہووے
ندا فلک سے لگی یہ آنے خدا کا لشکر سوار ہووے

**۱۱**

ہوا کو رسل خدا کو گذری ہوا ہے جو انہوں نے دیکھی ہے سب حالت
کہ مجھکو دیکھا ہے غرق خوں میں نہیں ہے دیکھا بصد مصیبت
نہیں ہے لازم کہ دم نہ مارو نہ بولو ہرگز جو آئی آفت
ہو تم ایسے ہی آج صابر کہ نام رہ جائے تا قیامت

جو کام ہم سے کہ آج ہوگا نہ پھر کسی سے یہ کام ہوگا
رہیگا جبتک جہان قائم ہمارا ماتم مدام ہوگا

**۱۰**

رضا و تسلیم جسکو کہتے ہیں اسکا درجہ ہے خاص ہمارا
جو خاص بندے خدا کے ہیں نہیں بلا سے نہیں ہے چارا
ہر اک پیمبر اور ولی کو ہوا ہے آگے یہی اشارا
کہ امتحاں کا جو وقت آیا تو دم کسی نے ذرا نہ مارا

نبی کے بیٹے کا عیش ہے وارث خدا کی حجت ہے ذات میری
اسی کے تابع حیات میری اسی کے تابع ممات میری

**۹**

بہن کی تقریر سن کے حضرت امام بولے باہ و زاری
کہ میں ہوں مجبور سب جگہ پر یہی ہے تقدیر میں تمہاری
خدا تو سر پر ہے بہنا صاحب ام سے کہتی ہو کیا ہماری
تمہاری عصمت تمہاری عفت کا ہوگا حافظ جناب باری

یہی ہے منظور آج اسکو کہ میری گردن پہ تیغ دیکھے
حرم کو میرے اسیر دیکھے عیال میرے یتیم دیکھے

**۱۳**

امام بولے سلاح بہر شتاب لاؤ نہیں ہے فرصت
نہ ہووے ایسا قریب خیمہ کے فوج اعدا کرے بغاوت
تمام خیمہ کے گرد آتش جلاؤ دشمن کو ہووے حیرت
حرم سرا میں کوئی نہ آئے کہ ہے نہایت یہ بے غیرت
ہوئی جو آتش وہاں یہ روشن لگا پکارنے زینب علی کو
کہ آج ہم پر ہے وقت جیسا خدا نہ دکھلائے یہ کسی کو

**۱۴**

سلاح منگوا کو لیکے باندھو جو شاہ دیں اوز حضور آئی
اور اس کی آنکھوں نے اشک جاری ہیں شکل باراں کی دکھائی
بغل میں اصغر تھا طفل اسکی بلتیں منہ پر رکھی سکی چھائی
پکاری حضرت بھی سر بانو یہ تم نے صورت ہے کیا بنائی
تم اپنے ماتم کے واسطے تھا تو مجھ بھی اس وقت رولاؤ
یہی تھا تقدیر میں ہماری تم اپنے جی کو نہ کڑھاؤ

**۱۵**

جو کچھ تھا ہمارا تمہارا دنیا میں ساتھ آخر ہے آج ہوتا
یہ ہے وصیت کا وقت بانو نہیں ہے یہ وقت کوئی روتا
کہو جو تم کو ہو کہنا مجھ سے کہ دم میں محرم اپنی جان کھوتا
تم اپنا اشکوں سے منہ ہو دھوتی میں اپنے جی سے ہوں ہاتھ دھوتا
جو ہو دل میں کوئی تمنا تو اسکو حاصل شتاب کر لو
سوال رخصت کے تم سے بانو تو تم سوال و جواب کر لو

**۱۶**

گئی وہ کہنے کہ کیا کہوں میں نہیں ہے کہنے کی تاب مجھکو
جواب کیا دوں میں تم کو صاحب نہیں ہے دینے جواب مجھکو
یہ شہر بانو تباہ ہوگی نہ کر کے جاؤ خراب مجھکو
تم اپنے گھوڑے پہ کر کے اسوار اور اوڑھا دو نقاب مجھکو
جلو میں تمہارے قدم تو سر سے گیا نہ چلنا قبول صاحب
یزید کے آگے سر برہنہ نہیں ہے جانا قبول صاحب

**١٧**

الہم ہوا کہ عون تو نہیں ہے واجب یہاں وہی بی بی
نہیں میں ہمراہ بچوں کیا کہ یہاں بھی ہیں یہاں بی بی
ہماری بانو یہ رضی ہے کہ قبول کرو خدا کی رضی
مجھے ہے میراث مرتضیٰ کی ہمیں ہے میراث فاطمہ کی

جو تم نہ صابر رہوگی بانو تو کیونکہ صابر کبریٰ ہوگا
رضا پہ راضی ہو گھر لٹایا کوئی کہیگا تو کیا کہیگا

**١٨**

کہی وہ کہنے کہ میری صاحب جو رضی ہے رب ہماری
تو کیا ہیں دونوں قبول کر تو لگی ہوگی سر پر جو ہم گواہی
بلایا اکبر علی کو اپنے کہا کہ اماں ہو تم پہ واری
تم اپنے بابا کی ساتھ مرنا کہ وقت ایسا ہے آج بھاری

جو آنا میدان سے پاس ہمارے تو اپنے بابا کے ساتھ آنا
گر ہے جینا جہاں کہ ان کا تم اپنا وہوں ہاں بہانا

**١٩**

یہ دیکھا زینب نے حال جس دم وہ اپنے بیٹوں کو ساتھ لائی
کہا کہ اس وقت میری کہنی کرو نہ کرنا حسین بھائی
تم اپنے بیٹوں کی اور بھتیجوں کی جب سمجھنا کہ باری آئی
تو ان کو فرمانا یہ فدا ہوں جو بیگ میری لگی کمائی

حسن کے بیٹے یہ عون قربان کہ میرا بیٹا بھی ہے برابر
تمہارے اکبر کی بعد جعفر کہ میرا چھوٹا یہ دلربا ہے

**٢٠**

سکینہ بی بی کو اپنی چھاتی لگا لگا کر کہا یہ رو رو
کہ بابا رخصت ہو تم سے ہم کو ہماری خاطر بہت نہ کڑھیو
جو تم پیو پانی تو یاد رکھیو جو کھانا کھاؤ تو یاد دیکھیو
تم اپنی مادر کے پاس رہیو جو دکھ ہو اپنا وہ سب نہ کہیو

خدا کو سونپا تمہیں سکینہ خدا تمہارا مدام حافظ
رسول حافظ بتول حافظ نبی کا قائم مقام حافظ

۲۱

یہ کہہ کے جب خدا کا نام شہ نے لیا آگے قدم بڑھایا
قدم بڑھا تھا وہ شہ کا گویا کہ ایک گھر میں تھا قہر آیا
سوار لشکر جا چھپے جو شہ کو گھوڑے سوار پایا
چلا میدان رزم لشکر علم جو عباس نے اٹھایا
حرم جو ڈیوڑھی پہ تھے پکاری یہ آج لشکر کدھر چلا ہے
چلو مسافر سب اپنی منزل ہمارا خیمہ یہیں کھڑا ہے

۲۲

گئی جو بیلی بھی سب وہ غازی لگے بجا وہ اپنی کرنے
چڑھے جو گھوڑوں پہ گھر سے آگے لگے تو ہمنی مرنے
رفیق مارے گئے جو سر عزیز بھی سے لگے گذرنے
جو بیٹے زینب کے تھے سو پہلے سدھارے حضرت کے آگے مرنے
شہید جب ہو گئے وہ دونوں تو لال مسلم کے کام آئے
شہا نے جوڑے سے دو جواں قاسم چچا کو کر کے سلام آئے

۲۳

سلام کیا تھا پیام رخصت امام رونے لگے بلک کر
کہا کہ جاؤ سدھارو قاسم تمہارے حافظ نبی و حیدر
نہ دیر گذری کہ غش میں دیکھا کہ تیغ دشمن سے کٹ گیا سر
تب آئے عباس شہ کے آگے کہ جلد رخصت دو اے برادر
کہا کہ جو مری ہیں تشنہ کیونکر سدھارو بھائی
جو مشک لائے ہو تم سکینہ کی سو کوثر سدھارو بھائی

۲۴

اٹھا جو عباس بھی تنہا حسین بیکس ہوئے سراسر
نہ دوست باقی کوئی ہوا نہ آگے پیچھے کوئی برادر
مقام حیرت میں آگیا تھا کہ ایک خاصہ علی اکبر
جو تھا بابا کی سمت آتا اداب ہو کر سپر وہ دلبر
پدر کی جانب جو نظر تھا کہ تنہا ہیں بھی قرار ہوتا
جبکہ پیدا شمع بزم رسول پر تھا نثار ہوتا

## ۲۵

خدا دکھائے نہ مجکو بابا کہ میرے آگے شہید ہو تم
جو ہو شہادت پہ اپنی جازم تو پہلے کر دو ذبح مجھی کو
نہیں ہونگا نہیں جیونگا نہیں یہ دیکھونگا حال ابتر
قسم میں دیتا ہوں مصطفیٰ کی کہ مجکو میداں میں تم نہ دو

امام بولے کہ جاؤ جاؤ مجھے بچاویگا کون پیارے
جو تیر آئینگے اپنا سینہ سپر بنائیگا کون پیارے

## ۲۶

امام روئے زیر لب کے علی اکبر ادہر سدہارا
بہت شجاعت دکھائی اپنی لگا جو نیزہ گیا وہ مارا
حسینؑ خیمہ کو آئے رو کے کہ اب ہے بیکس نبی کا پیارا
شتاب اصغر کو میرے لاؤ کہ جو کوچ دنیا سے ہے ہمارا

اٹھا کے اصغر کو لائے رو کے کہا کہ بیٹا صغیر آیا
سوال کرتے ہی سطر فقیر جواب میں اک تیر آیا

## ۲۷

تمہارا صفیا امام دین نے ادہر اسکو نفس میں جا لٹایا
خدا کا لے نام تیغ کھینچی ہزار شامی کو تیغ کرایا
پکارا ہاتف تمہارے وعدے کا وقت بھی ہے قریب آیا
تم اپنا ایفائے وعدہ کر دو جو چاہو امت کو بخشوانا

لگے ہزاروں ہی زخم شہ پر تو زیں سے گر کر زمیں پہ آئے
خدا کی سجدے میں سر کٹایا نہ دست و بازو ذرا ہلائے

## ۲۸

اٹھا تیر ایسا جو اسکا تن تھا سو خاکساری تھی واں دکھائی
نبی کا سر ہے بلند ہوتا سناں پہ جو آج اسکو پائی
خبر یہ خیمے میں جاکے پہنچی کہ فاطمہ کی لٹی کمائی
گیا جو گھوڑا لہو سے افشاں عجب طرح کی قیامت آئی

نہ کہہ تو افسردہ حال نکلا کہ سخت ہے یہ تو ماجرا ہے
نبی و حیدر حسن ہیں روتے بتول بی بی کا سر کھلا ہے

# مرثیہ

## نمبر ۱۸

### مطلع

## گھر سے جب بہر سفر سیّد عالم نکلے

### بند ۲۸

## من تصنیف جناب میر خلیق اعلی اللہ مقامہ

در ذکر رخصت وطن جناب سیّد الشہداءؑ

باہتمام سیّد نصیر حسن مطبع یوسفی دہلی میں چھپکر شائع ہوا

۱

گھر سے جب بہر سفر سیدِ عالم نکلے
سر جھکائے ہوئے بادیدۂ پُر نم نکلے
خویش و فرزند کمر باندھ کے باہم نکلے
رو کے فرمایا کہ اس شہر سے اب ہم نکلے

رات سے گریۂ زہرا کی صدا آتی ہے
دیکھیں قسمت ہمیں کس دشت میں لیجاتی ہے

۲

رخ کیا جانبِ قبرِ شہنشاہِ انام
ہو کے تسلیم جھکے متصل باب سلام
اذن پڑھکر جو گئے قبر کے نزدیک امام
عرض کی آیا ہے آج آخری رخصت کو غلام

یہ مکاں ہم سے اب اے شاہِ زمن چھٹتا ہے
آج حضرت کے نواسے سے وطن چھٹتا ہے

۳

چین سے سب ہیں گھروں میں مجھے ملتا نہیں چین
سخت آفت میں پھنسا آپکا یہ نور العین
ٹکڑے دل ہوتا ہے جب روکے حرم کرتے ہیں بین
تھے پیچھے تو بھلا لیکے کہاں جائے حسین

شہر میں چین نہ جنگل میں اماں ملتی ہے
دیکھئے قبر مسافر کو کہاں ملتی ہے

۴

یہ وہ دن ہیں کہ پرندے بھی نہیں چھوڑتے گھر
مجکو درپیش ہے ان روزوں میں آفت کا سفر
ساتھ بچوں کا ہے اے بادشہ جن و بشر
ہے کہیں قتل کا ساماں کہیں لٹجانے کا ڈر

تنگ جینے سے ہوں پاس اپنے بلا لو نانا
اپنی تربت میں نواسے کو چھپا لو نانا

کئی دن سے تری مادر کو نہیں قبر میں چین
آتی تھی شب کو مرے پاس بکرتی ہوئی بین
گھر مرا لٹتا ہے زہرا در رسول الثقلین
صبح کو اپنا وطن چھوڑ کے جاتا ہے حسین
کھینچ آئی ہوں کہ منہ قبر سے موڑوں گی میں
اپنے بچے کو اکیلا تو نہ چھوڑوں گی میں

اے مرے گیسوؤں والے مرے صابر شبیر
مرے بیکس مرے مظلوم مسافر شبیر
نہ رہا کوئی ترا یاور و ناصر شبیر
ہائے اے گور غریباں کے مجاور شبیر
تو جہاں جائیگا پیارے وہیں چلتی ہوں میں
خاک اڑاتا ہوا تربت سے نکلتی ہوں میں

یہ بیاں کر کے جو تعویذ سے پلٹے سرور
یوں ہلی قبر کہ تھرائی ضریح انور
آئی تربت سے یہ آواز حبیب داور
تیری غربت کے میں صدقے مرے مظلوم پسر
کوئی سمجھا نہ مری گود کا پالا تجھ کو
ہائے اعدا نے مدینہ سے نکالا تجھ کو

آپ کی قبر منور سے بچھڑنا ہے ستم
کیا قلق ہوئیگا یاد آئیگا روضہ جس دم
موت در پہ ہے پر اٹھتے نہیں یہاں سے قدم
نانا صاحب مجھے جینے نہیں دیگا یہ غم
دیکھیے کونسے جنگل کو بسانا ہوگا
پھر کے اس قبر پہ اب کاہیکو آنا ہوگا

**۱۲**

تھا عجب طرح کی اس وقت قیامت برپا
گردن شاہ میں تھے دست جناب زہرا
اور بصد درد یہی قبر سے آتی تھی ندا
ای مرے بیکس و مظلوم یہاں تجھپہ فدا
تڑپی صدمے سے نہ کیوں روح ہماری بیٹا
چھوڑتی ہو مری تربت کو میں واری بیٹا

**۱۱**

شہ پکارے کہ خدا حافظ و ناصر اماں
آپ سے ہوتا ہے رخصت یہ مسافر اماں
مدت زیست کوئی دن میں ہے آخر اماں
اب نہیں آس کہ آنا ہو یہاں پھر اماں
سمجھے تھے ہم لحدیں ایک ہی جا ہونگی
کیا قیامت ہے کہ قبریں بھی جدا ہونگی

**۱۰**

ماں کی تربت پہ گئے شاہ بچشم خونبار
اُتری محمل سے بصد آہ و فغاں زینب زار
دوڑ کر قبر سے پلٹے جو امام ابرار
ہاتھ زہرا کے لحد سے نکل آئے اکبار
آئی آواز نہ رو دل کو قلق ہوتا ہے
قبر ہلتی ہے کلیجہ مرا شق ہوتا ہے

**۹**

سنکے یہ شاہ نے کیا آخری رخصت کا سلام
نکلے روتے ہوئے اس روضۂ انور سے امام
سنکے اسدم یہ کیا رو رو کے زینب نے کلام
قبر پر ماں کی مجھے لیچلو یا شاہ انام
جی میں آتا ہے کہ دل کھولکے دم بھر رو لوں
ماں کی تربت سے بھی اکبار لپٹکر رو لوں

**۱۳**

تری مظلومی کے صدقے مری نازوں کے پلے
شہر ویران کیا جنگل کے بسانے کو چلے
فاطمہؑ قبر میں رو رو کے نہ کیوں ہاتھ ملے
ہائے کٹ جائینگے وہ نخل جو پھولے نہ پھلے
میرے آرام کا نقشہ بھی بگاڑا ہے ہائے
ظالموں نے مری بستی کو اجاڑا ہے ہائے

**۱۴**

کون اب لائیگا تربت پہ مری شمع و چراغ
رات بھر غم میں جلینگے دل بیتاب کے داغ
قبر میں بھی نہ ملیگا مجھے ماتم سے فراغ
ہے غضب فصل بہاری میں اجڑتا ہے یہ باغ
چادر گل بھی نہیں اب کوئی لانیوالا
اٹھ خاروں میں چلا پھول چڑھانیوالا

**۱۵**

جب تم آتے تھے زیارت کو قریب مدفن
میرے کانوں کو خوش آتی تھی تری صوت حسن
ہاتھ تعویذ پہ رکھتے تھے جو اے غنچہ دہن
میں سمجھتی تھی کہ ہے قبر میں شمع روشن
ہائے وہ فاتحہ با دیدۂ گریاں پڑھنا
یاد آئیگا ترا لحن سے قرآں پڑھنا

**۱۶**

بولی زینبؑ کہ اس آواز کے میں قربان
میری بھائی پہ عجب وقت ہے اماں قرباں
یہ سفر خوف کا اور ساتھ نہیں کچھ ساماں
کئی لاکھ کو عدو ہیں یہاں اور چند جواں
جن کے خط آئے ہیں وہ قوم دغا پیشہ ہے
مارے جائیں نہ مسافر یہی اندیشہ ہے

**١٧**

آئی زہرا کی صدا اے مری پیاری زینب
کیا کہوں میں جو مری روح پہ ہے رنج و تعب
میرے بیکس و بے آسرا شبیر کا تو ساتھ ہے اب
کام آنا یہ مصیبت میں گرفتار ہو جب
وارثی اماں کسی دکھ میں نہ کنارا کرنا
اپنے بیا دیکھو نہ اس پیارے سے پیارا کرنا

**١٨**

یہ وہ ہے جس پہ محمد نے پسر کو وارا
کوئی بابا کو نہ تھا اس سے زیادہ پیارا
یہی دنیا میں ہے اب عرش خدا کا تارا
اس مری چاند سے روشن ہے زمانہ سارا
اس سے لڑنے کے لئے لشکر شام آئیگا
وہی پیارا ہے مجھے اسکے جو کام آئیگا

**١٩**

ہاں بلاؤ اسے عباس دلاور ہے کدھر
وہ فدا ہے مرے پیارے پہ میں صدقے جاؤں
لشکر غیر سے گھیرے ہیں وہ میرا ہے پسر
یہ صدا سنکے برادر کو پکارا سرور
اپنے رہوار کو آگے نہ بڑھاؤ بھائی
یاد فرماتی ہیں اماں ادھر آؤ بھائی

**٢٠**

آکے عباس نے سر رکھدیا پائین مزار
آئی آواز کہ نہر اترے ہاتھوں کی نثار
اپنی پیاری کی برابر ہیں تجھے کرتی ہوں پیار
دہیان بھائی کی حفاظت کا رہے اے دلدار
کوئی غربت میں اسے مار نہ ڈالے بیٹا
میرا شبیر ہے اب تیرے حوالے بیٹا

۲۱

ساتھ بچوں کا ہے گرمی کی یہ ہر طغیانی
منزلیں وہ ہیں کہ کوسوں نہیں ملتا پانی
چھاگلیں بھر کے سدا ساتھ ہی رکھو جانی
جان شبیرؑ کے دشمن ہیں ستم کے بانی
واری غربت میں مرے لعل کی خدمت کرنا
رات کو جاگ کے خیمہ کی حفاظت کرنا

۲۲

رو کے عباسؑ نے کی عرض کہ ہوں میں تو غلام
تیرے آقا مرے مالک ہیں شہِ عرش مقام
مجھ سے ادنیٰ پہ یہ الطاف یہ شفقت کے کلام
شہ کی خدمت مرا شیوہ ہے غلامی مرا کام
زن و فرزند بھی قربان ہیں گھر صدقے ہے
شاہ کے نقش قدم پہ مرا سر صدقے ہے

۲۳

بولے شبیرؑ کہ یہ اہل وفا ہے اماں
میں فدا اس پہ ہوں یہ مجھ پہ فدا ہے اماں
اس کے دم سے مرے جینے کا مزا ہے اماں
یہ برادر مجھے بیٹوں سے سوا ہے اماں
خلق میں حیدر کرار کا ثانی ہے یہ
پاس شبیرؑ کے بابا کی نشانی ہے یہ

۲۴

یہ بیاں کر کے چلے واں سے شہ کون و مکاں
بیکسی چہرے پہ چھائی تھی تو آنسو تھے رواں
لوگ سر پیٹ کے اس دم ہوئے یوں گریہ کناں
پیچھے تابوت کے جس طرح سے ہو شور و فغاں
غل تھا ای سیّد ذیجاہ خدا کو سونپا
اے مدینہ کے شہنشاہ خدا کو سونپا

۲۵

والئے ملک عجب حال سے کرتا ہے سفر
برکتیں اٹھ گئیں خالی ہوئے سادات کے گھر
نہ وہ زینت رہی مسجد کی نہ زیب منبر
وعظ ہر جمعہ کو اب کون کہیگا جا کر
اسطرح کا ہے کو مسجد میں اذاں ہوئیگی
اب جماعت کی نماز آہ کہاں ہوئیگی

۲۶

ذات شبیر کی تھی رحمت رب باری
کون اب دکھ میں غریبوں کی کریگا یاری
فیض کس گھر سے مدینہ میں رہیگا جاری
پائینگے کس کی دعاؤں سے شفا آزاری
شہر سے سایۂ الطاف خدا جاتا ہے
شکلیں باقی ہیں اور عقدہ کشا جاتا ہے

۲۷

غل تھا رانڈوں کو یہ چلاتے تھے کھولے ہوئے سر
اے غریبوں کی مدد گار یتیموں کے پدر
آپ تو کرتے ہیں یثرب سے ہمیشہ کا سفر
کون ہم رانڈوں کی لیویگا مصیبت میں خبر
کون بن باپ کے بچوں پہ ترس کھائیگا
کون چھپ چھپ کے طعام اب ہمیں پہنچائیگا

۲۸

ذکر حسن سن کے یہ نا فہم جو روتے تھے قوم
لوگ بیتاب تھے ہر گھر میں بپا تھا ماتم
غل تھا اسطرح کا سردار کہاں جاتا ہے ہم
چومتا تھا کوئی ہاتھ اور کوئی حضرت کے قدم
سبکو سمجھاتے ہوئے شاہ چلے جاتے تھے
لوگ روتے ہوئے ہمراہ چلے جاتے تھے

۲۹

راہ میں شاہ کو تھا رنج صعوبات سفر
سختیاں ہجر کی صغراؑ پہ گذرتی تھیں اِدہر
تارے گن گن کے شب تار کو کرتی تھی بسر
ہائے اماں کبھی تھا لب پہ کبھی ہائے پدر
اس مصیبت سے اسے ہجر کا دن کٹتا تھا
کہ پرستاروں کا دیکھے سے جگر پھٹتا تھا

۳۰

خالی جھولا کبھی اصغرؑ کا جھلا کر روتی
ننھے تکیے کبھی چھاتی سے لگا کر روتی
کبھی مسند شہ والا کی بچھا کر روتی
علی اکبرؑ کے مکاں میں کبھی جا کر روتی
کبھی کبرا و سکینہ کا گلا کرتی تھی
ماں کے حجرے میں کبھی جا کے بکا کرتی تھی

۳۱

کبھی کہتی تھی ہمیں بھول گئیں اماں واہ
جا کے واں خط بھی نہ بھیجا کوئی سبحان اللہ
کس سے قسمت کی برائی کا گلہ کیجے آہ
سب کی الفت ہے نہیں ایک ہماری نہیں چاہ
لیگئیں ایک کو سفر میں جنہیں دختر جانا
ہم کو تو لونڈی کے بھی نہ برابر جانا

۳۲

خط بھلا کا ہے کو بھیجینگے شہ نیک خصال
مرگئی ہووے گی صغراؑ انہیں ہوگا یہ خیال
سخت جانی کا تو اپنی ہے مجھے صدمہ ہے کمال
خاک اس جینے پہ مردے سے بھی بدتر ہے حال
گھل گیا غم سے بدن ہے ضعف طاری اماں
صدقہ اصغرؑ کا خبر لیجے ہماری اماں

**۳۳**

کہا صغرا نے کہ ہاں ان تو ہیں وعدے کو قریب
آگے دیکھونگی دکھائیگا جو کچھ مجھکو نصیب
جلد آئے کہیں محبوب الہی کا حبیب
اب تو اس رنج سے نانی مری حالت ہے عجیب

شہ سے کب تک ہو ہے ملنے کا قرینہ دیکھیں
کیا دکھاتا ہے محرم کا مہینہ دیکھیں

**۳۴**

ہفتم ماہ محرم کی ہوئی جبکہ سحر
بند پانی ہوا فرزند پیمبرؐ پہ ادہر
یاں ہوا ہونے لگا فاطمہ صغرا کا جگر
کبھی تڑپی کبھی نالے کئے پیٹا کبھی سر

چھا گیا دل پہ غم ایسا کہ دوا ترک ہوئی
پانی پینا ہوا موقوف غذا ترک ہوئی

**۳۵**

روز عاشورہ ادہر شاہ سے ہوتی تھی نبرد
اسطرف فاطمۂ بیمار کی رنگت بھی تھی زرد
ہوک سینے میں کبھی اٹھتی تھی گہ قلب میں درد
دست و پا دل کو تڑپنے سے ہوا جاتے تھے سرد

حلق پر واں شہ بیکس کے چھری پھرتی تھی
کبھی بستر سے یہ اٹھتی تھی کبھی گرتی تھی

**۳۶**

عصر کے وقت پکاری یہ باشک افشانی
پھاڑ دو اب مرے کرتے کا گریبان نانی
دیکھو روضہ پہ محمدؐ کے ہے کیا ویرانی
بال کھولو کہ ہوا قتل نبیؐ کا جانی

خاک شیشہ کی طرح ہو گئی آ کر بیٹھو
لٹ گیا گھر صف ماتم کو بچھا کر بیٹھو

بحر میں موج تلاطم دشت میں رہتی تھی خاک
جوش ماتم شاہ کا کس درجہ بحر و بر میں ہے
بسکہ ہے ارض و سما پر بھی یہ غم چھایا ہوا
ہے زمیں ساکت المسمیٰ آسماں چکر میں ہے

## سلام

مجرئی کیا خوف اس کو عرصۂ محشر میں ہے
جو کوئی مومن پناہ دامن حیدر میں ہے
جام کوثر باغ جنت حور و غلماں پائے گا
جو کوئی مخمور عشق احمد و حیدر میں ہے

## ۴۸

کر خلق اب نہ بیاں دختر بیمار کے بین
ہر گلی کوچہ میں فریاد و شیون و شین
یاس و امید کے عالم میں ہر اک تھا بے چین
پھر بہ تفصیل سنا یہ کہ ہوئے قتل حسین

## ۴۷

صاف آتی ہے کانوں میں کسی کی یہ صدا
چین سے شہر میں ہے اہل وطن بیٹھے ہو کیا
کٹ گیا دشت میں فرزند محمدؐ کا گلا
آج دنیا میں ہوا خاتمۂ آل عبا

---

نامۂ اعمال دھو دے اور بجھائے نار کو
ابر رحمت کا اثر اشک غم شبیر میں ہے

داں لگا تیر ستم حلق علی اصغر میں ہے
ہاں غضب کا قلب بانوئے دلگیر میں ہے

کچھ خبر اور نہ قاصد کی زبانی آئی
خط کے بدلے شہ بیکس کی سنائی آئی

فاطمہ خاک اڑاتی ہے علی روتے ہیں
جاکے پرسہ دو کہ تربت میں نبی روتے ہیں

۱۲ سلسلہ بخشش امت کی خاطر بنگیا
گو پڑی زنجیر پائے عابدِ مضطر میں ہے
حالت بیمار پر روتا ہے کیا ہی پھوٹ کر
آبلہ جو کوئی پائے عابدِ مضطر میں ہے

۱۳ بیٹے پوتے اور نواسے بخطا مارے گئے
کس غضب کی لوٹ یارو فاطمہ کے گھر میں ہے
۱۴ کربلا کی سمت کو جاتا ہے لشکر شاہ کا
رو رہی یاں فاطمہ صغرا اکیلی گھر میں ہے

۱۰ گودی رکھنے سے ہوئی امتی یہودی مسلمین
کیا ہدایت کا اثر زہرا کی اک چادر میں ہے
۱۱ تو من کا لئے چھپے رہتی ہیں بیدیو مینی یوں
ہے چھپا لعل بدخشاں جسطرح پتھر میں ہے

حبِ حیدر ہیں جو مرجاتا ہے کوئی اہلِ دیں
اسکا گھر باغِ جناں میں قلبِ پیغمبر میں ہے
حبِ آلِ مصطفیٰ میں گر کوئی دیتا ہے جاں
نام اسکا درج ہوتا خلد کے دفتر میں ہے

اے سکینہ خستہ جاں اب تو بھی رو لے خوب سا
گریۂ شور و بکا بزمِ غمِ سرور میں ہے

۱۵ چھن گئی چادر تو زینب نے سرِ شہ سے کہا
ابھی پردہ ترا تطہیر کی چادر میں ہے

۱۳ کربلا میں سوئینگے اسطرح مومن چین سے
جیسے سوتا طفل کوئی دامنِ مادر میں ہے

۹ کعبہ میں پیدا ہوئے حیدر تو ہر سو شور تھا
آج مہمان خدا آیا خدا گھر میں ہے

## کتب مقاتل و مصائب

**ابواب المصائب** - مرزا دبیر اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے نظم و نثر میں ہر مجلس کو قصہ حضرت یوسفؑ سے شروع کر کے یوسفِ کربلا کے مصائب پر ختم کیا ہے۔ ۹ر

**اخبار ماتم** - بتقطیع کلاں۔ ایک ہزار صفحے مجلد مومی چرمی للعہ

**تذکرۃ الطاہرین** ہر پنج جلد تحقیقی روایات کا مجموعہ - ۱۴ر

**خلاصۃ المصائب** قیمت ۱۴ر

**درّ المصائب** ہر پنج جلد - ۱۲ر

**ذائقۂ ماتم** چہل مجلس - ۱۴ر

**عین البکا** - دہ مجلس عطا - ۱۲ر

**زبدۃ المصائب** ۱۴ر

**سراجِ غم** فی مجلس ماتم ہر دو جلد کامل - قیمت ۸ر

**سفینۃ الشہدا** ار - ۷ر

**قلزمِ ماتم** - بمثیل نظم و نثر مجلّد - قیمت فی جلد ... ۳ر

**مجالسِ عزا** - علیٰ ہذا مجلّد - قیمت فی جلد - ۳ر

**ینابیع المصائب** - ۱۲ر

## بیاض ہائے نوحہ جات

**بیاضِ متین** :- ہندوستان بھر میں سب سے زیادہ مشہور۔ ملک کے طول و عرض میں مقبول مرد و زن۔ کاغذ سفید - ۲ر
کاغذ حنائی - صرف ۱۴ر

**بیاضِ شعرائے لکھنؤ** - جس میں رونقِ ماتم۔ مرقعِ ماتم۔ گنجینۂ ماتم اسرارِ ماتم وغیرہ شامل ہیں۔ ۷ر

**بیاضِ خورد** - جیبی تقطیع مشہور بہ بیاضِ واجد - ۸ر

**بیاضِ ہنر** - نوحوں کے ساتھ ہندی کے دوہے بھی ہیں۔ ۲ر

**بیاضِ سلیس** - سید محمد ... صاحب سلیس کے مشہور نوحے ۳ر

## کتب ہائے سلام

**بزمِ ماتم** - انیس، دبیر، مونس، عشق وغیرہ کے چیدہ چیدہ سلام شامل ہیں ۹ر

**عطرِ کلام** خاص سوزخوانی کے واسطے بہترین سلام جو وحید، انس اور تعشق کی دماغ سوزیوں کا نتیجہ ہے ۹ر

## گلدستۂ ...

**فصاحت** مرحوم و مغفور ... میں نے فصیح الملک بہادر داغ کی چوٹی کی غزلوں پر سوزخوانی کے سلام کہے ہیں۔ ہر زمین لاجواب ہے۔ قیمت - ۷ر

**مجموعۂ سلام ہائے احمدی** پاکیزہ سلاموں کا مجموعہ - ۲ر

## مجموعۂ رباعیات

اس مجموعہ میں ہندوستان کی رائج الوقت رباعیات میں سے مشہور مشہور تقریباً ۹۰۰ رباعیاں درج کی گئی ہیں جو ع
اپنا جواب آپ ہیں اپنا نظیر آپ
قیمت فی جلد آٹھ آنہ ۸ر

## مجموعۂ مخمسات

شعرائے آتش بیان، انیس، مصائب، دبیرانِ نوائب کی جانکاہ کوششوں کا یہ نتیجہ ہے جس میں کئی سو مخمس شامل ہیں۔ ۱۲ر

مراثیِ بے نقط - قیمت ۱۴ر

سید منیر حسن منیر زیدی الواسطی مالک و منیجر یوسفی پریس دہلی

